اور معلوم ہوگیا کہ ان بیچاروں کا قرآن کی تصنیف

و تالیف میں کوئی بھی حصہ نہیں ہے۔ اور

اللہ میاں مسلمانوں کے اور محمد

صاحب آریوں کے اس

الزام سے کہ انھوں

نے قرآن بنا

بالکل بری

ہیں

اور قسم

مسلمانوں کو عرصہ سے گھمنڈ تھا کہ ہمارا قرآن لاثانی ہے۔ یہ صاحب میں اسلاتا لی ہے کہ کوئی شخص اس کی ایک آیت کی مانند بھی کوئی آیت نہیں بنا سکتا۔ بھولے بھالے ہندوستانی مسلمانوں کے اس وہم کو دور کرنے کے لئے جناب مولانا غلام حیدر صاحب نے تقریباً دو ماہ سے اخبار "مسافر آگرہ" میں قرآن مجید کے مقابلہ پر قرآن جدید لکھنا شروع کیا ہے جس میں قرآن مجید کی ہر ایک آیت کے مقابلہ پر کیا۔ بلحاظ فصاحت و بلاغت اور نیز بلحاظ خیالات اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر مولانا موصوف نے اپنی بنائی ہوئی آیت پیش کی ہیں۔ قرآن جدید نے اسلامی کیمپ میں ایک زبردست ہلچل پیدا کر دی ہے۔ علاوہ بریں مولانا موصوف آجکل مسافر کا ایک خاص حصہ اپنے زبردست قلم سے ایڈیٹ کر رہے ہیں۔ پس اگر آپ کو موضوع کے علاوہ دلچسپ مضامین دیکھنے کا شوق ہو تو "مسافر" منگا کر دیکھئے۔ المشتہر مینیجر اخبار مسافر آگرہ

صاف پتہ لگتا ہے کہ دراصل جبرئیل ایک مکہ کا رہنے والا عالم شخص تھا جس سے حضرت کی گہری دوستی تھی اور فی الواقع یہی شخص قرآن کا مصنف ہے اور حضرت محمد اس ہی دوست کی بدولت پیغمبر بنے۔ پس جبکہ واقعات سے یہ صاف ثابت ہے کہ جبرئیل ایک عالم انسان تھا اور اس امر میں ہمارا و ہمارے مسلمان دوستوں کا اتفاق کلی ہے کہ تمام قرآن حضرت محمد کو حضرت جبرئیل نے پڑھا و سکھایا تو معاملہ صاف ہے کہ جبرئیل نے قرآن کا اصل [illegible] سکھایا [illegible] دماغ کی اختراع ہے

قرآن کا کاتب

پس جبکہ ہم اوپر بتا آئے ہیں دراصل جبرئیل ایک عالم شخص تھا قرآن کی آیتیں بنا کر محمد صاحب کو وقت شب یا کسی ایسے وقت میں جبکہ محمد صاحب کے پاس غیر لوگ نہوں آپ کو یہ آیات پڑھا اور یاد کرا جایا کرتا تھا اور محمد صاحب پھر اگلے روز وہ آیتیں لوگوں کو سنا کر کہا کرتے تھے کہ رات مجھ پر یہ وحی نازل ہوئی مگر چونکہ خود اتنی قابلیت نہ تھی کہ ان آیات کو قلمبند بھی کر لیا کرتے اور روز روز کی آیات کا یاد رکھنا محال تھا لہذا آپ کا دستور تھا کہ آپ مندرجہ ذیل اشخاص میں سے کسی ایک سے وہ آیتیں قلمبند کرا لیا کرتے تھے۔ کاتبوں کے نام یہ ہیں ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ ابی ابن کعب۔ زید ابن ثابت۔ طلحہ ابن عبداللہ۔ سعد ابن وقاص۔ عامر ابن فہیرہ۔ ثابت ابن قیس۔ خالد۔ سعید۔ ابان۔ حکم۔ عکنہ العسل۔ حنظلہ ابن ربیعہ۔ معاویہ۔ عمر ابن عاص۔ عبیدہ ابن جراح۔ معاذ ابن جبل۔ زید ابن ثابت۔ ابن ضحاک انصاری۔ مروان وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ علماء اسلام قرآن کے چالیس کاتب مانتے ہیں جن میں سے ہم نے چند ایک مشہور اشخاص کے نام دیئے ہیں

دونوں کی بریت

پس مندرجہ بالا واقعات سے قرآن کی تصنیف و تالیف کے الزام سے اللہ میاں و محمد صاحب دونوں بری ہو گئے

اِس قسم کے سوالات کرنے لگا کہ اسلام کیا چیز ہے - عبادت کیا چیز ہے - توحید کیا چیز ہے وغیرہ محمد صاحب نے اِن سب سوالات کا جوابدیدیا - اور آخر کو وہ شخص بات چیت کر کے چلا گیا اِس کے چلے جانے کے بعد محمد صاحب نے صحابہ سے کہا کہ تُم جانتے ہو کہ یہ کون شخص تھا - یہی جبرئیل تھا - یہ واقعہ بھی ہماری زبردست تائید میں ہے

پوتھی تائید

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بی بی فاطمہ اپنے گھر میں بیٹھی زار زار رو رہی تھیں - کہ اتنے میں حضرت جبرئیل بھی آ وارد ہوئے اور فاطمہ کو روتے دیکھ کر حضرت محمد سے پوچھا کہ آج فاطمہ اِس طرح کیوں رو رہی ہیں - حضرت نے فرمایا کہ اس ہی سے پُوچھو - جبرئیل پھر فاطمہ کے پاس آیا اور کہا کہ بی بی تم کیوں روتی ہو تمھیں کیا تکلیف ہے وغیرہ وغیرہ - بی بی فاطمہ نے جوابدیا کہ تم اللہ میاں کی طرف سے آئے ہو یا خود ہی پوچھتے ہو جبرئیل نے کہا کہ اللہ میاں کی طرف سے آیا ہوں - فاطمہ نے جوابدیا کہ اگر اللہ میاں کی طرف سے آئے ہو تو جاؤ اللہ میاں سے پُوچھ کر آؤ کہ تمھارا سب سے بڑا اور افضل کیا نام ہے - فاطمہ کی بات سُنکر جبرئیل باہر گیا اور تھوڑی دیر بعد آکر کہنے لگا کہ میں اللہ میاں سے پُوچھ آیا ہوں اُنھوں نے کہا ہے کہ یہ سب سے افضل نام "صمد" یعنی "لاپرواہ" ہے - یہ سُنکر بی بی فاطمہ نے کہا کہ میں اِس ہی لئے روتی ہوں کہ وہ تو لاپرواہ ہے پھر اسے نبی کی کیا ضرورت - ذرا کیسی کی کیا پرواہ -

تائید مزید

علاوہ بریں حضرت محمد کے گھر آنا جانا - حضرت کو پانچ وقتی نماز سکھلانا وضو کرنے کے طریق بتلانا - حضرت کے نواسوں حسن حسین کے لئے عید بقر عید وغیرہ تیوہاروں پر کپڑے لانا - حضرت کے کنبے کے لئے ادویات بتانا اور نسخے بتلانا مسجد میں آنا جانا اور حضرت کا نمازیوں کو بتلانا کہ یہی جبرئیل ہے یہ سب ایسے واقعات ہیں کہ جن سے کوئی ذیہوش آنکھیں بند نہیں کر سکتا - ورنہ

دتے ہیں اور دراصل معاملہ بھی یہی تھا۔ یہ دیکھکر حضرت وہاں سے جنگل کی طرف نکلے
اور ایک چرواہے سے دریافت کیا کہ مجھے کہیں مزدوری بتلا چرواہے نے کہا کہ میں بہت
سی بھیڑ بکری حضرت محمد کے لئے بطور ہدیہ مکہ لیجا رہا ہوں انھیں اس تک پہنچا دے
تو تجھے بہت کچھ دونگا حضرت نے کہا کہ مجھے اس سے کیا کام تو مجھے کوئی مزدوری بتلا
دے۔ تب چرواہے نے بتلایا کہ یہاں قریب ہی ایک بادشاہ کا لشکر آیا پڑا ہے اور
اس کے گھوڑوں کو کنووں سے کھینچکر پانی پلانے پر بہت سے مزدور لگے ہوئے ہیں
جا تو بھی وہیں مزدوری کرلے۔ محمد صاحب یہ سُنکر چلدئے اور بادشاہ کے لشکر میں
پہنچے اور مزدوری کے لئے درخواست کی۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا تو بھی اِن مزدوروں
کے ساتھ ملکر پانی کھینچ۔ انھیں دس دس خرمہ یعنی کھجور بطور مزدوری ملتی ہیں
تجھے بھی ملجائینگی۔ خیر قصہ کوتاہ حضرت نے کنوئیں سے پانی نکالنا شروع کیا اور بادشاہ
نے آپ کے لئے کچھ کھانا بھیجدیا بھوکے تو تھے ہی کھانا کھانے لگے۔ لیکن ابھی پہلا
ہی لقمہ دیا تھا کہ جبرئیل پیچھے ہی پیچھے آن پہنچے اور حضرت سے کہنے لگے کہ "حسن حسین تیرے
چھوٹے چھوٹے معصوم بچے تو گھر میں بھوکے بیٹھے ہیں اور تو کھانا کھا رہا ہے"
یہ سنتے ہی حضرت نے لقمہ پھینکدیا اور پھر کنوئیں سے پانی کھینچنے لگے اس پر حضرت
جبرئیل نے غصہ میں آکر یا نہ معلوم کیوں آپ کے ڈول کی رسی کاٹ دی اور ڈول
کنوئیں میں گر پڑا اور آپ کو اس مزدوری سے بحکم بادشاہ علیحدہ ہونا پڑا۔ اس
واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل ایک سمجھدار اور حضرت کا خیرخواہ شخص تھا
نہ کہ کوئی بےہنگم وجود

تیسری تائید | ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت محمد معہ صحابہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے
کہ ایک خوبصورت شخص یعنی لباس زیب تن کئے آپ کے پاس
آیا اور سلام وعلیک کر کے دوزانو بیٹھ گیا اور محمد صاحب سے اسلام کے متعلق

کے ہاتھ ہے۔ اور جبرئیل کی حکایات پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ جھگڑا طے ہو جاتا ہے
لیکن سیدھے سادے مسلمانوں کو یہ سنکر شاید رنج ہو کہ واقعات ہماری طرف ہیں
اور ایک ایک واقعہ زبان حال سے ہماری تائید کر رہا ہے اور گو جبرئیل کے متعلق
جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ بجائے کسی نرپکش مورخ کے سب متعصب مسلمان حضرات
محمد کے متعصب چیلوں کے قلم سے نکلا ہے مگر لطف تو یہی ہے کہ ان کے اپنے بیان
کردہ جھوٹ سچ و مبالغہ آمیز واقعات بھی ان کی اپنی تائید نہیں کرتے۔ برخلاف
اس کے ہر ایک واقعہ ہماری صداقت کی شہادت دے رہا ہے۔ دیکھئے۔

پہلی تائید حدیث کسا میں آیا ہے کہ ایک روز اللہ میاں سے برکت وصول
کرنے کے لئے حضرت محمد معہ بی بی فاطمہ۔ حضرت علی۔ حسن حسین
ایک چادر کے نیچے بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک اور شخص بھی باہر سے آکر چادر کے
اندر گھس گیا! اسپر بی بی فاطمہ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ ابا یہ کون ہے؟ اسپر حضرت نے
جواب دیا کہ "بیٹا یہ جبرئیل ہے" یہ واقعہ صاف الفاظ میں ہمارے بیان کی تائید کر رہا
ہے۔ کیونکہ اگر دراصل جبرئیل زمین سے آسمان تک لمبا اور مشرق سے مغرب تک
چوڑا ہوتا تو ایک چھوٹی سی چادر میں کیسے سما جاتا۔ ؟ مسلمان بھائی غور کریں۔

دوسری تائید ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت محمد صاحب کے گھر میں کچھ کھانے
کو نہ رہا اور آپ کو فاقہ کشی کرتے کئی روز گذر گئے لیکن جب
آپ فاقہ کشی کی تکلیف برداشت نہ کر سکے اور بھوک سے بیتاب ہو گئے تو بی بی فاطمہ
کے گھر پہنچے اور اس سے کھانا طلب کیا۔ جواب دیا کہ یہاں خود تین روز سے فاقہ
جا رہے ہیں اتنے ہی میں اتفاقاً محمد صاحب نے بی بی فاطمہ کے چولہے پر ایک ہانڈی
چڑھی دیکھی اور ادھر بڑھ کر ہنڈیا کا ڈھکنا اٹھاتے ہوئے پوچھا کہ اس میں کیا پک رہا
ہے۔ بی بی فاطمہ نے جواب دیا کہ بچوں کو بہکانے کے لئے پتھر ہنڈیا میں ڈال کر چڑھا

بیٹھ کر کیا کرتا تھا تو بہت سے لوگ اسے سننے کے لئے جمع ہو جایا کرتے تھے اور حضرت محمد تو خصوصیت کے ساتھ اس کی کتھاؤں میں شریک ہوا کرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ دونوں کی آپس میں دوستی ہو گئی اور ایک دوسرے کے گھر آنے جانے لگے اور یہاں تک دوستی بڑھی کہ جبرائیل حضرت محمد کے گھر بہت کثرت سے آنے جانے لگا۔ ادھر حضرت محمد کا دماغ ہر وقت آسمان پر رہتا ہی تھا پس آپ نے جبرائیل کی دوستی کو غنیمت جانا اور جب رات کے وقت جبرئیل اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر آتا علاوہ محمد صاحب کو دینی مسائل کے سمجھانے کے دو چار آیت بھی بنا کر دے جاتا جنہیں صبح کے وقت حضرت اپنے یار غاروں کو سناتے اور فرماتے کہ خدا کی طرف سے رات مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی تھی لیکن تاڑ جانے والے تاڑنے والے جب اس طرح محمد صاحب پر خدائی آیات کے نازل ہونے کا عام چرچا ہوا تو جب تاڑنے والوں نے فوراً اس خبر کی تردید کر دی اور عوام پر آپکا راز فاش کر دیا کہ یہ رات کو جبرائیل سے آیات بنوا کر پڑھتے ہیں اور صبح ان ہی کو وحی بتلاتے اور سنانے میں غرض کہ جب تک بھی مذہبی تواریخ کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ دراصل جبرئیل ایک مکہ کا رہنے والا ایک عالم یہودی تھا جو حضرت محمد کا گاڑھا دوست تھا اب اس بات کو تو تمام مسلمان مانتے ہی ہیں کہ حضرت محمد کو کل آیات قرانی جبرئیل سے وصول ہوئیں اور ہم بھی مانتے ہیں اب صرف اختلاف اتنا ہی ہے کہ مسلمان جبرئیل کو آسمان سے زمین تک لمبا مشرق سے مغرب تک چھ سو پروں والا خدائی لیٹر بکس بتلاتے ہیں اور ہم جبرئیل کو ایک عالم یہودی مانتے ہیں جو محمد صاحب کو توریت و انجیل پڑھاتا اور یاد کراتا تھا قرانی آیات بناتا تھا اکثر محمد صاحب کے گھر آتا جاتا تھا

مگر اس بحث میں ہمارا دوستوں کا فیصلہ کرنا واجبات	ضروری سوال کا فیصلہ

مکہ جاتے ہوئے بمقام حدیبیہ پہنچے اور لشکر کفار نے آپ کو گھیر لیا تو آنحضرت صلح کرنے پر مجبور ہوئے اور آخر معاملہ یہ طے پایا کہ باہمی ایک صلحنامہ لکھا جائے اور آئندہ جنگ وجدل سے احتراز کیا جائے۔ خیر صلحنامہ لکھا گیا اور محمد صاحب کے دستخط کرنے کا وقت آیا۔ اس پر جھگڑا پڑا کہ محمد صاحب کے ہمراہی علی وغیرہ تو یہ کہتے تھے کہ صلحنامہ پر دستخط "محمد الرسول اللہ" کے الفاظ میں ہونگے اور کفار کہتے تھے کہ نہیں محمد صاحب اپنے دستخط ٹھیک الفاظ یعنی "محمد بن عبداللہ" یعنی محمد ولد عبداللہ میں کرنے پڑینگے۔ خیر نوبت یہانتک پہنچی کہ حضرت علی نے صلحنامہ پر محمد الرسول لکھدیا۔ اِسپر مخالف بگڑ گئے۔ اور انھوں نے تلوار کے زور سے کام نکالنا چاہا۔ جب محمد صاحب نے یہ دیکھا کہ جس بات سے بچنے کے لئے صلح کرنی پڑی ہے وہ مفقود ہوئی جاتی ہے تو آپنے جھٹ حضرت علی کے ہاتھ سے قلم لے حضرت علی کا محمد الرسول کاٹ اس کے بجائے خود محمد ابن عبد لکھدیا اسیطرح ایک حدیث میں ذکر آیا ہے کہ جب محمد صاحب مرنے لگے تو مرتے وقت آپ نے فرمایا کہ مجھے قلم و دوات لادو تاکہ میں وصیت نامہ لکھ مروں اسی طرح ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ ماما۔ محمد الا قبری وکتب یعنی نہیں مرا محمد مگر لکھا اور پڑھا۔ غرضیکہ ان جملہ شہادتوں سے پتہ لگتا ہے کہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق نہ تو محمد صاحب بالکل اُمّی ہی تھے اور نہ بعض لوگوں کے خیال کے مطابق اتنے عالم ہی کہ قران جیسی کتاب تصنیف کر سکتے۔

قران کی جان پس قران کی تصنیف کے الزام سے محمد صاحب والتد میاں دونوں بری ہیں کیونکہ جیسا کہ مزید شہادتوں سے ثابت کرینگے۔ اللہ میاں توکسیطرح بھی قران کی تصنیف کے ذمہ وار ہو نہیں سکتے اور محمد صاحب میں اتنی قابلیت بھی نہیں کہ وہ کوئی کتاب تصنیف کر سکتے۔ کیونکہ مسلمان تو آنحضرت کو پورا اُ‌د

قرآن کے متعلق سارا جھگڑا یہی ہے کہ یہ کس کی تصنیف ہے اور یہ جھگڑا یوں پڑا کہ عام طور پر ایک کتاب کے سرورق پر اُس کے مصنف کا نام ہوا کرتا ہے لیکن قرآن کے سرورق پر اس کے مصنف کا نام ندارد ہے پس اسی وجہ سے دنیا اس کے متعلق تاریکی میں ہے۔ عام مسلمانوں کا تو یہ دعویٰ ہے کہ یہ کتاب اللہ میاں کی تصنیف ہے۔ لیکن حق پسند عالم نہ صرف اِس خیال کو تمسخر انگیز ہی خیال کرتے ہیں بلکہ بیچارے اللہ میاں پر ایک قسم کا شرمناک بُہتان سمجھتے ہیں کیونکہ لفظ اللہ میاں سے اگر مسلمانوں کی مراد اُس ہی پاک پروردگار سے ہے جسے پرماتما پرمیشور یا گاڈ کہتے ہیں۔ تو قرآن جیسی کتاب کو اس کی تصنیف قرار دینا واقعیٔ اُس کی ہتک کرنا ہے۔ ہاں اگر مسلمانوں کے خیال میں اللہ میاں کوئی اور ہی وجود ہے تو بات دوسری ہے۔ برخلاف اِس کے آریوں و عیسائیوں کا خیال ہے کہ قرآن محمد صاحب کی اپنی ہی تصنیف ہے۔ جسے اُنھوں نے اپنا مطلب نکالنے کے لئے اللہ میاں کے نام سے دُنیا میں رائج کرنا چاہا۔ لیکن میں ایمان سے کہونگا کہ جیسا مسلمانوں کا خیال اللہ میاں پر بہتان ہے ویسا ہی عیسائیوں و آریوں کا خیال محمد صاحب پر ایک قسم کا بہتان ہے۔ کیونکہ محمد صاحب خدا کے فضل سے اتنے لکھے پڑھے ہی نہ تھے کہ وہ قرآن جیسی کتاب تصنیف کر سکتے۔ مگر اس سے میرے مسلمان بھائیوں کو یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ محمد صاحب کورے اُمّی یعنی ناخواندہ تھے نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ محمد صاحب کے بارے میں جیسا عالم ہونے کا خیال لغو ہے ویسا ہی بالکل اُمّی ہونے کا بھی جھوٹ ہے۔ بلکہ اصلیت یہ ہے کہ جہانتک تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے ہم اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ محمد صاحب نہ تو عالم ہی تھے اور نہ کورے جاہل ہی بلکہ کچھ تھوڑے بہت پڑھے ہوئے تھے جس کی تائید ذیل کے واقعہ سے بخوبی ہو سکتی ہے

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ جب محمد صاحب معہ اپنے یار غار و...	محمد بن عبداللہ

وجود دنیا کے لئے ایک زبردست خطرہ ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی کے لئے قران پر جو کہ سب سے بڑی آسمانی کتاب ہے کسی قسم کی بحث کرنا کسی طرح بھی مفید ہو سکتا ہو لیکن چونکہ اسلام کا جسے میں ناکارہ و ردی سمجھ کر ترک کر چکا ہوں قران درحقیقت بنیادی پتھر ہے اور اس مذہب کا زیادہ تر دارومدار اُس ہی کتاب پر ہے اِس لئے مجھے پبلک کو اپنے اسلام ترک کرنے کے وجوہات بتلاتے ہوئے سب سے پہلے مجبوراً اسی کتاب کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ اور میں دنیا کو بتلانا چاہتا ہوں کہ قران جو کہ مسلمانوں کا دین و ایمان ہے دراصل کیا اور کس مطلب کی کتاب ہے۔ اور اہل زمین کی یہ کہانتک رہبری کرنے کے قابل ہے۔

قران

جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں قران مسلمانوں کا دین و ایمان ہے اور حضرت علی سے روائت ہے کہ ایک مرتبہ محمد صاحب نے فرمایا کہ زبانوں کی سردار عربی ہے اور عربی میں کتابوں کا سردار قران اور قران میں سورہ بقر۔ پرندوں میں گدھ اور درختوں میں بیری کا درخت وغیرہ وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب بھی قران ہی کو تمام کتب سے افضل مانتے تھے۔ پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے قران ہی کی پڑتال کیجائے۔ قران ایک عربی کا مرکب لفظ ہے جو قر و آن دو لفظوں سے مرکب ہے۔ مسلمان لوگ عام طور پر اس کے مصدری معنے "پڑھنا" لیتے ہیں لیکن یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ یہ لفظ مصدر نہیں ہے۔ اور لفظ فرقان کے وزن پر ہے جس کے معنے مسلمان اسم فاعل کے کرتے ہیں یعنی "فرق" کرنیوالا" حالانکہ دونوں لفظ قران و فرقان بروزن فعلان ہیں۔ پس اِس صورت میں قران کے صحیح معنی "پڑھ اب" ہوئے۔

اللہ میاں پر بہتان

اب اِس کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ قران کا مصنف کون ہے؟ یہ سوال جیسا پیچیدہ و دقیق ہے ایسا ہی ضروری بھی ہے کیونکہ

لیکن یہاں میں اپنے اسلامی بھائیوں کو یہ بھی تبلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے حسب عادت میری تحریر کے جواب میں پھسر گالی گلوج کی بوچھاڑ شروع کردی تو پھر جو اباً اگر مجھے اسلام کے بخئے اُدھیڑنے پڑے تو اس کے ذمہ وار خود وہ مسلمان ہی ہونگے جو مجھے ایسا کرنے پر مجبور کرینگے۔ کیونکہ میری نیت ہر ایک مضمون پر نیک نیتی سنجیدگی سے بحث کرنے کی ہے کسی سے لڑنے مرنے یا کسیکا دل دُکھانے کی نہیں۔

آسمانی کتاب

باب دوم

بنیادی پتھر اگر کوئی شخص اٹلی یا روس کی قانونی کتب کو رٹ کر ہندوستان یا انگلستان کی سرکاری عدالتوں میں وکالت کا کام کرنا چاہے تو نہ صرف وہ اپنے مقصد ہی میں ناکامیاب ہوگا بلکہ وہ دُنیا کی نظروں میں ایک دیوانہ سے کچھ بہتر شمار نہ کیا جاویگا۔ پس یہی حال اُن لوگوں کا ہے جو زمین پر پیدا ہوکر زمین پر پرورش پاکر اور زمین پر رہتے ہوئے آسمانی کتب کی پیروی کرتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ سائنس سے ثابت ہوچکا ہے اول تو آسمان کوئی چیز ہی نہیں لیکن اگر ہمارے دوستوں کا گذارا بلا آسمان کا وجود مانے نہ بھی ہو سکتا ہو تو بھی میں کہتا ہوں کہ ان زمین پر رہنے والوں کو آسمانی کتب سے کیا واسطہ و تعلق! اور پھر آسمانی کتب ہی کے پیچھے لوگوں کا آپس میں لڑنا جھگڑنا تو اور بھی مضحکہ خیز ہے۔ دراصل جو فساد و جہاد ان چند ایک آسمانی کتب نے زمین پر آکر پیدا کیا ہے اُسے دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ اگر اس وقت دُنیا کے سب ہی خواہ بلکہ ان آسمانی کتابوں کو واپس آسمان پر پہنچانے کی کوشش کریں تو بہت ہی اچھا ہو

ہیں - اور عیسائیت و اسلام کی طرح یہاں کوئی اور ہی دلبستگی کا سامان ہے بلکہ آریہ سماج کی پوزیشن ہی یہ ہے کہ یہ تعلیمیافتہ متوسط درجہ کے لوگوں کا مجموعہ اور بجز سچائی اور کوری سچائی کے اس کے پاس کچھ بھی نہیں اور پھر میرے متعلق جس کی ضروریات بہت ہی محدود ہیں اور جسکے ہاتھ پاؤں دماغ ناکارہ نہیں ہیں یہ خیال ہی بالکل عبث ہے اور تھوڑے ہی دنوں بعد تجربہ سے دنیا پر یہ امر صاف روشن ہوجائیگا کہ میں مذہبی تجار ہوں یا سچا ایماندار - کیونکہ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں آریہ سماج میں اُن لوگوں کی ایک منٹ کے لئے بھی دال نہیں گلتی جو کسی دنیوی غرض کو لیکر آریہ سماج میں آتے ہیں

آخری التماس

اب قبل ازیں کہ میں اس تمہیدی باب کو ختم کرکے اُن وجوہات کا ذکر کروں کہ جن کی بنا پر میں اسلام کو ترک کرکے ویدک دھرم قبول کرتا ہوں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو یہی بتلادوں کہ اسلام کے متعلق بحث کرنے سے ہرگز میرا یہ منشا نہیں ہے کہ میں کسی کا دل دکھاؤں یا کسی کو رنج پہنچاؤں کیونکہ ایسا کرنے کی میرے پاس کوئی وجہ نہیں ہے برخلاف اس کے میں جو کچھ بھی اسلام کے متعلق لکھونگا محض اس نیت اور رائے سے لکھونگا کہ حق پسند مسلمان اسپر تعصب سے بری ہوکر سنجیدگی - متانت و نیک نیتی کے ساتھ وچار کریں - اور میری طرح آخرش اسلام کے تنگ و تاریک غاروں سے اس ہی زندگی میں نکلنے کے لئے جدوجہد کرکے آخرش ویدوں کے نور سے فیضیاب ہوں - اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے اسلام پر بحث کرتے ہوئے حتی الوسع بحیثیت مخالف نہایت ہی خرمی - فراخدلی - سنجیدگی - متانت و نیک نیتی سے کام لیا ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اگر کوئی مسلمان اس کتاب کے جواب کا حوصلہ کرے تو وہ بھی اپنی تحریر کو ناجائز سختی و مزخرفات سے بری رکھنے کی کوشش کریگا تاکہ اگر میں

ہاتھوں اس کا بھی ذکر کر جاؤں اور وہ یہ ہے کہ چونکہ اسلام و عیسائیت میں در اصل کوئی سچائی تو ہے نہیں اس لئے کوئی حق پسند اسلام یا عیسائیت کو سچائی کے لئے تو کیسے قبول کر سکتا ہے پس ان مذاہب کے دام تذویر میں آجکل جو بھولے بھالے بھی پھنستے ہیں وہ محض کسی نہ کسی دنیوی طمع سے پھنستے ہیں - اس لئے جب کوئی شخص انہیں ترک کر کے ویدک دھرم قبول کرتا ہے تو ان لوگوں کو یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ آریہ سماج میں بھی کسی دنیوی غرض ہی کے حصول کے لئے پھنسا ہے اور ایسا خیال کرنے میں یہ لوگ کسی حد تک حق بجانب بھی سمجھے جا سکتے ہیں - کیونکہ مثل مشہور ہے کہ ساون کے اندھوں کو چاروں طرف ہرا ہی ہرا دکھلائی دیتا ہے - پس وہ لوگ جن کے پاس بجز نفس پرستی کے نوواردوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے کوئی اور مصالحہ ہی نہیں اگر دوسروں کی نسبت بھی ایسا ہی خیال رکھتے ہیں تو ایک حد تک قابل رحم ہیں - لیکن میں اس موقعہ پر اپنے معزز دوستوں کو صاف الفاظ میں بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس معاملہ میں آریہ سماج کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں تو وہ سخت غلطی پر ہیں کیونکہ دراصل آریہ سماج کی پوزیشن ہی ایسی عجیب ہے کہ جہاں دنیا پرستوں و نفس کے غلاموں کا ایک دن بھی گذارا نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی نفس پرست غلطی سے اس موقعہ پر آریہ سماج میں آ بھی گھستا ہے تو اسے اگلے ہی روز الٹے پاؤں واپس بھاگنا پڑتا ہے کیونکہ نہ تو آریہ سماج عیسائیوں کی طرح اتنا دولتمند ہی ہے کہ کسی کا دین وایمان روپیہ کے عوض مول لے سکے نہ مسلمانوں کی طرح آریہ سماج کے پاس ایسے انسٹی ٹیوشن یا مندر و مسجد ہی ہیں کہ جہاں کاہل الوجود زمانہ بھر کے ناکارہ اشخاص پڑے پڑے سوج اڑایا کریں - خیرات کا طریقہ جیسا یہاں سخت ہے اس سے زمانہ بھر واقف ہے نہ آریہ سماج کے پاس کوئی ایجنسی ہے کہ کسی کو ملازمت دلا سکے - نہ اس میں بڑے بڑے سیٹھ ساہوکار ہی شریک

آریوں کے مقابلہ میں مجھے کھڑا ہونا پڑا کرتا تو مجھے مجبوراً اصل اسلامی عقائد کو بالائے طاق رکھ کر عموماً تاویلات واپنے ذاتی خیالات سے کام لینا پڑتا تھا اور رفتہ رفتہ میں محسوس کر گیا کہ درحقیقت ویدک دھرم ہی عالمگیر سچائی کا منبع و روحانی ترقی کا اصل ذریعہ ہے۔

پس میں نے آریہ پرشوں سے علیحدگی میں بات چیت کرنا شروع کی اور یہ معلوم کر کے کہ آریہ سماج کی مستند کتب عموماً ناگری بھاشا میں ہیں ایک سماجک پنڈت سے دیوناگری بھی پڑھنی شروع کر دی اور سماج کے ہفتہ وار جلسوں میں بھی آنے جانے لگا۔ اور رات دن اس ہی دھن میں رہتا کہ کسی طرح میں ویدک سدھانتوں کو اچھی طرح سمجھ جاؤں۔ لیکن ابتدائی اصولوں کو سمجھنے کے بعد مجھے یہ دقت پیش آئی کہ میں تو سنسکرت کے مشکل الفاظ کو نہ سمجھ سکتا تھا اور بمبئی سماج میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو عربی فارسی جانتا ہو اور مجھے بخوبی سمجھا سکے پس میری ترقی میں رکاوٹ پڑنے لگی اور میں متفکر رہنے لگا۔ کہ اب کیا کروں کہ اس ہی اثناء میں مجھے شدھی سبھا کے احاطہ بمبئی کے منتری مہاشہ چند سنگھ جی مل گئے اور انھوں نے مجھے رائے دی کہ تم شریمان پنڈت جی پنڈت بھجدت جی ایڈیٹر مسافر آگرہ کے پاس چلے جاؤ۔ اور میں بمبئی و اسلام دونوں سے رخصت ہو کر آگرہ آ پہنچا اور یہاں کامل تین ماہ رات دن ایک کر کے پنڈت جی سے ویدک سدھانت سمجھے جن سے میرے مضطرب دل کو تسکین حاصل ہوئی۔ اور میں جان گیا کہ اگر دنیا میں کوئی عالمگیر سچائی ہے تو وہ ویدک دھرم ہے اگر کوئی روحانی ترقی کا ذریعہ ہے تو وہ ویدک دھرم ہے اور اگر کوئی نجات کا راستہ ہے تو وہ صرف ویدک دھرم ہے۔

ساون کے اندھے میری مندرجہ بالا مختصر سرگذشت سے میں امید کرتا ہوں کہ میرے نیک نیت مخالف مجھپر اُن الزامات میں سے جن کا میں تذکرہ کر آیا ہوں کوئی الزام لگانے کا ساہس نکرینگے۔ لیکن ان تمام باتوں سے گذر کر ایک اور بات بھی ہے جو مخالفین کا آخری سہارا بن سکتی ہے۔ پس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ

آ گئی یا کسی کے گھر میں کوئی بیمار ہوگیا یا کسی اور مشکل میں پھنس گیا تو عورت منّت مانگ کر یا اللہ اگر اس مشکل سے تو ہمیں نجات دے یا فلاں کام میں کامیابی عطا کرے تو میں بطور منّت ایک متعہ کرونگی یعنی جس طرح ہندوستان میں عورتیں کسی مطلب براری کے لئے پیروں فقیروں اولیاؤں کے لئے قبروں پر آنے جانے یا کچھ چڑھانے کی منّتیں مانتی ہیں اسی طرح ایران میں متعہ کرنے کی منّت کا عام رواج ہے۔

ہجرت خیر یہ حالات دیکھ کر میں ایران سے نکل آیا اور پھر بمبئی پہنچا۔ اور ابھی فکر ہی میں تھا کہ اب کہاں جاؤں اور کیا کروں کہ میرے محمدی احباب نے پھر اسلامی خدمت کا ناگوار بار میری گردن پر رکھدیا اور میں احاطہ بمبئی کے مسلمانوں کی بزرگ انجمن ضیاءالاسلام کا آنریری واعظ بنگیا۔ چونکہ آریہ سماج کے وجود اُس کی صداقت کا تو مجھے علم نہ تھا اور عیسائیت کو میں جان ہی چکا تھا تصور دلیش برجان درویش میں نے اس ہی شکل میں دن گذارنے شروع کئے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ میں اس عرصہ میں بجز عام صداقتوں و نیکیوں کے اسلام کے خاص اصولوں کا کبھی بھی پرچار نہ کر سکا بلکہ اُلٹا اکثر آزادی کے ساتھ اسلام کے عقائد و مسلمانوں کے خیالات کے خلاف تقریر کر جایا کرتا تھا جسکی وجہ سے کئی مرتبہ سکرٹری انجمن و کئی ایک دیگر مسلمانوں سے میرا تکرار بھی ہوگیا۔ اب میری خوش قسمتی سے ان ہی دنوں بمبئی کی دونوں اسلامی انجمنوں یعنی ضیاءالاسلام و دعوت اسلام نے اپنے اپنے ہاں ہفتہ میں چار مرتبہ عام مذہبی مناظرہ قائم کرنے کا پروگرام بنا دیا اور مناظرے خوب زور شور سے ہونے لگے جنمیں عیسائی آریہ ہندو پارسی سب ہی حصہ لیا کرتے تھے۔

آخری رخصت ان مناظروں میں عموماً اہل اسلام مخالفین کے مقابلہ میں بحیثیت اسلامی مناظر مجھے ہی منتخب کر کے کھڑا کیا کرتے تھے چونکہ عیسائیوں و مسلمانوں کے عقائد آپس میں بہت ملتے جلتے ہیں اور یہ دونوں مذہب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں اس لئے عیسائی مناظروں سے تو میں جوں توں کر کے نبٹ ہی لیا کرتا تھا لیکن جب

کی لیکن کہیں بھی میری تسلی نہ ہوئی بلکہ میں نے دیکھا کہ ہندوستانی مسلمان تو اپنے ہمسایوں کے خیالات ذبیدا زقیاس تاویلات سے کام لیکر اسلام کو پایۂ صداقت تک پہنچانے کے لئے کچھ جدوجہد بھی کرتے ہیں لیکن اسلامی ممالک میں اتنا بھی نہیں بلکہ وہاں تو ابھی تک یہ حساب ہے کہ اگر کوئی بیخوف ہوکر اسلام کے خلاف زبان ہلاتا ہے تو اس کا تلوار و بندوق سے جواب دیا جاتا ہے - خیر قہر درویش برجان درویش میں پھرپھرا کر مشہد سیلا اور بغداد کے دارالعلوم میں تقریباً نو دس سال تک عربی فارسی پڑھاتا رہا -

متعہ اور منت

لیکن اسلامی ممالک کے قیام کے ایام میں اسلام کا جو خوفناک تاریک پہلو میں نے دیکھا اس کا مفصل نقشہ تو شاید میں کسی اور موقعہ پہ ناظرین کے روبرو پیش کروں مگر یہاں اسلامی تعلیم کے بنی نوع انسان پر اس وحشیانہ انسانیت سے گرے ہوئے اثر کو دیکھ کر میری طبیعت اسلام سے ہمیشہ کے لئے اور قطعی طور پر متنفر ہو گئی اور میں سمجھتا ہوں کہ مجھپر ہی کیا منحصر ہے اگر کوئی شخص بھی جس میں کچھ بھی روحانیت ہو اسلام کو اسلامی بلاد میں دیکھیگا وہ ہرگز ایک لمحہ کے لئے بھی تسلیم نہ کریگا کہ اسلام بھی دنیا میں روحانی ترقی کا کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے - ان بلاد میں اسلام کا بنی نوع انسان پر کیا اور کیسا اثر ہوا صرف اس ہی امر واقعہ سے بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ ایران میں اس نفرت خیز و شرمناک رسم کا رواج جسے اسلامی لغت میں متعہ کہتے ہیں یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ ایران میں آجکل کھلم کھلا اور فخریہ یہ رسم نہایت ہی زوروں پر ہے اور اہل ایران جسطرح نماز و روزہ وغیرہ کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں اسی طرح متعہ کو بہشت میں داخل ہونے کے لئے سنجیدگی و ایمانداری سے پاسپورٹ سے کم نہیں مانتے اور دیگر مذہبی فرائض کی طرح اس فرض کو بھی فخریہ اور بڑی پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور عورتوں میں تو اس کا یہاں تک رواج بڑھ گیا ہے کہ اس ملک میں عورتیں عام طور پر متعہ کو بطور منت استعمال کرنے لگی ہیں مثلاً اگر کسی عورت کے خاوند پہ کوئی مصیبت

طفیل خیال پیدا ہوا جب اُنھوں نے مولانا محمد اسمٰعیل و شیخ احمد کا واقعہ سنایا تو مجھکو بہت
زیادہ اشتیاق ہوا کہ ضرور کوئی رہبر بھی پکڑ دں ورنہ اکیلا علم سے تو کچھ فائدہ نہیں ہوا اور نہ کچھ
تسکین دل ہوتی ہے اتنے میں جناب راس المحدثین شیخ حسین یمنی کی آمد کی خبر سُنکر دلکو
بہت ہی خوشی حاصل ہوئی مگر جب جناب شیخ تشریف لائے بعد دو ایک روز کے ہمارے
مولانا صاحب موصوف مولوی عبید اللہ صاحب وقت صحیح بخاری کا درس فرما رہے
تھے کہ آپ نے مولانا شیخ حسین صاحب کو اپنی مسند پر جگہ دی اور بعد تمام پڑھنے اُس کے
آپس میں مسائل مختلفہ میں گفتگو شروع ہوئی چنانچہ ایک مقام ترمذی از شمائل پیش
کیا گیا مگر چونکہ وہ جواب جناب شیخ کا میں نے محسوس نہ کیا۔ اگرچہ سائل خود مولانا موصوف
مولوی عبید اللہ صاحب تھے۔ مگر میں نے پھر مناسب نہ جانا کہ کچھ دریافت کروں۔ بعد
ازیں جناب پیر صاحب کی مکان پر شیخ صاحب تشریف لے گئے اور وہاں پر تمام طلبا کو بطور
سند کے کاغذ ملا جو حدیث مصافحہ و مشابکہ کہلاتا ہے۔ بندہ کو بھی ملا لیکن اصل مقصد حاصل نہ ہوا

جھوٹے کے گھر تک

"قرآن میں اللہ میاں کے جھوٹ و طوفان دیکھ دیکھ کر دن
بدن اسلام سے طبیعت متنفر ہوتی گئی اور میرے دل میں بارہا
خیال آیا کہ جب اتنی سر دردی و جانفشانی کا بھی کچھ نتیجہ نہیں نکلا تو چلو چھوڑ دو اس جھوٹے
جنجال کو اور کوئی اور راستہ اختیار کرو۔ لیکن پھر یکایک یاد آگیا کہ نہیں ہندی مثل ہے
کہ "جھوٹے کے گھر تک پہنچنا چاہئے" اور تب اس کا پیچھا چھوڑنا چاہئے۔ پس مجھے
بھی جھوٹے اللہ میاں کے گھر تک پہنچنا چاہئے۔ اور یہ خیال آتے ہی جہاز میں سوار ہو
عرب کی طرف چلدیا۔ کیونکہ اس دنیا بھر کے جھوٹے دعاوی و جہادی کا گھر وہیں بتلایا
جاتا ہے خیر چلتے چلتے آخر منزل مقصود پر پہنچا۔ اور اسلام کی شکل اس کے گھر میں جاکر بھی
لیکن یہاں وہ اور بھی خوفناک نکلی۔ خیر میں عرب۔ ایران۔ ترکستان۔ عجم و عراق کے
تمام مشہور مشہور شہروں اور مذہبی مقامات میں پھرا اور اسلامی علماء سے اسلام پر گفتگو

رفع کردینگے - بندہ بشنیدن این خبر مثل برق پیر جھنڈہ میں حاضر ہوا اور وہاں
پہنچ کر میں نے جو سلسلہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہمارے مولانا موصوف مولوی عبید اللہ
صاحب فی الواقعی قابل تعریف شخص ہیں اور حتی المقدور توحید کی طرف مائل ہیں اور اپنے
آپ کو موحدین میں شمار کرتے ہیں - اور اُن کے اخلاق حمیدہ کی وجہ سے میں تقریباً
عرصہ پانچ چھ مہینے وہاں پر مقیم رہا لیکن مولانا موصوف ہمیشہ اپنے درس اور تقریر وغیرہ
میں یہ ثابت کرتے تھے کہ جو کمال مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے حاصل کیا اور دنیا
کی بہبودی کے واسطے مفید ہوا وہ صرف ان کی ۱۹ سال کی محنت جو دار العلوم مکہ میں اُنھوں
نے حاصل کی ایک نمونہ کے طور پر ہے اور خصوصاً مولانا کا وجود اسوقت غنیمت سمجھا گیا
کہ اگر آپ عرب سے تشریف نہ لاتے تو گویا ہندوستان سے اسلام مہمان ہو گیا ہوتا -
اور یہ بھی فرماتے تھے کہ شاہ ولی اللہ صاحب اپنے وقت کے مجدد تھے اور اُنھوں نے
اسلام کو بہت عمدگی و خوبی سے نگاہ رکھا - اور ایسے سخت اور فتنہ انگیز زمانہ میں جو اُنھوں
نے بہت کچھ تصنیف وغیرہ فرمائی جس سے مجھ کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ البتہ یہ شخص قابل
تعریف ہونگے - اور ان کی تصانیف سے کوئی کتاب ضرور دیکھنی چاہئے چنانچہ مولانا موصوف
سے میں نے دریافت کیا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصانیف میں
سے کونسی کتاب عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی قابل دید ہے تو آپ نے حجۃ اللہ البالغہ مجھے دی
اور فرمایا کہ اس کتاب کو ہمارے اطباق محدثین میں سے دوسرا شخص بہت کم سمجھ سکتا ہے
لہذا تم اسکو تھوڑا سا درساً پڑھا کرو - لہذا میں نے اُس کتاب کو درساً پڑھنا شروع
کیا اور دوسری کتاب جو میں پڑھتا تھا وہ اصول حدیث میں نخبۃ الفکر تو خصوصاً میرا درس
مولانا موصوف خود پڑھایا کرتے تھے اور باقی طلباء کے لئے دوسرے تین مدرس تھے اور
چونکہ آپ مہتمم تھے خاص چیزیں آپ کی سپرد ہوتی تھیں اور قدرے زمانہ گذرنے کے بعد
مجھ کو شوق پیدا ہوا کہ میں کوئی مرشد ہادی پکڑ دل کیونکہ یہ ہمارے مولانا موصوف کے

سے یکے بعد دیگرے تعلیم پاتا رہا مگر یہاں بھی وہی حال ہوا کہ ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ پس یہاں سے نگینہ پہنچا اور مولانا محمد صدیق کی کچھ روز شاگردی کی اور جب یہاں بھی مایوسی ہی نصیب ہوئی تو پھر اُن کے مولانا محمد بشیر و ظہور الحق سے یکے بعد تعلیم حاصل کی اور جہانتک ہو سکا اِن ہر دو بزرگوں سے اسلامی فلاسفی سمجھنے کی کوشش کی مگر یہ بزرگ بھی میری تسلی نہ کر سکے اور میرا در بدر اسلام کی خوبیاں سمجھنے کے لئے پھرنا بالکل فضول ثابت ہوا۔ مگر ہاں اِس جانفشانی کا نتیجہ یہ ضرور ہوا کہ ملک کے اُن تمام بڑے بڑے علما کی تعلیم سے نہ صرف میری علمی قابلیت ہی ایک خاص درجہ تک بڑھ گئی بلکہ مجھے اسلام سے بھی پوری پوری وقفیت حاصل ہو گئی لیکن جیسا کہ میں ذکر کر آیا ہوں یہ قابلیت میری لئے اور بھی باعث اضطراب ثابت ہوئی اور میں اِس ہی جستجو میں بمبئی پہنچا یہاں پہنچکر مجھے ایک عیسائی مولوی سعد اللہ نامی مِلا اور اُسنے بحث مباحثہ کر کے مجھے یہ یقین دلا دیا کہ دراصل اسلام کا مخرج عیسویت ہے۔ اور محمد صاحب نے مجوسیوں اور عیسائیوں ہی کی تعلیم کو کاٹ چھانٹ کر اسلام کھڑا کیا ہے اِس لئے اگر صداقت ڈھونڈھتے ہو تو اصل مخزن کیطرف رجوع کرو اور یہاں تمھاری روح کو تسکین ہو سکتی ہے۔ مولوی سعد اللہ کا یہ کہنا کہ "اسلام کا مخرج عیسویت ہے" چونکہ ایک امر واقعہ تھا اِس لئے میں یہ سوچکر کہ شاید یہیں سچائی ملے مولوی سعد اللہ کے ساتھ ہولیا اور کامل ڈیڑھ دو سال تک بمبئی بریلی وغیرہ میں بڑے بڑے عیسائی عالموں سے عیسویت کی تعلیم پاتا رہا مگر اتنی جد وجہد کے بعد میں نے دیکھا کہ عیسائی مذہب بھی میرے لئے کچھ باعث تسکین نہیں

مستانوں کی زیارت

بعد ازیں سفر کراچی اختیار کیا اور وہاں پہنچکر دریافت کیا کہ آیا کوئی شخص مسلمانوں میں اِس قابل ہے کہ شکوک متعلق اسلام کو رفع کر سکے۔ تو ایک شخص از مریدان پیر جھنڈ لنے یہ خبر دی کہ ہمارے پیر صاحب گوٹھ جھنڈہ میں ایک شخص بنام مولوی عبید اللہ صاحب نو مسلم ہیں اگر اُن سے ملاقات ہوگی تو ضرور آپ کے شکوک

ہو رہا دانشمند۔ کہ بعض عربی فارسی میں قابلیت حاصل کر لینا اس بات کا کوئی ثبوت
نہیں ہے کہ آپ مذہب اسلام سے بھی پوری وقفیت رکھتے ہوں اس کے جواب میں
میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خوش قسمتی سے یا کہ بد قسمتی سے بعض دیگر اصحاب کی طرح بچپن
ہی میں مجھے مذہبی تحقیقات یا سچائی کی تلاش کا شوق پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے کہ میں
امروہہ میں اسلام کی ابتدائی تعلیم ختم کر کے دہلی چلا گیا اور یہاں مولانا محمد بشیر محمد یاسین
و عبدالرحمان جیسے اسلام کے رکنوں سے دو ڈھائی سال اسلامی کتب پڑھتا اور سمجھتا رہا
لیکن میرے دل کو ذرا بھی تسکین نہ ہوئی اور اسلام کے بے سر و پا و عقل سے گرے ہوئے
مسائل مجھے کچھ بھی تشفی نہ دے سکے۔ لیکن عام مسلمانوں کی طرح میں نے یہ کہہ کر اس
وقت اپنے دل کو سمجھا لیا کہ شاید میرے استاد ہی میرے دل پر اسلام کی خوبیاں منقش کرنے
سے عاری ہوں اور یہ سمجھ کر دہلی سے لاہور پہنچا اور مولانا غلام رسول صاحب بھیرہ والا سی
سے پڑھنا و سمجھنا شروع کیا کیونکہ ان دنوں مولانا موصوف پنجاب میں بڑے پایہ و علم کے
آدمی سمجھے جاتے تھے اور اسلام کو بہت ہی اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے۔ لیکن افسوس کہ
آپ کی تعلیم بھی مجھے اسلام کی صداقت کا اطمینان نہ دلا سکی اور میرے دل میں اسلام کے متعلق
برابر شکوک ہوتے رہے جبکہ کہ مولانا موصوف کے لئے رفع کرنا امر محال سا معلوم ہوا مجبوراً
یہاں سے بھی مجھے بدھنا بوریا اٹھانا پڑا اور میں یہ خبر پا کر کہ بلند شہر میں ایک جونپوری
مولوی بڑے عالم و فاضل ہیں اور اسلامی مسائل کو بڑی خوبی کے ساتھ سمجھاتے ہیں سیدھا
بلند شہر پہنچا اور مولانا موصوف سے پڑھنا اور شکوک رفع کرنا شروع کیا۔ مولانا صاحب
بڑے ہی قابل آدمی تھے اور اسلامی مسائل پر پورا عبور رکھتے تھے مگر یہاں تو آمنشٹ یہ تھی
کہ جوں جوں میں زیادہ پڑھتا جاتا تھا توں توں اسلام سے دل برگشتہ ہوتا جاتا تھا خیر جب
یہاں بھی تسکین نہ ہوئی تو پھر جستجو شروع کی اور یہ پتہ لگا کہ سنبھل ضلع مراد آباد میں بڑے
بڑے جید اسلامی عالم رہتے ہیں سنبھل پہنچا اور وہاں مولانا محمد ہاشم و احمد الدین ولایتی

ہے اور میں نہ چاہتا تھا کہ اپنے متعلق ایک لفظ بھی ایسا لکھوں جس سے مجھ پر خودستائی کا الزام عائد ہو سکے لیکن چونکہ میرے دوست "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے مصداق اول یا آخر جب انہیں کوئی بات نہ ملیگی تو ضرور مجھ پر بھی یہی بہتان باندھکر اپنا دل ٹھنڈا کرینگے لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں اور مجبور ہوں کہ اپنے دوستوں کو پہلے ہی سے متنبہ کردوں کہ میرے متعلق اگر وہ چاہیں اور ایڑی چوٹی کا بھی زور لگائیں تو بھی انکا یہ الزام قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ میں عاجزانہ طور پر کہ سکتا ہوں کہ فارسی زبان تو قریب قریب میری مادری زبان ہے۔ ہاں عربی میں بھی زیادہ تو نہیں لیکن اتنی استعداد ضرور ہے کہ میں ہندوستان کے ۹۹ فیصدی ملّانوں کو دس پانچ برس عربی علم ادب پڑھا سکتا ہوں۔

مُلّائے اسلام کو چیلنج

رہی یہ بات کہ میں اپنے اس دعوی کا پبلک کو ثبوت کیا دے سکتا ہوں سو اس کی نسبت میں عرض کرتا ہوں کہ میں ٹٹ پونجیا مولویوں و ملّانوں سے تو بات چیت کرنا پسند نہیں کرتا ہاں ہندوستان بھر کے اُن تمام عُلمائے اسلام کو جو مسلمانوں میں منتخب و بڑے بھاری عربی کے عالم سمجھے جاتے ہوں اس جگہ چیلنج دیتا ہوں کہ خواہ وہ سب ملکر یا فرداً جیسے بھی وہ پسند کریں کسی جگہ صرف علمی ہی مباحثہ کریں۔ لیکن مباحثہ کی پہلی شرط یہ ہوگی کہ فریقین کو باری باری پہلے صرف عربی میں ایک ایک گھنٹہ تقریر کرنی ہوگی اور بعدہٗ ایک گھنٹہ میں اس کا مطلب زبان فارسی میں ادا کرنا ہوگا اور دوران مباحثہ میں کسی فریق کو ایک لفظ بھی اُردو میں بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ مباحثہ کامل ایک ماہ تک چھ گھنٹہ روزانہ کرنا ہوگا۔ ثالث فریقین کی رضامندی سے کسی ایسے یورپین کو بنایا جائیگا جو عربی علم ادب میں پوری قابلیت رکھتا ہو۔ بس میں سمجھتا ہوں کہ اس امر کے امتحان کا کہ آیا میں کتنی عربی فارسی جانتا ہوں اس سے بڑھکر اور کوئی ذریعہ نہیں ہے

غرض وقعت اگر اسپر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ؎ چارپائے بروکتابے چند ... بد محقق

ذات میں سید اور بفضلِ سید ہوں اور اگر مسلمانوں کے خیال میں کسی اونچ ذات کے آدمی
کا ہی ویدک دھرم قبول کرنا ویدک دھرم کی صداقت کے لئے کوئی گارنٹی ہو سکتا ہے تو میں فخریہ
کہہ سکتا ہوں کہ میرے جسم میں بانیٔ اسلام کا خون موجود ہے۔ اور میں بلحاظ پیدائش آنحضرت
کا دنیا میں نام لیوا اور پانی دیوا ہوں اب اس امر سے ذات پات کے شیدائی مسلمانوں کو مطمئن ہو جانا
چاہئے کہ دراصل مسلمانوں کی کسی نیچ یا اونچ ذات کا یہ خاصہ نہیں ہے کہ وہ کسی کو اسلام ترک
کر کے ویدک دھرم قبول کرنے پر مائل کرے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ویدک دھرم کی صداقت میں وہ
کشش ہے کہ وہ ہر طبقہ۔ ہر قوم ہر ملک و مذہب و ملت کے صداقت پسند آزاد افراد کو اپنی
طرف کھینچ لیتی ہے*

علمی لیاقت اب ذات پات کے ڈھکوسلے سے گذر کر اسلام کی عزت بچانے اور اس کی سچائی
پر حرف نہ آنے دینے کی غرض سے دوسرا بہتان جو میرے بھائی ویدک دھرم
قبول کرنے والے حق پسند مسلمانوں پر باندھنے کے عادی ہو گئے ہیں وہ یہ ہے کہ جب کوئی حق
کا متلاشی مسلمان اسلام چھوڑ کر ویدک دھرم گرہن کرتا ہے تو چاروں طرف سے مسلمان شور
مچا کر پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کیا کرتے ہیں "اجی اگر فلاں شخص اسلام سے مرتد ہو
گیا تو کیا ہوا وہ عربی فارسی سے بالکل نابلد تھا اس نے اسلام کو نہ جان سکا" کوئی کہتا ہے کہ
"اجی اسلام کو وہ کیا جان سکتا تھا اور اس کی صداقت کو کیسے پہچان سکتا تھا محض ٹوٹی پھوٹی
تھوڑی سی عربی فارسی جانتا ہے بھلا اس لیاقت کا آدمی کبھی قرآن شریف یا احادیث کو
سمجھ سکتا ہے" غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ مگر ان سب کا ماحصل
یہی ہوتا ہے کہ چونکہ یہ شخص عربی فارسی نہیں جانتا یا بہت ہی کم جانتا ہے اور اسلام کی تمام
مستند مذہبی کتب عربی یا فارسی زبانوں میں ہیں اس لئے اسلام کی صداقت کو نہ جان سکا اور اسے
چھوڑ بیٹھا۔ اب اس زبردست و پُرمعنی اعتراض کا جواب اپنے متعلق میری طرف سے یہ ہے کہ گو
اپنے متعلق کسی ایسی سچائی کا اظہار جس سے اپنی بڑائی ہو سکتی ہو آجکل محض خود ستائی پر مبنی سمجھا جاتا

میری سرگذشت

باب اول

بانیٔ اسلام کا خون اصولی طور پر شاہ ہوتا یا گدا، امیر ہوتا یا فقیر، رئیس ہوتا خواہ سائیں
تو ٹھیک اللہ پوچھے بھی ہوتا تب مجھے ضرورت نہ تھی اور خصوصاً ان حالات

میں جبکہ میں ملک کا کوئی بڑا آدمی نہیں۔ پیر نہیں، پیغمبر نہیں، منی نہیں، رشی نہیں، مدبر نہیں، لیڈر نہیں۔ مجھے ہرگز اس امر کی ضرورت نہ تھی کہ میں اپنا حسب و نسب یا اپنی گذشتہ زندگی کی رام کہانی پبلک کو سنانے بیٹھتا اور نہ کسی کو مجھے اس بات پر مجبور ہی کرنے کا حق حاصل تھا لیکن چونکہ میرے مسلمان بھائیوں کا یہ خاصہ ہو گیا ہے کہ جبتک کوئی اسلام میں رہے تو خواہ وہ تیلی تنبولی، دھنا، جلاہا کوئی بھی کیوں نہ ہو مگر وہ بھی خود کو "پیرزادہ" و "شیخزادہ" سے کبھی کم نہیں کہلاتا اور کوئی مسلمان اس کے اس دعوے کے متعلق زبان تک نہیں ہلاتا لیکن جہاں کسی نے اسلام کے تنگ و تاریک غاروں سے نکلنے کی کوشش کی بالکل بھرا ہوا اور مسلمانوں کو اس کے "جلاہا"، "بھٹیارہ" ثابت کرنے کی فکر دامنگیر ہوئی گو میرے بھائیوں کا یہ وطیرہ بالکل فضول و نامعقول ہے کیونکہ صداقت کا قبول کرنا کسی خاص نیچ یا اونچ ذات کا کوئی خاصہ نہیں ہے اور نہ کسی کے بلحاظ پیدائش شیخ، سید یا دھنا جلاہا ہونے و صداقت قبول کرنے میں کوئی خاص تعلق ہی ہے۔ لیکن چونکہ میرے دوستوں کی یہ عادت ہو گئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ میرے ویدک دھرم قبول کرتے ہی انہیں یہ فکر دامنگیر ہو جاوے گی اس لئے اپنے مہربانوں کو اس ناحق کی حیرانی و پریشانی سے بچانے کے لئے میں قبل از ترک اسلام کے متعلق کچھ لکھوں مختصر الفاظ میں اپنا حسب و نسب و گذشتہ سرگذشت سنائے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میرے والد بزرگوار مولانا انور علی صاحب اصل ایران کے باشندے اور ریاست حیدرآباد دکن میں ملازم تھے۔ لیکن سکونت امروہہ ضلع مراد آباد میں رکھتے تھے اور میں وہیں پیدا ہوا

اوم

بابت تصنیف کوئی صاحب بقصد طبع یا ترجمہ نہ کریں

نعرۂ حیدری

حصّہ اول

مصنفہ

مولٰنا غلام حیدر صاحب

جو

حال ہی میں اسلام کو خیرباد کہکر ویدک دھرم کی شرن میں آئے ہیں ؞

باہتمام

شریان پنڈت بھوج دت جی پدوپدیشٹر مسافر پریس

آگرہ چھاونی میں

چھپکر شائع

ہوا

قیمت فی جلد ۱ر

بار اول ایکہزار

چھوٹی ہونیسے سرگرمی جو دن میں آتی تھی نکل نہ جائیگی اس سبب سے جب دن بڑا ہوتا ہے تب گرمی
کا موسم رہتا ہے اور اُسی وقت میں آفتاب کی کرنیں بھی کم ترچھی پڑتی ہیں جب اُس کے برخلاف ہوتا
ہے تب سردی ہوتی ہے۔ مہربان اسکا جواب نیچل کر دینا ورنہ اسکول کے لڑکے آپکے پیچھے تالی بجاینگے
اور اسلام کا ٹھٹھا اڑا دینگے۔ کیونکہ ہماری گورنمنٹ عالیہ کی مہربانی سے اب یہ مضمون سب بچوں کو پڑھائے
جاتے ہیں اور سائنس کے چھوٹے چھوٹے مسئلے سکھاتے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کا دسواں فلسفہ

اُس دن کہیگی زمین اپنی خبریں زبانِ حال سے اور بہت صحیح یہ بات ہے کہ حق تعالے زمین کو گویائی
عطا فرمائیگا اور وہ خبریں بیان کریگی اپنا ہلنا اور مدفون چیزوں کا باہر پھینک دینا یا جو عمل اُسپر
بندگانِ خدا نے کئے ہیں وہ بیان کریگی یہ سبب ہے کہ تیرا رب حکم کریگا اُسکو اور اجازت دیگا کہ لوگوں نے
جو کچھ کام کیئے ہیں اُسکی خبر دے۔ سورۃ الزلزال تفسیر حسینی۔
کیوں صاحب اہل اسلام خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہیں یا نہیں۔ اگر حاضر و ناظر جانتے ہیں تو پھر زمین
کی گواہی کی کیا ضرورت تھی کیونکہ خدا سب کے دل کا بھید جانتا ہے اور افعال لوگوں کے بموجب سزا و جزا دیتا ہے
پھر خدا صاحب کی کیا بے اعتباری ہوئی جو ایسا کیا گیا۔ مہربان ایک بات اور بتایئے کہ زمین کے عقل
و کان و آنکھ ہیں یا نہیں۔ اگر کہو کہ نہیں۔ تو جس وقت حق تعالے نے گویائی عطا فرمائی اُس وقت اس نے
تمام لوگوں کے حالات کس طرح بیان کیئے کیونکہ وہ بے خبر تھی۔ اور کسی بات کو بغیر جانے اور بغیر دیکھے گواہی
دینا مہاپاپ ہے۔ اگر کہو کہ سوائے زبان کے عقل و کان آنکھ سب کچھ موجود تھے تو یہ بات علم و عقل کے بالکل خلاف
ہے۔ اب قرآن شریف کو چھوڑ کر کسی علم سے اس بات کو ثابت کیجئے ورنہ ایسی گپ بھری کتاب کا ناطہ
توڑ ویدک دھرم کی شرن لیجئے جس سے آپکا سدھار ہو اور نجات کے حقدار ہو۔ اب میں اس مضمون کو ختم
کرتا ہوں۔ او مسلمان بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ جواب دینے میں گالی گلوچ کو چھوڑ علم اور دلیل سے کام لیں فقط

اگر شیطان بہت ہیں تو انکو کون پیدا کرتا ہے۔ وہ مرتے ہیں یا نہیں۔ جواب ملنے پر رسول کی فلاسفی کی پول کھول جاوے گی۔

مسلمانوں کا نواں فلسفہ

ابی ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آپ نے کہ جب گرمی سخت ہو تو نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہے حال یہ ہے نار جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی اور کہا کہ اے رب میرے بعض حصے نے بعض حصے کو کھا لیا پس اسکو دو سانس لینے کی اجازت دیگئی۔ ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک سانس گرمی کے موسم میں اور یہی دوزخ کا گرم والا سانس ہے جسکی وجہ سے تم اس موسم میں گرمی کی شدت پاتے ہو۔ اور سرد والا سانس ہے جسکی وجہ سے تم ان دنوں میں سردی کی شدت پاتے ہو۔ از صحیح بخاری۔

کیوں صاحب تو بڑی ٹیڑھی کھیر سامنے آئی اسکو کیسے کھاؤ گے۔ مولوی صاحب کسی گریجویٹ کے روبرو جس نے جغرافیہ تاریخ اور جغرافیہ طبعی فلسفہ سائنس وغیرہ کی ڈگری حاصل کی ہو کیا ثبوت دکھاؤ گے جو جانتا ہو کہ ماہ جون جولائی میں پنجاب کے اندر سخت گرمی پڑتی ہے اور انہیں مہینوں میں اس کے خلاف ملک سویڈن اور ناروے میں سخت سردی ہوتی ہے پھر لاجواب ہو کر بغلیں جھانکو گے۔ میٹھے میٹھے منہ کو تاکو گے۔ جغرافیہ طبعی آگے دھریگا۔ اس مضمون کو پیش کریگا۔ کہ تمکو یہ بات بھی دکھائی دیگی کہ جب دن بڑا ہوتا ہے تب آفتاب کی کرنیں زیادہ سیدھی پڑتی ہیں اور یہ بات صاف معلوم دیتی ہے کہ جب آفتاب کی کرنیں زیادہ سیدھی پڑینگی تو زمین پر آفتاب سے زیادہ گرمی آویگی اور جتنی ہی زیادہ ترچھی کرنیں پڑینگی اتنی ہی کم گرمی پڑیگی۔ جب دن رات سے بڑا ہوتا ہے تو آفتاب زیادہ دیر تک دکھائی دیتا تب تک اس کی گرمی زمین پر آتی ہے اور جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تب بہی گرمی زمین کے باہر نکلتی ہے اسواسطے اگر آفتاب زیادہ دیر تک دکھائی دے تو زیادہ گرمی آفتاب سے آویگی اور رات

تھا۔ جو جنتم کو پاگیں ڈالکر کھینچوا تا ہے کیوں صاحب یہ جنتم کوئی گھوڑا بیل خچر اونٹ وغیرہ تسم تھا۔ کیا تھا یہ پہلے کہاں تھا۔ اور اب کہاں لایا جاویگا۔ کیا خدا نے اس کو کسی گھر میں تو بند نہیں کر رکھا تھا۔ اے امت محمدیہ اسپر سوچ سمجھ کر قلم اٹھانا اور رسول مقبول کی عزت بچانا۔ اسکا جواب باصواب دینا آپ کا فرض ہے۔

مسلمانوں کا آٹھواں فلسفہ

وقت نماز صبح کا فجر کے طلوع ہونے سے آفتاب کے طلوع ہونے تک ہے۔ پس جسوقت سورج طلوع ہو تو نماز سے ہٹ جاکیونکر تحقیق وہ سورج درمیان شیطان کے دو سینگوں کے طلوع ہوتا ہے مہربان ہیں تو بار بار یہ کہنا پڑتا ہے کہ حضور انور کی ہئیت دانی پر قربان ہو جانا چاہیئے۔ سبحان اللہ بعض بعض موقعہ پر تو آپ نے فلسفہ کا خاتمہ ہی کر دیا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ایسے رسول کی پیروی کرتے ہیں۔ کیوں نہیں آپ ظاہر میں امی تھے لیکن باطن میں علموں کا خزانہ تھے۔ خدا تعالےٰ نے ہر ایک راز کو آپ پر کھول دیا تھا تب ہی تو اُن کے ستارہ سے یہ حدیث بیان فرمائی۔ میں بھی دو چار باتیں آپ سے دریافت کرتا ہوں براہ مہربانی اس طرف توجہ کیجیئے گا اور تسلی بخش جواب دیجیئے گا۔ شیطان کا جسم کتنا لمبا چوڑا ہے۔ سورج زمین سے کتنا بڑا ہے۔ شیطان مجسم ہے یا غیر مجسم۔ شیطان جسوقت خدا کی نافرمانی پر نکالا گیا تھا اس وقت اسکے سینگ تھے یا نہیں فرشتے اور جنوں کے سینگ ہوتے ہیں یا نہیں۔ شیطان فرشتہ ہے یا جن۔ شیطان کو اپنے جسم کے گھٹانے بڑھانے ظاہر اور غائب کرنیکی طاقت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو یہ طاقت اُس میں خود تھی یا خدا نے بخشی تھی۔ شیطان ایک ہے یا بہت سے

سو چھوڑئے میاں بڑے میاں سبحان اللہ۔ ہم تو حضرت کو ہی فلاسفی کا پتلا بتلاتے
تھے مگر اسلامی خدا ہبت بڑھ چڑھ کر رہے۔ کیوں نہیں اُستاد کی عقل ضرور گز دو گز
لمبی ہونی چاہیئے۔ کیا اسی بل بوتے پر کودتے تھے کہ آریہ سماج سے سائنس اور فلسفہ
میں مقابلہ کرینگے ہیں آپ کو نیک صلاح دیتا ہوں کہ چپ چاپ گھر میں بیٹھ جائیے
اُن کے روبرو نہ آئیے ورنہ اچھا نہ ہوگا الہام کی سب پول کھل جاویگی۔ رہی سہی
قلعی دُھل جاویگی دیکھیئے یوروپ کے سائنس داں ویدوں کے مطابق بیان کرتے
ہیں کہ چاند میں آفتاب کی مانند اپنی کوئی ذاتی روشنی یا حرارت نہیں ہے وہ
صرف منعکس روشنی سے چمکتا ہے۔ آفتاب کی شعاعیں اُس پر پڑ کر وہاں سے
پلٹتی ہیں اور زمین پر پڑتی ہیں۔ (دیکھو کتاب سورج چاند ستارے) اور اتھرو
وید کانڈ ۱۴۔ انوواک ۱۔ منترا۔ جیسے یہ چندر لوک سوریہ سے پرکاشت ہوتا ہے
ویسے ہی نچھوآدی لوک بھی سوریہ کے پرکاش ہی سے پرکاشت ہوتے ہیں۔

اب ایمان داری سے کہیئے کہ الہام وید ہے یا قرآن۔

مسلمانوں کا ساتواں فلسفہ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اُس دن جہنم لایا جاویگا اُس کے ستر ہزار باگیں ہونگیں اور ہر ایک باگ کو
ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہونگے (نو کل فرشتے جو جہنم کو کھینچ کر لا دینگے چار ارب نوے کروڑ ہوئے)
میں اپنے مسلمان بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ آپ رسول اللہ کو اُمّی کیوں کہتے
ہو اور ان پر ایسا جھوٹا الزام کیوں دیتے ہو دیکھیئے وہ کتنا بڑا فلاسفر اور سائنٹسٹ ان

توبہ قبول ہو گئی تو مارے خوشی کے رونے لگا جو آنسو اس کی آنکھ سے گرتے تھے
اس سے گل وریحان اور خوشبودار چیزیں نکلتی تھیں اور اُگتی تھیں۔ تاریخ طبری جلد اول
کیوں صاحب کیا ہلیلہ و بلیلہ کا تخم آنسو ہے۔ اگر آپ اسے ٹھیک مانتے ہو
تو آدم کی اولاد کے آنسو سے اب ہلیلہ پیدا کیوں نہیں ہوتیں۔ آپ کہیں گے
وہ بڑے آدمی تھے تو جواب یہ ہے کہ ان کے آنسو سے ہلیلہ کلاں پیدا ہوئیں
تو آدم کی اولاد کے آنسوؤں سے ہلیلہ خورد ضرور ہونی چاہیئے کیونکہ باپ کا اثر
بیٹے میں ضرور آنا چاہیئے۔ اسکا جواب ضرور دینا۔

مسلمانوں کا چھٹا فلسفہ

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت گیارہ۔ ”وجعلنا الیل والنھار“ کی تفسیر کرتے ہوئے
لکھا ہے کہ تفسیر لباب میں ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے
کہ سابق میں چاند سورج روشنی میں یکساں تھے اور اسی سبب دن اور رات میں
امتیاز نہ تھی۔ حق تعالے نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا انھوں نے اپنے پر چاند پہ ملے۔
اس کا نور محو ہو گیا اور سورج جیسا تھا ویسا ہی رہا تو اس روایت کے موافق اس
آیت کی تفسیر یہ ہوئی کہ چاند کی روشنی ہم نے مٹائی اور سورج کو روشن رکھا دیکھو تفسیر حسینی
اے مسلمان بھائیوں۔ اب تو تم کو قرآن شریف کی بلائیں لینا چاہیئے خدا
نے سائنس اور فلاسفی سے بھرا ہوا کیسا سچا الہام آپ کو بخشا ہے کہ سابق میں
چاند اور سورج روشنی میں یکساں تھے اور روشنی مٹانے کی مشین کیا اچھی بتلائی
کہ جبرئیل نے چاند پہ اپنے پر ملے اور نور محو ہو گیا واہ صاحب واہ۔ چھوٹے میاں

تھے - جنت کے لوگ کھاوینگے اور پیوینگے - لیکن تھوکیں گے نہ پیشاب کرینگے نہ پاخانہ کرینگے - نہ ناک سنکیں گے - لوگوں نے عرض کی پھر کھانا کدھر جاویگا - آپ نے فرمایا ایک ڈکار ہوگی اور پسینہ آویگا اس میں مشک کی خوشبو ہوگی - (پس ڈکار اور پسینہ سے کھانا تحلیل ہو جاویگا) -

اے میرے مسلمان بھائیو - اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ جنتی لوگوں کے مقعد تھی یا نہیں - اگر آپ فرمادیں کہ تھی - تو بتایئے اس میں خدا کی کیا حکمت ظاہر ہوتی ہے - کہ جس راستہ سے کھانا کھایا جاوے اسی طرف سے اسکا اخراج بھی ہو - دنیا میں تو اس فعل کو سب سے بڑا سمجھتے ہیں - اور ایسا کرنے والے کو مہا پاپی شمار کرتے ہیں - خدا نے اس کو کیوں بنایا تھا - کیونکہ خدا کا کوئی کام بیفائدہ اور بیکار نہیں ہوتا - اگر آپ فرمادیں مقعد نہیں تھی تو قانون قدرت کے خلاف ہے کہ منہ ہو اور مقعد نہو - اسی طرح پیشاب کا راستہ ہوتے ہوئے پھر پسینہ کے راستہ پیشاب کا اخراج کیوں ہو اسمیں خدا صاحب کی کیا فلاسفی ہے اگر جنت کے گندہ ہونے کا ڈر تھا تو جس طرح ڈکار اور پسینہ میں مشک کی خوشبو آتی تھی اسی طرح پاخانہ عنبر اور پیشاب عطر ہو جاتا تو کس قدر فائدہ تھا کہ تمام جنت بھی ہمیشہ معطر رہتا براہ مہربانی اس کا جواب بطریق دوستانہ دینا گالی کا کام نہیں -

مسلمانوں کا پانچواں فلسفہ

آدم سنو سال اس پہاڑ پر روتا رہا اور جو پانی اس کی آنکھ سے نکلتا تھا اس سے بلیلہ وبلیلہ وغیرہ کے درخت پیدا ہوتے تھے پھر لکھا ہے کہ حب آدم کی

ثابت کریں ورنہ اسلام کی ساری فلاسفی اور اُمی میان کی رسالت کا اسی پر خاتمہ ہے کہ اس نے جھوٹھ بول کر لوگوں کو کیوں دھوکا دیا ۔ اگر ایسی علمی باتوں کو نہیں جانتے تھے تو بتانے کا کیوں دعوے کیا ۔ آج دن دُنیا کے فلاسفر ویدک فلاسفی کے آگے سر جھکاتے ہیں ۔ اور اپج نیچ کے ساتھ رشیوں کو اپنا اُستاد بتاتے ہیں ۔ دیکھو ویشیشک شاستر ادھیائے ۲ سوتر ۲۰ ۔ رشی کناد آسمان کی بابت کیا فرماتے ہیں " آکاش یعنے خلا کی موجودگی کا نشان نکلنا اور داخل ہونا ہے " یہ ہی تمام دُنیا کے عالموں نے مانا ہے ۔ اس کے خلاف اُمی رسول کو جھوٹا جانا ہے ۔ سورج کی بابت آپ جواب دیتے ہیں کہ وہ آسمان در آسمان میں چلا جاتا ہے اور خدا تعالےٰ کے عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے ۔ یہ تو دُور کی سوجھی کیا جواب دیتے وقت آپ پر الہام تو نہیں ہو گیا تھا جو ایسا معقول جواب دیا ۔ کہ کسی ایرے غیرے کی کیا طاقت تھی جو اس مسئلہ کو حل کرتا ۔ سورج کا چلنا اور اسکو ذی رُوح بتانا رسول ہی کا کام تھا ۔ مہربان کیا اب بھی اسی اندھی تقلید کی پیروی کرو گے ۔ جبکہ یوروپ کے تمام علما زمین کا سورج کے چاروں طرف گھومنا مانتے ہیں ۔ اور آفتاب کو اپنے محور پر گردش کرتے ہوئے ٹھیرا ہوا جانتے ہیں ۔ یہ ہی ایشور یہ گیان یجر وید میں لکھا ہے ۔ دیکھو ادھیائے ۳ منتر ۶ یہ بھوگول جل کے سمت سوریہ کے چاروں طرف گھومتا جاتا ہے اسلیئے بھومی گھوما کرتی ہے ۔

مسلمانوں کا چوتھا فلسفہ

جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول سے سُنا آپ فرماتے

پیش کر زور لگانا اور اسلامی فلسفہ کا زعم دکھانا۔

مسلمانوں کا تیسرا فلسفہ

عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اس نے محمد صاحب سے پوچھا کہ آفتاب اور چاند پہلے کیا چیز تھے۔ ہر روز کیوں نکلتے ہیں اور کہاں سے نکلتے ہیں اور کہاں غروب ہوتے ہیں۔ ابی ذر غفاری نے روایت کی ہے کہ ایک دن میں پیغمبر کی خدمت میں بیٹھا تھا آفتاب زرد تھا۔ جب ڈوبنے لگا میں نے کہا یا رسول اللہ یہ آفتاب ہر رات کہاں ڈوبتا ہے اور کہاں سے نکلتا ہے پیغمبر بولے اے ابی ذر آسمان کے کنارے پر گرم پانی کا چشمہ ہے جیسا کہ قرآن میں ہے "وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ" میں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہاں سے کہاں جاتا ہے۔ بولے کہ آسمان در آسمان میں چلا جاتا ہے اور خدا تعالے کے عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو نکلتی ہے۔ پھر خدا سے اجازت مانگتا ہے کہ کہاں سے نکلوں مشرق سے نکلوں یا مغرب سے۔ پھر خدا تعالے جبرئیل کو حکم دیتا ہے کہ نور عرش کا ایک پارچہ اس پر ڈال دے۔ پھر فرشتوں کے ذریعہ وہ مشرق تک لایا جاتا ہے کہ وہاں سے وہ نکلتا ہے۔ از تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۱

اے مسلمان بھائیوں اب تو آسمان کی ماہیت کو سب تعلیم یافتہ لوگ جان گئے ہیں کہ وہ خلا ہے۔ پھر اس کے کنارے اور کنارے پر گرم پانی کا چشمہ بتانا کیسی جہالت ہے۔ مسلمانوں کا زعم ہے کہ وہ آسمان کا جسم چاندی سونے لوہے وغیرہ کا جیسا کہ محمدی علماؤں نے مانا ہے۔

دست مبارک ہاتھی کی پیٹھ پر دھرو اور ہماری قدرت کا تماشا دیکھو۔ حضرت نوح کے ہاتھ پھیرتے ہی ایک سور وجود میں آیا اور کشتی کی سب نجاست کو اس نے کھایا۔ لیکن چوہوں کی کثرت سے سب حیران تھے اور ان کی ایذا سے نہایت پریشان۔ جونہی حضرت نوح نے حکم رب سے شیر کی پیشانی پر ہاتھ ڈالا قدرت کاملہ سے بلی نے نکل کر چوہوں کا کیا نوالہ (از روضۃ الاصفیا۔ ذکر حضرت نوح علیہ السلام)۔

خوب صاحب آپ نے سور اور بلی کی علت مادی خوب بنائی۔ آپ کو ایسی جھوٹی گپ اڑانے میں ذرا شرم نہیں آئی۔ اگر آپ بائبل میں اس قصہ کو پڑھتے جو سر سے پاؤں تک لغو اور بے بنیاد ہے۔ تو بھی معلوم ہو جاتا کہ پیٹھ سے سور اور پیشانی سے بلی کا پیدا ہونا کہاں ارشاد ہے۔ مگر آپ تو اس کا جواب یہ ہی دینگے کہ یہ کتاب منسوخ ہو چکی اس کا کیا اعتبار ہے۔ ہمیں قرآن شریف اور حدیثوں سے سروکار ہے۔ اچھا صاحب آپ ہی فرمایئے کشتی کتنی چوڑی۔ کتنی لمبی۔ کتنی اونچی تھی۔ کتنے روز طوفان رہا اور شمار میں روئے زمین کے چرندے پرندے وغیرہ جن کا ایک ایک جوڑا کشتی میں تھا کتنے تھے اور اس کشتی میں معہ خوراک کے وہ آبھی سکتے تھے یا نہیں۔ سرد ملک کے رہنے والے جانوروں اور پانی میں رہنے والی مچھلیوں کا جو بغیر سردی اور پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی تھیں کیا انتظام تھا۔ بعض کیڑوں کی بہت تھوڑی عمر ہوتی ہے وہ کس طرح طوفان کے پانی خشک ہوتے تک بچے رہے۔ خدا نے طوفان سے پیشتر سور اور بلی کو بنایا تھا یا نہیں۔ اگر نہیں بنایا تو کیا سبب۔ کیا اس وقت دنیا میں ان کی ضرورت نہ تھی۔ جو انجیل میں انت

اٹاریوں میں بیٹھ کر جھوٹی گپ ماری ہے۔ حامیان اسلام اگر اس کو ٹھیک مانتے ہیں اور اُمی رسول کا کہنا سچ جانتے ہیں تو میدان میں آئیے اور بتلائے کہ نور جو سب موجودات سے پہلے پیدا ہوا کس چیز سے بنایا گیا۔ وہ مادہ تھا یا رُوح۔ مجسم تھا یا غیر مجسم۔ اگر آپ کہیں کہ رُوح۔ کیونکہ وہ بارہ ہزار برس تک معبود کی عبادت کرتا رہا تو مہربانی کر کے کسی علم سے ثابت کیجئے کہ جسکی علت ذی رُوح یعنی کارن چیتن ہو اُس کا معلول غیر ذی رُوح یعنی کارج جڑ کیسے ہو سکتا ہے تو پھر نور سے گوہر کس طرح پیدا کیا جو غیر ذی رُوح ہے۔ جبتک خاک باد آب آتش اربعہ عناصر نہوں تب تک گوہر کا بننا محال ہے۔ اگر آپ فرماویں کہ غیر ذی رُوح بنا تو پھر عبادت کس نے اور کیسے کی۔ اگر نور مجسم تھا تو اُس کا جسم کن کن اشیاؤں سے مرکب تھا جو غیر مجسم اور مفرد تھا تو اُس کو پیدائش بتانا علم اور عقل کے خلاف۔ گوہر کا ہیبت سے پانی ہو جانا ایک ہی کہی۔ کیا گوہر میں بھی ڈر کا مادہ موجود تھا۔ دُنیا کا کوئی سائنس دان پانی کی علت گوہر کو نہیں مانتا یہ اُلٹی بات ہے صرف اسلامی ہی اوٹ پٹانگ فلاسفی ہے جو بے تکی اور سب سے نرالی ہانکتا ہے اور اُس پانی کے ایک حصہ سے آفتاب وغیرہ بناتا ہے اور زمین و آسمان کے قلابے ملاتا ہے۔

مسلمانوں کا دُوسرا فلسفہ

روایت ہے کہ اہل کشتی بہت بدبُو سے اور نجاست سے ایذا اُٹھاتے تھے اور اُس کے دفعیہ کا کچھ علاج نہیں پاتے تھے۔ حضرت نوح نے جناب الٰہی میں سوال اور اُس مُصیبت کے دفع کرنے میں قیل و قال کیا۔ حکم ہوا کہ تم اپنا

آدم

جگدیش کا پہلے لے کے میں نام | کرتا ہوں شروع ہو پورا سب کام
تیری ہی مدد میں چاہتا ہوں | پہونچائیگا تو ہی اس کو انجام

فرمایا امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہ ایک روز میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سراسر سعادت میں بیٹھا تھا کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر تصدق ہوں فرمایئے اللہ تعالے نے سب سے پہلے کون چیز پیدا کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب موجودات سے اس خالق مطلق نے میرا نور پیدا کیا ہزار برس تک وہ نور میرا قدرت الٰہی سے عظمت الٰہی کے مشاہدے اور تسبیح وسجدے میں مصروف رہا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ نور محمدی بارہ ہزار برس تک عالم تجرد میں مشغول بعبادت معبود رہا۔ پھر حق تعالے نے اس نور سے ایک گوہر پیدا کیا اور اپنی نظر جلال سے اُسپر دیکھا وہ جوہر نظر ہیبت الٰہی سے پانی ہو کر ہزار برس تک بہتا رہا پس اُسے دس حصے کیا۔ پہلے حصہ سے عرش بنایا۔ دوسرے حصے سے قلم بنایا تیسرے حصے سے لوح محفوظ بنایا۔ چوتھے حصے سے آفتاب پانچویں حصے سے ماہتاب۔ چھٹے سے بہشت ساتویں سے روزا اور آٹھویں سے فرشتے نویں سے کرسی دسویں سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔

اے مسلمان بھائیو کیا اسی فلسفے پر اتراتے تھے اور مارے زعم کے اینٹھے مرے جاتے تھے۔ اگر ذرا عقل کو زور دو تو معلوم ہو جاوے کہ محمد صاحب نے اپنی شیخی بگھاری

اوم

فلسفہ محمدی

از

پنڈت مراری لال شرما

جسکو

حسب فرمائش آریہ سماج صدر بازار دہلی

سنہ ۱۹۰۹ء

باہتمام مالکان امپیریل پریس دہلی چاندنی چوک میں چھپا

تعداد ۲۰۰۰ بار اول قیمت ۲؎

الفاظ	معنی
فلیٹ بلیک سی	بیڑۂ جہازات بحر اسود
کوسکس	نام روسی فوج
الکسیف	نام روسی جنرل
فایل	داخل دفتر
پینڈنگ	زیر تعمیل
سٹیک	غلطی
سکس اوکلاک	چھ بجے
پورٹ آرتھر	روسی بندر
توگو	جاپانی جنرل
فرنڈ	دوست
مکڈن	نام مقام
پالیسی	طریقہ
کروکی	جاپانی جنرل

الفاظ	معنی
سوسویچ	روسی جنرل
لیاؤٹنگ	نام ملک
لیکیانگ	ایضاً
انجو	ایضاً
ایسٹ	مشرق
سیول	نام شہر دارالسلطنت کوریا
ہیجو	نام ملک
انٹنگ	ایضاً
ریور	دریا
افیسرس	حاکمان
کیمپ	ڈیرہ
ڈیفینس	بچاؤ
فنگ ہوانگ چنگ	نام مقام

لگا دل میں کہنے کروں کیا خدا — یہ دو طرفہ سے نازل ہوئی کیا بلا

اگر سد راہ فوج جاپاں بنوں — تو پھر فیر توپوں کے کیونکر سہوں

ادھر توپ خانہ کو دوں گر جواب (ق) — تو پھر فوج جاپاں بفرصت شتاب

کرے پار یالو ندی بے خطر — دبائے میرا بازو جیپ زود تر

دوم فوج جاپاں کی تعداد بھی — دو چند فوج رشیہ سے ہے اس گھڑی

مخاطب سپاہ گرد و جانب کروں — ادھر کا نہ پھر میں ادھر کا رہوں

دو عملی میں ہرگز یہ ممکن نہیں — کہ مقصد برائے کسی کا کہیں

غرق تفکر سسالچ ہوا — قدم پیچھے مجبور دھرنے لگا

ہٹا پیچھے لاچار آیا وہاں — پہاڑی پہ تھا کیمپ اسکا جہاں

ادھر فوج جاپاں بھی پار ہو گئی — رواں پیچھے پیچھے سسالچ ہوئی

سسالچ بھی کر جلدی رنڈی سپاہ — پئے جنگ مستعد فوراً ہوا

چلانے لگے روسی توپیں شتاب — کروکی بھی دیتا تھا فوراً جواب

ہوا گرم طرفین بازار جنگ — زمیں بھی بدلنے لگی سرخ رنگ

ادھر تھے پہاڑی پہ روسی جواں — ادھر دامن کوہ میں جاپانیاں

مگر مرحبا توپیں جاپانیاں — بنانے لگیں کوہ آتش فشاں

اٹھے شعلے روسی پریشاں ہوئے — جو شاقب زمیں پر تڑپ کر گرے

قریب تھا کہ مفرور ہو روسی سپاہ — قضارا مہر در شفق ہو گیا

دو جانب خوشی بہ لشکر ہوئی — بہ آغوش شب سب سپاہ ہو گئی

ادھر باقی افواج جاپان بھی — شباشب ندی پار یالو ہوئی

کروکی سے جب یہ سپہ تازہ دم — ملی تب کروکی اٹھا ٹھوک خم

مکرر ہوا بہر جنگ بے قرار — افق ہو نمایاں یہ تھا انتظار

جہازان جنگی بھی امداد کو | بلائے بموقعہ اسی وقت دو
مبادا اگر روسی حملہ کریں | دیا سد راہ فوج جاپاں نہیں
تو توپیں ادھر سے ہٹائیں انھیں | جہازان جنگی بھی روکیں انھیں
رہے خوف ہم کو نہ وقت عبور | اُتارینگے لشکر کو اب ہم ضرور
غرض حسب منشا کرو کی ہوا | بفور حکم طیار سب ہوگیا
دیا حکم پھر یہ کہ ہو جائیں پار | جوانان جانباز سولہ ہزار
یہ سنتے ہی لشکر اُترنے لگا | رواں جوشش قومی بدریا ہوا
تھی تاریخ پہلی یکم ماہ مئی | ہزار ایک و نوسو و چار عیسوی
ہزاروں ہی پُل پر اُترنے لگے | ہزاروں ہی پیدل بدریا چلے
ہوا موجزن جوش جاپاں پر اب | دکھانے لگا وقت اپنا شباب
کیا جوش جاپاں نے یکدم عیاں | قدم آگے رکھتا تھا ہر نوجواں
یہ تھی ضد مابین ہر شخص کے | قدم پیچھے زنہار ہٹنے نہ دے
اُدھر روسیوں نے بھی وہ ہی کیا | گماں جس کا جاپاں کو پہلے سے تھا
اُترتے ہی حملہ ہوا روس کا | لگی آگ توپوں سے گولا چلا
لگے اُڑنے سر حیف جاپانیاں | مگر اُف نہ کرتا تھا کوئی جواں
ولے جبکہ اتواپ جاپانیاں | اُگلنے لگیں گولے بر رُوسیاں
اُدھر جو کہ توپیں جہازوں میں تھیں | نشاں روسیونکو بنانے لگیں
دو طرفہ سے آتش برسنے لگی | ہوا حشر برپا قیامت ہوئی
مخاطب ہوئے جبکہ رُوسی اُدھر | اُترنے لگی فوج جاپاں اِدھر
عجب کشمکش میں مسلیچ ہوا | دو دلی میں جنرل ہوا مبتلا
کرے شخ ادھر تب خرابی اُدھر | خبر لے اُدھر کی تو آفت اِدھر

یہ کہہ شاہ نے فوراً کروپاٹکن	مرخص کیا بادل وجاں حزیں

آنا کمانڈر انچیف کروپاٹکین کا میدان جنگ میں روانہ کرنا سوسچ جنرل کا بسوئے کوریا برائے جنگ اور آنا مقابلہ پر کروکی جنرل کا بحکم کمانڈر انچیف اویاما اور آغاز جنگ ہونا وشکست کھانا سوسچ کا۔ تاریخ وقوعہ ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء لغایت ۴ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

پلاسا قیا ایسا جام شراب	کہ پیری دکھائے زمانہ شباب
گیا ماہ اپریل سے مئے آگیا	مئے ارغواں اب توجلدی پلا
گیا جوشش بحری بکل زار کا	نہ ارمان جنگ بحری باقی رہا
تری میں ہوا اسکا جب خشک حال	توخشکی میں پیدا ہوا یہ خیال
میکاڈو سے اب جنگ ہو بر زمیں	پئے جنگ بھیجے کروپاٹکیں
کی ہمراہ سپاہ اُنکے سہ صد ہزار	ہزاروں ہی توپیں ہزاروں سوار
لیاؤ یانگ و موکڈن بہ منچوریا	نیکیانگ و انجو دروں کوریا
بنے مرکز فوج یہ زار کے	پئے جنگ ہرجا بنے مورچے
لگے نظم کرنے کروپاٹکین	رواں ہرطرف اُس نے افواج کیں
سساچ کو جنرل کیا الیٹ کا	روانہ پئے جنگ یالو کیا
و تھی کوریا میں جو افواج زار	سساچ کو انکا بھی دے اختیار
کہا جاؤ آگے بڑھو بے خطر	[illegible]
مطیع ہو شتابی [illegible] کوریا	[illegible]

مناسب جو سمجھیں وہ کرتے رہیں
جہاں تک ہو ممکن دروں کوریا
وہ پالیسی کرتا بہ شاہ کوریا
اگر وہ موافق ہمارے رہے
سنا ہے کہ جنرل کروکی جواں
یہ جنرل بھی ٹونگو سے کچھ کم نہیں
ہے جنگ بری ہوا ہے رواں
ہے ہمراہ سپاہ اُسکے یکصد ہزار
گو ہم پستہ قد سارے جاپانیاں
غلط سارا نکلا ہمارا وہ گماں
ہوا گو تجربہ یہ خشکی نہیں
کہ ہر فن میں جاپانی ہشیار ہیں
لڑیں گے یہ خشکی بھی سینہ سپر
سپاہ اگر زور پا جائیں وہ
بستر جو پھر آئیں وہ شہ اریں
عجب ہے جاپاں کا پوشیدہ راز
ہے افشائے راز انکا ہونا محال
کبھی ان کی چالیں نہ ظاہر ہوئیں
نہ کاشف کوئی ان کی رفتار کا
نتیجے آپ جائیں رہیں ہوشیار
[illegible] یہ مسیحا سے کر تاسوں میں

صلاح پر الکہ سیف لیتے رہیں
بنے مرکز جنگ روسی سپاہ
نہ موافق بنے شاہ جاپان کا
تو امداد ہم کو بہت کچھ ملے
سپاہ بری جاپاں کا ہے حکمراں
وہ بحری دلاور یہ شیر زمیں
چلا آرہا ہے چو پیل دماں
مسلح بہ تیغ و چھری و کٹار
مگر چست و چالاک ہر یک جواں
کہ لڑنے کے قابل نہ جاپانیاں
دلایا وے بحری جنگ نے یقیں
ملے ہوش قومی سے سرشار ہیں
دکھائینگے حب وطن خوب تر
مطیع کوریا اُن کا لاریب ہو
عیاں ہیں وہ مجھ پر نہ تم پر نہاں
نہ ظاہر کبھی ہوا یا وصف ساز
مجال ہے جبر یا پئے داڑھی کا بال
بتائیں کہیں اور جائیں کہیں
نہ واقف کوئی انکی گفتار کا
زیادہ کسی پر نہ ہو اعتبار
[illegible] فتح حذر دلوے تمہیں

تلاطم میں آئے جہازات زار
سراسیمہ بھاگے جدھر رُخ اٹھا
وہ تھا سب سے بہتر پشوکتِ شاں
اُسے بدحواسی ہوئی اس قدر
جدھر پورٹ آرتھر میں مائنیں تھیں
مقدر تھا برگشتہ سیکراف کا
اسی دم پھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہوا
گئے پورٹ آرتھر جو باقی بچے
وقوعہ یہ ہے تیرہ اپریل کا
ندا ہر سن کہہ کے ہاتف چلے

نہ ٹونگو نے جانے دیئے برکنار
مگر پٹرول وسکی اُسمیں جو تھا
سوار اُس پہ سیکراف تھا صد جواں
زرہ راست گمراہ ہوا پُرخطر
اُدھر ہی یہ بدبخت بھاگا لعیں
جہاز اُس کا مائن سے ٹکرا گیا
قیام اُس کا تحت الثریٰ ہو گیا
بمشکل سلامت وہ جاں لے گئے
مٹا نام سیکراف دنیا سے آہ
بزیر آب سیکراف غرق گئے

اندوہگیں ہونا زار روس کا باستماع خبر مارے جانے سیکراف کے اور بند کرنا بحری لڑائی کا اور انتظام کرنا جنگ خشکی کا ساتھ جاپان کے

کدھر ہے تو اے کلکِ شاخ الم
سُنا سانحہ جب کہ سیکراف کا
تجھ کا نخلِ اُمید مرجھا گیا
تڑپنے لگا مثل ماہی بے آب
نہ آرام دن کو نہ شب کو قرار
کیا آتشِ غم نے سینہ کباب
کبھی آہ برلب کبھی چشم تر

ثمر دے نہ ہر بار رشیہ کو غم
پہ غم زار رشیہ ہوا مبتلا
کفِ حیف ہر برگ ملنے لگا
بدلتا تھا پہلو بصد اضطراب
پلنگ تھا پلنگ اُس کو لیل و نہار
لگی دینے دل کو طپش اضطراب
سرِ زانو کبھی زار رکھتا تھا سر

یہاں تک کہ جب وقت پہنچو وہاں — سنائیں جہاں توپ میری نشاں
مقابل وہاں جم کے لڑتا ذرا — اشارہ ادھر مجھکو کرنا ذرا
میں دیکھوں گا اسوقت میکراف کا — تکبر ہے کیا اور طاقت ہے کیا
[illegible] پوشیدہ ہوتا ہوں [illegible] — پڑے تا عدو کی نہ مجھ پر نظر
[illegible] کیمورا [illegible] پہلے — کروز ر فقط چار ہمراہ لیئے
وہیں پہونچے تب جاکر [illegible] — بنائے ہوئے تھا سمندر میں سیٹ
محاذ اس کے جسوقت [illegible] جواں — ز انواب حملہ کناں ناگہاں
ادھر سے بھی میکراف جنرل دلبر — مقابل ہوا کیمورا کے شیر
لگے روسی لڑنے بجوش کثیر — ہٹا کیمورا بہ تدبیر پیر
تعاقب میں روسی بھی آگے بڑھے — فن جنگ عدو سے نہ واقف ہوئے
کروزر ہٹے روسی بڑھتے گیئے — تعاقب بامید کرتے رہے
عدو کا نہ زنہار سمجھے فریب — نہ سوچے ذرا بھی فراز و نشیب
کروزر بھی جبتک ٹھہرے کہیں — ق — بہ انتظار ٹونگو رہے درکمیں
مگر جب جہازان روسی جہاں — جو پہونچے مقرر جگہ تھی وہاں
تو پھر کیمورا مقابل ہوئے — بہ ہمت کمر بستہ لڑنے لگے
ادھر ٹونگو جنرل کو ایما کیا — نشانے پہ میکراف اب آگیا
یہ معلوم کرتے ہی ٹونگو دلیر — چلا سوئے میکراف مانند شیر
کیا حملہ فوراً ز توپ و تفنگ — لگا کرنے دشمن کو تنگ بیدرنگ
جو دیکھا تماشہ یہ میکراف نے — ہٹا پیچھے فوراً لگا بھاگنے
مگر پھر نہ ٹونگو نے چھوڑا اُسے — فن جنگ بحری دکھایا اُسے
جدھر بھاگتا میکراف ٹونگو اُدھر — ز انواب [illegible] [illegible]

کرو اُسی وقت اک جلد تر | روانہ ہوا اور لایا خبر

بظاہر نہیں کوئی اسدم کہیں | دلے بحر خالی ز دشمن نہیں

نہیں غیر ممکن کہ دھوکا نہ ہو | سمندر میں آتے ہی غوطہ نہ ہو

کہ دشمن بڑا فتنہ پرداز ہے | نہ پوشیدہ اُس سے کوئی راز ہے

ورہا اُسکا بیچا نا بندر سے دور | پھنسائے گا لہروں میں ہمکو ضرور

رہیں گر سمندر میں پائے گا وہ | اُسی دم یہ دھوکا ڈبائیگا وہ

کہ اِس وقت قابو سے باہر ہیں ہم | امن میں بہر نوع سراسر ہیں ہم

ہوئی جب سے اندر بہ بندر سپاہ | بعزم دہن بند چند مرتبہ

کیئے حملے دشمن نے پُر زور پر | دہن بند ہوا نہ پر آرتھر

سنا جبکہ مکراف نے یہ کلام | کہا شکر اکے بہر خاص و عام

کہ اب خوف تُمکو نہ زنہار ہو | الکہ سیف سمجھو نہ میکراف کو

مقابل مرے ٹونگو جس دم ہوا | کروں اُس کو داخل بہ دار الفنا

تمنا ہے میری جو زندہ آسکے | کروں زار رشیہ کا بندہ اُسے

تصور اُدھر تھا یہ میکراف کا | عدو کو اُدھر خیال مکراف تھا

ہوا راز افشا جو ٹونگو کو یے | ہوا فکر میں وہ بھی مکراف کے

طلب کیمبول اُسی دم کیا | کہا ماجرا سارا میکراف کا

کوئی چال ایسی نکالو اگر | ق | کہ آجائے مکراف شہ اسپ پر

نہ اعراب پھر کوئی کام آسکے | نہ گھر باقی ہٹنے کو پیچھے رہے

مناسب ہے تم کچھ جہازوں کو لے | بہ ہمت چلو سوئے مکراف کے

ذرا تو اب حملہ کرو دور سے | ذرا دیر جم کر لڑو دور سے

مگر جبکہ [illegible] | بہ آہستہ پیچھے ہٹو مہرباں

مگر کیا کرے کیونکہ مجبور تھا | کہ فرمان شاہ اُسکو منظور تھا
تحمل سے لیڈی کو کہنے لگا | تشفی بامید دینے لگا
اگر زندگی ہے تو ہے خوف کیا | یہاں بھی خدا ہے وہاں بھی خدا
وے گر تقاضا قضا نے کیا | تو چارہ ہے اس سے کسیکا بھی کیا
غرض بہت لیڈی کو سمجھا بجھا | بمجبوری وقت رخصت کیا
مخاطب ہوا پھر بہر خاص و عام | سبھوں کو اُٹھا ٹوپی کیا سلام
ازاں بعد رُخ سوئے منزل کیا | دلاور روانہ بمیداں ہوا

داخل ہونا جنرل میکراف کا پورٹ آرتھر میں بجائے ایڈمرل الکھسیف اور جنگ کرنا ساتھ ٹونگو جنرل کے اور مارا جانا میکراف کا

کدھر ہے تو اے تیغ جوہر نما | شتابی سوئے پورٹ ارتھر جا
چمک سے تری برق جلنے لگی | تری آب آتش اُگلنے لگی
دکھانے لگا تیرا جوہر شباب | نمک خوار تیرا سمندر کا آب
خدایا توقف نہ کر زینہار | کہ مکراف آئے پئے کارزار
الکھسیف میداں سے باہر گیا | وہ مکراف ارتھر میں داخل ہوا
وہ آتے ہی اس نے کیا انتظام | بہ حیرت ہوئے جس سے جنگجو تمام
جہازان جنگی جو بندر میں تھے | مسلح کیا اُن کو ترتیب دے
جہازوں کے کپتان تھے جس قدر | سبھوں کو دیا اس نے یہ آرڈر
نہ زنہار اب مثل قیدی رہو | سمندر میں بے خوف باہر چلو
میں ہمراہ تمھارے چلوں گا مگر | خبر لاؤ پہلے ہے ٹونگو کدھر

مگر حملے ڈونگو کے جاری رہے — الکہ سیف مجبور تب ہو گئے
نکلنے نہ پاتے تھے باہر کبھی — نظر بند ارتھر میں ہوئے سبھی
الکہ سیف حیدم بہت دق ہوا — لکھا شاہ رشیہ کو کل ماجرا

آگاہ ہونا شاہ روس کا ہزیمت الکہ سیف سے اور روانہ کرنا امیر البحر سیکراف کا پورٹ آرتھر کو بنا ر جنگ

کدھر ہے تو اے عندلیب چمن — کہ خاروں میں الجھا ترا پیرہن
تو کس نغمہ سنجی میں ہے مبتلا — کہ گل چیں نے تیرا چمن گھر کیا
نہ گل کو ہی گلچیں سے فریاد ہے — کہ متلاشی تیرا بھی صیاد ہے
نہ بار آئی نغمہ سرائی سے تو — اڑی سارے گلشن سے پھولوں کی بو
ہوا تیرا سب علوم لاف و گزاف — کہاں اسٹارک ہے کہاں سیکراف
الکہ سیف تیرا جو تھا باغباں — کیا اس کو ڈونگو نے کریہ کناں
چمن میں لگی چلنے باد خزاں — گلوں کی لگی ہونے پژمردہ جاں
خمیدہ کمر سرو ہونے لگی — اکڑ ساری سنبل کی کھونے لگی
زباں بند سوسن ہوئی در دہن — گلوں کا ہوا چاک سب پیرہن
نظر بند نرگس ہوا در چمن — ہوا بند غنچوں کا تیرے دہن
ترا باغ ارتھر اجڑنے کو ہے — ترا خانماں اب بگڑنے کو ہے
سنا جبکہ یہ بلبل زار نے — تفکر کیا زار بے زار نے
بلایا اسی وقت سکراف کو — طلب کیا فوراً زنکافت کو
کہا ماجرا سب الکہ سیف کا — جو ارتھر میں ڈونگو نے کیا بپا
تعجب ہے رشیہ کا نخل مراد — ثمر ور ہو جاپاں اٹھائے مفاد

ڈبائے اُنہیں تاکہ اندر دہن
خبر اِس کی جب دم انکو سیف کو
مخاطب ہو لشکر سے کہنے لگا

بس اب فرض ہم پر یہی کام ہے
گو حملے کے قابل نہیں اب رہے
دکھائینگے کیا منہ شہ زار کو
مگر خیال دل میں رہے اس قدر
بدل متفق ہو کے بولے سبھی

یہ مذکور تھا ہی کہ ٹونگو جواں
اُدھر چونکہ روسی بھی ہشیار تھے
لڑے بھی وہ ایسے یہ ٹونگو جری
یہانتک کہ ٹونگو نہ کچھ کرسکے

گذرتے ہی سہ چار دن بعد ازاں
ولے اس دفعہ بھی جوانانِ زار
یہاں تک کہ ٹونگو کا اس بار بھی
ڈبا دو جہازوں کو اندر دہن
مگر ٹونگو رہنے لگے کب خموش
نہ کچھ پروا گو لونکی اس بار کی
صدہا گولہ سر پہ گذرتا رہا
جہازان کہنہ ڈوبانے لگے
نہ تھا چونکہ آساں یہ دشوار کام

کرے بند ارتھر کا یکسر دہن
ہوئی تب کہا فوج تیار ہو
غضب ہوگا گر بند ارتھر ہوا
کہ شد وہ دہن پورٹ ارتھر رہے
حفاظت بھی گھر کی نہ ہم کرسکے
بدوزخ ہوں داخل گنہگار ہو
عدو بحری طاقت میں ہے نامور
دہن بند ہونے نہ دینگے کبھی

ہوا حملہ آور بہ فوج گراں
بمیداں بہ ٹونگو مقابل ہوئے
عدو نے بھی دی داد مردانگی
ملا کامیابی کے واپس ہوئے
مکرر ہوئے ٹونگو حملہ کناں
بجنگ جاں دینے لگے جاں نثار
ہوا پورا مقصد نہ یکبارگی
ہوئے ٹونگو واپس بہ رنج و محن
مکرر ہوئے حملہ آور بجوش
نہ دہشت تھی بندوق تلوار کی
وہ ٹونگو کام اپنا کرتا رہا
کئی تارپیڈو بھی مائن کے
نہ پورا ہوا سب مرضی تمام

آبلنے لگا جوش طرفین سے — امن کا اٹھا پردہ مابین سے
دو جانب سے جب وقت گولا چلا — سمندر کا سینہ کباب ہو گیا
جہازات روسی شکستہ ہوئے — لگے پیچھے ہٹنے نہ پر ہٹ سکے
ہوا غرق کوئی شکستہ ہوا — درون بحر کوئی خفت سوا
ہمت جنگ جو تھوار یہ بھی ہوئی — مگر وقت زیادہ نہ قایم رہی
لڑے خوب دل و جان سے — نہ لیکن گئی پیش جاپان سے
چو طرف سے جاپان نے گھیر لیا — دفعتاً زور توپ سے حملہ کیا
بہت فوج جس سے تباہ ہو گئی — سطح پانی مانند سیاہ ہو گئی
یہاں تھی یہ نوبت شاہ میکاڈو کی ہے — اٹھا قبضہ رشیہ جبر زور سے
فتح مند ... اب واپس گئے — جو قبضہ کیے ہوئے روسی ہمراہ لیے
کہا جا کے ٹوگو سے سب ماجرا — فتح کس طرح سے چیلفو ہوا
یہ سنتے ہی ٹوگو ہوا شاد کام — دیا شاہ میکاڈو کو ٹیلی گرام
لکھا ہو مبارک تمہیں اے شہا — کوری پہ قبضہ میکاڈو ہوا
جہازات روسی تباہ ہو گئے — گئے پورٹ ارتھر جو باقی بچے
یہ پاسخ یہ ٹوگو کو شاہ نے لکھا — مبارک ہو تجھکو ترا حوصلہ
خدا تیری ہمت مبارک کرے — تجھے تیری جرأت مبارک کرے
فضول ہے میرا گو کہ لکھنا تجھے — تو خود ہوشیار ہے یقیں ہے مجھے
مگر جسقدر جلد تم کر سکو — وہیں پورٹ ارتھر کا بندش کرو
ہوا ختم جاتا ہے ماہ فروری — غنیمت سمجھو دن کی ایک گھڑی
ملا شاہ میکاڈو سے جب یہ جواب — لگا کرنے تدبیر ٹوگو شتاب
بعزم وہاں بند ٹوگو چلے — جہازات کہنہ بھی ہمراہ لیے

تکبر بڑا ہے بہت تدبیر سے ۔ گئی پیش لیکن نہ تقدیر سے
نوشتہ جو قسمت کا تھا ہوگیا ۔ قدم پیچھے رشیہ کا ہٹنے لگا
ہوئی قول سعدی کی تصدیق یاں ۔ کیا جو کہ بستاں میں اُس نے بیاں
تکبر عزازیل را خوار کرد ۔ بزندانِ لعنت گرفتار کرد
بالآخر ہوا یہ کہ جاپان سے ۔ شکست فاش کھائی الکسیف نے
فتحمند ٹونگو بمیدان ہوا ۔ شہ دار رشیہ پریشاں ہوا
الکسیف بھاگا سوئے آرتھر ۔ پناہ پورٹ آرتھر میں لی آن کر
جہازان جنگی ہوئے سب فرار ۔ الکسیف رونے لگا زار زار
جو بھاگا الکسیف میدان سے ۔ تعاقب ہوا فوج جاپان سے
وہ آگے دواں پیچھے ٹونگو رواں ۔ نہ آیا مگر ہاتھ روسی جواں
بہت جال ٹونگو بچھاتا رہا ۔ الکسیف لیکن نکل ہی گیا
ہوا جس کا ٹونگو کو بے حد ملال ۔ ملے دست حسرت ہوا یہ خیال
کہ پیچھے دشمن نہ نپٹا کا اب ۔ نکلنے نہ پائے الکسیف تب
جہازان جنگی سبھی صید ہوں ۔ جوانان روسی سبھی قید ہوں
لگا کرنے تدبیر ٹونگو یہی ۔ میکاڈو نے بھی یہ منظور کی
ہوا خود ہی مامور اس کام پر ۔ چملفو کو بھیجی سپاہِ دگر
دیا حکم جاؤ شتابی کرو ۔ چملفو کو تسخیر جلدی کرو
کہ قبضہ میں بالکل بحر زرد ہو ۔ نکل جائے کانٹا رفع درد ہو
بفور حکم ٹونگو سپاہ گراں ۔ چملفو پہ پہونچی جو بادِ رواں
جہازانِ جنگی بشہ زار کے ۔ چملفو پہ جو کچھ کہ موجود تھے
ہوئے ریڈی فوراً پئے کارزار ۔ لگے جنگ کرنے جوانانِ زار

ڈوسر دل میں کھایا شب تار کا
عدو کا نہ کچھ خوف مطلق کیا

تھا اُسے ایم ٹایم تھری او کلاک
دلاور نے حملہ کیا خوفناک

چلے تارپیڈو و غضب ڈھا دیا
سمندر کا دل پانی پانی ہوا

جہازان جنگی شہ زار کے
تہ و بالا ٹونگو نے دم میں کیے

پلاڈر پریشاں کیا زار وچ
کیا چال ٹونگو نے ناوک بھی نرچ

اُدھر بازی ٹونگو جانے لگا
اُدھر کھیل سرکس ہی ہوتا رہا

سُنی تارپیڈو کی آواز جب
الکسیف آیا بمیدان تب

جو دیکھا کہ ٹونگو نے کیبارگی
کیا فوج رشیہ پہ حملہ تری

بہت تنگ لشکر کیا زار کا
نہ بیدار خفتوں کو ہونے دیا

تأسف سے کہنے لگا یا خدا
ستم ہائے کیسا یہ بربا ہوا

کہاں فوج جاپاں تھی آئی کہاں
نہیں جسکا ہوتا تھا مطلق گماں

خدایا یہ کیسا ہوا آہ ستم
الم ہے الم ہے الم ہے الم

غضب کا عدو فتنہ پرداز ہے
مسیح جانے آیندہ کیا کیا کرے

ہے لازم کروں اسکا جلد انسداد
دلاؤں اسے شیر مادر کی یاد

اُسکیدرم جہازوں کو ترتیب دے
مقابل میں ٹونگو کے کیئے کھڑے

جو ہیں دونوں بیڑے مقابل ہوئے
ہزاروں ہی رفلوں سے گھایل ہوئے

دو جانب سے گولی برسنے لگی
قیامت کے دن قرب آنے لگے

کسیکو نہ کچھ خوف تھا موت سے
قضا آگے آگے پر عزت رہے

یہی خیال عزت ہر ایک شخص کا
قدم آگے آگے بڑھانے لگا

بہادر لگے کرنے چالبازیاں
لگے کرنے پوشیدہ جوہریاں

اُدھر جوش قومی تھی اُدھر
مقابل ہوئے دونوں خم ٹھونک کر

روان ہوا ٹونگو بکس اوکلاک
چلا سوئے ارتھر بچشم و بیباک

گذرتے تھیں بائی شب نصف بھی
کہ نزد آرتھر پہونچا ٹونگو جری

اشیدم کیا اک کروزر رواں
کہ دیکھے الکسیف ہے اب کہاں

کہاں خود ہے وہ اور کیا انتظام
کہاں بیڑہ جنگی و کیا انصرام

بفرمان ٹونگو کروزر چلا
رواں مثل ناوک خدنگ سے ہوا

جہازاں روسی جمع تھے جہاں
بہت تھوڑے عرصہ میں پہنچا وہاں

جو کپتان بیڑہ پہ تھا باخبر
کروزر کو آتے ہوئے دیکھ کر

ہوئی اُس کو حیرت تعجب ہوا
تفکر سے چہرے کا رنگ اُڑگیا

کروزر پہ لفٹنٹ تھا جو سوار
مخاطب ہوا اُس سے کپتان زار

کہا کون ہو تم بتاؤ شتاب
کہا ہم فرینڈ ہیں تمھارے جناب

بتاؤ کہاں سے تم آئے یہاں
کہا ڈالنی سے ہم آئے یہاں

یہ سب گفتگو تھی بہ روسی زباں
عیاں راز ہونے نہ پایا نہاں

ہوا سُن یہ خاموش کپتان زار
ادھر بھید لینے لگا ہوشیار

کیا اُس نے معلوم سب مِن و عن
کہ ہے آج جلسہ تماشہ کا دن

سبھی راگ و رنگ میں گرفتار ہیں
شراب برانڈی سے سرشار ہیں

ہر ایک عیش و عشرت میں تھا مبتلا
تصور کسی کو عدو کا نہ تھا

جہازان جنگی نہ ترتیب وار
نہ تھے اُن کے کپتان ہی ہوشیار

مگر تین شپ تھے جو سب سے بڑے
بہ بیڑہ خبردار و ہوشیار تھے

یہ سب حال معلوم جب کر چکا
اشیدم کروزر بھی واپس ہوا

کیا سارا قصہ ز ٹونگو بیاں
کیا من و عن حال سارا عیاں

سُنا جبکہ ٹونگو نے دشمن کا ڈھنگ
لہو جوش کھانے لگا بہر جنگ

لہ چونکہ روسی جہاز ڈالنی سے نکلکر ارتھر میں آ جمع ہوگئے تھے اسواسطے دھوکہ دینے کو جاپانی کروزر [illegible]

اُسے جنگ منظور ہے بالیقیں — نہاں اُسکے سینہ میں ہے بغض و کیں
ارادہ ہے اپنے نہ باز آئے زار — نہ ڈر رنگ و بد کا اُسے زینہار
گذرتی ہے تاریخ چھ فروری — کیئے ترک پیماں جو رشیہ سبھی
سفیر اپنا رشیہ سے فوراً بلا — روانہ ز جاپاں کیا روس کا
سُنا جبکہ رشیہ نے یہ رنگ ڈھنگ — کیا شاہ جاپاں نے اعلان جنگ
ہوئے گوش دونوں اسیدم کھڑے — نہ ہوش و حواس اُسکے قایم رہے
یہ تھا خیال رشیہ کہ جاپان میں — ق — نہیں تاب ایسی کہ میدان میں
مقابل میرے آکے ہو رزم خواہ — نپے جنگ رشیہ کرے حوصلہ
مگر خواب نکلا یہ سارا خیال — ہوا شاہ رشیہ کو جس کا ملال
اُسیدم لکھا شاہ میکاڈو کو یوں — امن میں خلل ڈال رکھا ہے کیوں
دیا ہے تجھکو جواب تحریر — ہوئی اسمیں بے شک لیکن سفیر
کہ اُس نے یہ میعاد ٹھہرو کہ تو — نہ پہنچا یا صد حیف اے نیک خو
میکاڈو نے تیقن یہ مانا نہیں — کیا حکم جاری یہ ٹونگو وہیں
کرو کوچ فوراً سوئے کارزار — کسی امر کا اب نہیں انتظار
ہوا آج مجھکو یہ کامل ثبوت — کہ باتوں سے مانے نہ لاتوں کا بھوت
بہت گرم اُلفت میرا دل ہوا — ولے زار مجھ سے نہ مایل ہوا
میکاڈو کا جسدم یہ ٹیلی گرام — ہوا جاری ٹونگو ہوا شاد کام
صُبح آٹھ تاریخ تھی فروری — دلاور چلا بہر جنگ جس گھڑی
اُدھر شعلۂ سورج چمکنے لگی — اِدھر تیغ ٹونگو دمکنے لگی
وہ تیزی سے ٹونگو روانہ ہوا — مہر مانو مشرق سے مغرب چلا
چھ سو میل اُرتھر نہ تا گا سکی — بہت ٹھیک تھا فصل بہا شبی

مجال ہے میکاڈو کی طاقت ہے کیا
سہے وار تلوار کا سیکس کا

مقرر میکاڈو ہو ذلت سے خوار
کہ ہے اُسکے سر پہ جہالت سوار

بقول الکھ سیف جاپان کو
اُٹھایا ہے برٹش نے ہیجان کو

سہارا ز امریکہ ہے کچھ ملا
اسی سے بجوب ایستادہ ہوا

وگرنہ میکاڈو کا کیا حوصلہ
بجنگ زار کے ہو مقابل کھڑا

مشیروں سے جب یہ سُنا زار نے
سنبھالا دل زار بیزار نے

تسلی ہوئی دل ہوا شادماں
گئی آئی قالب میں رُوحِ رواں

کھلا غنچۂ دل گئی بے کلی
قرار آیا دل کو تشفی ہوئی

مشیروں کی تقریر آئی پسند
برائے مشیراں ہوا کاربند

خط شاہ میکاڈو کو فائل کیا
نہیں پیٹنگ میں بھی نہ بھجوایا

سفیر میکاڈو نے جب کچھ جواب
نہ پایا شہ زار سے تب شتاب

میکاڈو کو فوراً ہی آگاہ کیا
ہوا حیف باعث یہی جنگ کا

کوئی کیا کرے کسکا ہے اختیار
نہیں ٹلتی شُدنی کبھی زینہار

آغاز ہونا بحری لڑائی کا اور جنگ کرنا امیر البحر ٹوگو کا امیر البحر الکھ سیف سے اور شکست فاش کھانا الکھ سیف کا ٹوگو سے

پلا ساقیا وہ مے سُرخ رنگ
کہ اب سُرخ ہوتا ہے میدان جنگ

توقف نہ کر جام لے آشتاب
گزارش سے جب کچھ نہ آیا جواب

یقیں تب میکاڈو کو یہ ہو گیا
مصالح کا منشا نہیں زار کا

گوارا نہیں ہم کو یہ دھمکیاں
کروں شرط منظور نامہ اگر
وگر جنگ اسوقت کرتا ہوں میں
ابھی بحری طاقت نہیں اسقدر
مہیا ابھی پورا ساماں نہیں
اگر بحر اسود کے جنگی جہاز
اگر پہنچ جاتی بمیدان جنگ
ارادہ تھا میرا کہ کچھ دن اگر
فلیٹ بلیک سی بھی میدان میں
خدا جانے کیوں کر ارادہ میرا
ہوئے افشا لاریب راز نہاں
تاسف نے مجھکو کیا شرمسار
یہ سنکر مشیروں نے فرمان شاہ
جواب اس کا فی الحال اے تاجدار
کہ بہتر ہے یہ اے ستہ ناموَر
رہے بار جنگ تا میکاڈو کے سر
بفضل خدا اگر نصیب ہو فتح
میکاڈو کا عذر ہو نہ اس دم کوئی
خدایا وہ دن جلد لائے مسیح
نہ کچھ بحری طاقت کا کیجے خیال
سمندر میں گر ہونگے مجبور ہم

سراسر یہ اس کی گیدڑ بھبکیاں
حقارت سے دیکھے مجھے ہر بشر
کمی بحری قوت سے ڈرتا ہوں نہیں
کہ قائم رہے جس سے پیشی ارظفر
ابھی فوج کافی بمیداں نہیں
مکمل ہر نوع بہ سامان وسلہ
نہ تھا خوف مجھکو یہ اعلان جنگ
نہو جنگ بہتر ہے تا بے خطر
بے جنگ ہو بحر جاپان میں
میکاڈو پہ کس طور ظاہر ہوا
ہوا شاہ میکاڈو جو یوں بدگماں
عدو پر نہ مخفی رہا راز نہاں
کیا کچھ نہ تشویش کیجے شہا
مناسب نہیں دینا اے نامدار
میکاڈو سے ہو پیشقدمی اگر
نہ ٹھہرائے ہم کو کوئی ذمہ دار
دبائیں میکاڈو کو وقت صلح
کرے شاہ رشیہ جو چاہے وہی
تمنا ہو پوری مراد ہو صحیح
کہ خشکی میں جاپان کا ہو شکست حال
میکاڈو کا تشنگی تا لب پر ہو دم

کہ اب وقت مہلت نہیں زینہار — نہ شاید ز ہفتہ دکھا انتظار

بس اب ختم کرتا ہوں تقریر کو — مناسب طوالت نہ تحریر کو

بالآخر خلاف اس کے اعلان جنگ — سمجھنا میری طرف سے بیدرنگ

جو لکھنا تھا مجھکو لکھا شہریار — تمھارا ہے باقی تمہیں اختیار

نامہ پہونچنا نزد شاہ روس اور مشورہ کرنا شاہ کا بامشیران خود بنا بر تحریر جواب

بتاریخ پہلی بہ ماہ فروری — تھی انیس سو چار سنہ عیسوی

پیام میکاڈو بہ ٹیلی گرام — سفیر میکاڈو نے بعد از سلام

دیا شاہ رشیہ کو فوراً اسے — ہوا زار بیزار پڑھکر جسے

تفکر سے چہرے کا رنگ اڑ گیا — سفیدی پہ زردی کا غلبہ ہوا

طپاں مثل سیماب تھا بیقرار — مچلنے لگا دل بہ پہلوئے زار

کبھی چشم اوپر کبھی برزمیں — کبھی خس پہ انگشت بل برجبیں

ہوا جب کہ دربار شاہی تمام — بہ دیوان خاص آیا شہ ذوالکرام

بلائے اشمیدم کروپاٹکین — طلب کیئے میکاف جرنل وہیں

بفور حکم شاہ دونوں حاضر ہوئے — مشیران دیگر بھی ہمراہ لیے

بجا لائے آداب و رسم نیاز — بہ اعزاز شاہ نے بٹھایا بہ ناز

بہ نظر لطف بدو گفت شاہ — یہ خط آج آیا ہے جاپان کا

لکھا ہے کہ دو خالی منچوریا — نہ ساکت رہیں پیامبر شاہ کو دیا

بظاہر یہ تحریر سختی نہیں — ولے اصل مطلب یہ نرمی نہیں

یہ دھمکی کرتا ہے شرطیں قبول — وہ یا تو نہیں چاہتا ہے طلب [illegible]

ولے تو نے اب تک نہ چھوڑا اسے — رہا یاد اپنا نہ پیماں تجھے
بامروز فردا ٹلاتا رہا — شہ چیں کو چوگاں کھلاتا رہا
پہ سب یہ دھوکا نہیں چھوڑا — سزاوار شاہاں نہیں زینہار
مناسب یہی ہے کہ منچوریا — کرو خالی موافق شرائط شہا
نہ کہہ مجکو تا کوئی پیماں شکن — رقیبوں کی مانند ہو زباں در دہن
کوئیٹچن ہے سکنڈ ہے تم سے میرا — رکھو کوریا سے نہ سازش روا
کچھ حق کوریا پر تمہارا نہیں — یہ بو الہوسی ہم کو گوارا نہیں
ادھر شاہ چیں سے لیے منچوریا — کیا رخ بجانب شہ کوریا
حذر کر طمع سے تو اے ہوشمند — نہ زنہار ہو تجا کسی کو گزند
طریقہ یہ بہتر نہیں زار ہے — کہ عاجز کا رازق مددگار ہے
سدا رہ کسی کا نہ حسن و جمال — یہ دو دن کی دنیا ہے خواب و خیال
نکھار یچ گیسوئے خمدار پر — نو سبزہ خط ہے رخسار پر
نہ کر ملک گیری پہ تکرار یا — سدا رہ موافق زمانہ شہا
نہ قایم رہے تیرا دایم شباب — رہے نام باقی بہ نیکو خطاب
کہاں ہے سکندر و دارا کہاں — ولے تخت و دولت رہا ہے یہاں
مجھے خواہش ملک گیری نہیں — نہ ہے مجکو تم سے کوئی بغض و کیں
نہ خواہش ہے تمسے کہ ہوں مخولہ — نہ خونریزی منظور مجکو شہا
مفادِ صلح سے میں غافل نہیں — امن میں خلل لائے عاقل نہیں
پس و پیش اسکا سمجھ لیجیے — جو کچھ آئے دل میں وہی کیجیے
نہیں اس کا انجام بہتر شہا — بجز اس کے ہو خون خلق خدا
جواب اسکا سنتے ہی براہ کرم — برائے خدا ہو شتابی رقم

لیا آج اُس نے جو منچوریا
مطیع ہو گا کل تک شکوریا

بالآخر یہ ہو گا کہ جاپان بھی
نشانہ بنے سطر بہ نداء کی

مئے بغض سے زار مخمور ہے
ترقی ہماری سے رنجور ہے

بجز قوم اپنی فرنگی نژاد
سمجھتا ہے غیروں کو وحشی نژاد

سویلایزڈ اپنے کو سمجھے ہے وہ
حقارت سے اوروں کو دیکھے ہے وہ

تعصب سے رگ رگ بھری ہے بخار
سدا غیر قوموں کو کرتا ہے خوار

شہ روم و ایراں کو مجبور کر
مسلماں کئے اُس نے زیر و زبر

نہ اسلام سمجھا فراز و نشیب
سدا آئے دھوکے سے کھایا فریب

ہماری یہ اب آخری رائے ہے
کہ ہو پہلے تفتیش تحریر سے

نامہ لکھنا شاہ جاپان کا شاہ روس کو باستفسار حال اجتماع فوج

جو دیکھا میکاڈو نے پانچوں مشیر
ہوئے متفق ہیں بجوشش کثیر

منگایا دوات اور خامہ وہیں
لکھا زار رشیہ کو نامہ وہیں

کہ اے شاہ رشیہ شہ نام ور
تو یکتا ہے یورپ میں یک تاجور

ترا ثانی مغرب میں اے نامدار
بجز شاہ برٹن نہیں تاجدار

ترا راج مشرق سے مغرب تلک
ترے تاج نے ہیچ کیا ہے فلک

نہ شاکر ہوا اب بھی تو اے شہا
نہ خواہش کا تیری ہوا خاتمہ

ہوس تیری ابتک بدستور ہے
خدا جانے کیا تجھکو منظور ہے

یہ چیندے ز فغفور منچوریا
لیا انتظا نا تھا تو نے شہا

کیا عہد تو نے ز فغفور چیں
کہ چھوڑوں گا جلدی اسے بالیقیں

تمہیں اُس کو معلوم کہ یہ بھا
کیا تم نے معلوم کچھ رازِ زار
اِدھر فوج آیا لو ندی کے سہارے
اُدھر فوج تیری میر رعیہ شرین
ارادہ ہے اُس کا کہ سچھوڑیا
صلاح دو کہ اب ہمکو کرنا ہے کیا
یہ سنکر مشیروں نے زمانِ شاہ
ذرا دیر گردن جھکائے رہے
باتفاقِ آخر بحمد و ثنا
کہ اے شاہ ذیشان عالی وقار
اگر بے زبان و ساکت و اماں
بجز آئے جائے مصیبت نہیں
مناسب ہے پہلے بخط و پیام
جواب اِس کا جلدی منگا لیجئے
کہ کیا اچھا سعدی نے اس حل پہ
درختے کہ اکنوں گرفت است پائے
وگر ہمچناں روزگارے ہلی
جمع فوج اگر ہے بعزمِ ستیز
یہ ممکن نہیں ملک چھوڑ دیا
پتہ ما کہ کمزور فتور ہے
خموشی اگر ہم کریں اختیار

بالآخر فنا ہے فنا ہے فنا
جمع فوج کرتا ہے کیوں بیشمار
مسلح مقیم ہے کنارے کنارے
چلی آ رہی ہے سوئے نیشین
کروں پست گت اوروں کو دیا
خوشی کریں یا کہ ہوں رزم خواہ
کیا غورِ بسیار گردن جھکا
بہ بحرِ خرد غوطہ کھائے رہے
مشیروں نے شہ کو یہ پاسخ دیا
فلاح ہے کہ عجلت نہ آئے بکار
گذر جائے بہتر ہے باد رواں
ستائے اگر آگے راحت نہیں
سبب کیجے معلوم اے ذوالکرام
نہ ہرگز توقف ذرا کیجیے
لکھا ہے گلستاں میں کیا خوبتر
بہ نیروئے شخصے بر آید ز جائے
نشاید کہ از بیخ بر گسلی
تو زنہار واجب نہیں اب گریز
دبا بیٹھے رشتہ یہ مکرو دریا
و لے جب ہمکو نہ منظور ہے
تو خوف ہے کرے سارے پیر بھی وار

کٹاری چھری تیغ تیر و تبر
جمع پورٹ آرتھر پہ کرتا ہے زار
سمجھ زار کمزور فغفور کو
مصمم ارادہ کیا زار نے
مگر شہ مکاڈو نے جب یہ سنا
جمع بے سبب ہونا افواج کا
نہیں اس کی خالی یہ علت سے چال
بظاہر صلح ہے یہ باطن دغا
بظاہر وفا ہے یہ سینہ جفا
یہ کرتا تھا شاہوں سے قول و قرار
یہ کہتا تھا میرا یہ منشا نہیں
جو ڈنکہ امن کا بجاتا تھا یہ
وہ سب اسکا تھا سحر جادوگری
بلائے اسٹیدم مشیران ملک
مدبر ٹراچی و یاما گاٹی
مع اٹیٹو کے یہ حاضر ہوئے
بہ نظر تلطف ز راہ کرم
بٹھا کر ہر ایک کو بعزت تمام
سنا ہے کہ رشیا سپٹے کا لذار
ہوا و ہوس نے پھنسایا اُسے
شراب تکبر میں مخمور ہے

لدے جا رہے ہیں سوئے آرتھر
شہ چیں کو دھمکی میں لاتا ہے زار
دباتا ہے بے وقت مجبور کو
کرلوں ملک منچو کو خاقان سے
کہ ہے رنگ رشیہ کا بدلا ہوا
نتیجہ نکالے گا لابد برا
ہے مستعد دل سے بجنگ و جدال
کیا چاہتا ہے یہ فتنہ بپا
فروشندہ جو ہے یہ گندم نما
نہیں مجھکو منظور جنگ ...
کہ لوں ملک منچوز فغفور سے ہیں
پیام صلح جو سناتا تھا یہ
ہے ہر چال اسکی سحر سامری
افسر سبھی و وزیران ملک
بہادر کروکی و تونگو جبری
ادب سے مکاڈو کے آگے کھڑے
ہوا شاہ سب سے ملاقی بہم
مشیروں سے شاہ یوں ہوا ہمکلام
کمر بستہ ہے با دل بے قرار
حریص اور حاسد بنایا اُسے
جہاں ... ... پہ مغرور ہے

شری گنیش آئے نمہ

جنگنامۂ روس و جاپان

آغاز داستان

کدھر ہے تو اے خامۂ دو زباں
کدھر ہے تو اے کلک گوہر فشاں

شتابی بیا اے دبیر سخن
صفحۂ بحر شرقی پہ ہو موج زن

وہ مضموں ہو سادہ خلائق پسند
پسندیدۂ خاطر ہوشمند

زمین چمن گل کھلانے کو ہے
فلک پر شفق رنگ لانیکو ہے

کھلا چاہتا ہے گل رنج و غم
ثمر دے رہے جو نئے گو شاخ الم

رواں باد طوفاں سوئے چین ہے
خدا جانے غرقاب کیا کیا کرے

گھٹا زیر گردوں ہے آئی ہوئی
رخ مہ پہ زلف چھائی ہوئی

دکھانے لگی خوف برق طپاں
لگی کرنے پانی میں شعلہ رواں

یہ کیوں پورٹ آرتھر پہ سامان جنگ
جو روس کرتا ہے بعد درنگ

جہازان جنگی بعزم ستیز
چلے آ رہے ہیں براہ سوئیز

ہزاروں سپاہی مسلح بجنگ
ہزاروں ہی گھوڑے سفینۂ سرنگ

وہ توپیں جو پتھر کو ریزہ کریں
وہ رفلیں جو سینہ نشانہ کریں

وہ خنجر جو سر پر سے گزرے اگر
کٹ جائے فی الفور ہو سینے خبر

فرہنگ الفاظ انگریزی

الفاظ	معنی
ڈالسی	نام جہاز
شپ	جہاز
کروزر	تحقیقاتی جہاز
اے۔ ایم ٹائم / تھری اوکلاک	تین بجے صبح
پلاڈا	نام روسی جہاز
زاروچ	ایضاً
سرکس	کھیل بازیگری
تارپیڈو	جہاز تباہ کرنے کی سمندری کل
رفل	بندوق
جیلعو	نام ملک
ریڈی	تیار
ٹیلی گرام	تار
ہیڈ کوارٹر	صدر مقام
لیڈی	میم صاحب
آرڈر	حکم
کیمیوا	جاپانی جنرل
رشین فلیٹ	روسی بیڑہ
سیٹ	جگہ۔ مقام
پیٹروسواسکی	نام روسی جہاز
مائنس	سرنگیں
وٹگینٹ	روسی جنرل
اسٹاسل	ایضاً
ٹرین	ریل گاڑی
ٹین شین	نام قلعہ
یالو	نام دریا
منچوریا	نام ملک
رشیا	شاہ روس
سویلائزڈ	تہذیب یافتہ
مکاڈو	شاہنشاہ جاپان
ٹچ	چھونا
کوئسچن	سوال
سیکنڈ	دوسرا
کروپاٹکن	روسی جنرل
کراف	ایضاً

اس حصہ سے ذاتی فائدہ مقصود نہیں ہے

جنگ روس و جاپان منظوم

حصہ اول

از نتیجہ افکار جناب بابو جمنا داس صاحب بھارگو

رئیس قصبہ ڈبائی ضلع بلند شہر

ضلعدار شعبہ آبپاشی

نیٹو امپیریل پریس دہلی میں چھپکر شائع ہوئے

قیمت فی جلد ۱ر

نوٹس ضروری

سب صاحبان کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ہم نے فوٹو شری مہاراج سین جی کے
بڑے رنگ تیار کرائی ہیں جو ہر ایک صاحب کو آئینہ میں مڑوا کر اپنے مکان یا کوٹھی میں
لگانی ضروری ہیں علاوہ اسکے مندرجہ ذیل فوٹو صاف ایک ۵ ایک فوٹو چھپا ہے اور
کاڑھ ساوری دو رنگی چکنے کاغذ پر اور بڑے سائز کے ہمارے فوٹو کے اور دیل
بوٹے کے موجود ہیں جو بہت خوبصورت ہیں۔ شرح قیمت۔
شری مہاراج سین جی کا اصلی فوٹو ۸ر کاڑھ ساوری بوٹے
اور چکنے دو رنگی کاغذ پر ہمارے فوٹو کے فی صدی ۸ر فی ہزار سے پھر۔
بھی کا منڈ ایک رنگی اور بیل بوٹے کے فی صدی ۵ر فی ہزار پھر۔
برہم بلاس یعنی گزشتہ بیاسٹ میں پنڈت بھگوتی داس کا بنایا ہوا چند
سنچے پر وغیرہ میں گیان ویراگ کے ورشٹانے کو آئینہ ہے قیمت
دولت بلاس پنڈت دولت رام کی کل کویتا کا سنگرہ ۸ر آنہ
(نوٹ) ہر ایک چیز پر آدھ آنہ کا ٹکٹ روانہ کرنے پر روانہ کیا جاویگا
ملنے کا پتہ یہ ہے

المشتہر
جیوتی پرشاد ا ے جے محلہ چاہ پارس دیوبند ضلع سہارنپور

کبھو جیو میں ایشور کی غلطی یا بھول لاؤ گر
یا مو کہو ہیں کیا ایشور نے ہرے جیو پیدا کر کر

نہیں ایشور پر کسیکو دوش لگاؤ اوسکے سر

کبھو جہنت اور سبکی ضد یکچھ پاتکو نیچ گنوان
کرتا ہیں پرمیشور کے ہوتا ہی سب پر نشٹ جہان

ایشور کے سر دوش لگیں یہ پاپی کپٹی اور ناجان
تم ایشور کو دوش لگاؤ پہر بنتے ہو بھگت مہان

ادہم یہاں جو کرم کروگی اُنکا پہل بہوگوگے آپ
کہو شاستر سٹ کروگی پہر سٹ پاپ کا سو بہوگو پاپ

بہلی کی کارن پرمیشور نہیں معاف کرتا ہے پاپ
دوش لگاؤ مت ایشور کو ورنہ بہوگوگی سنتاپ

یکچھ بات کو تجکر گیانی میری بات لو ہردے دھر

نہیں ایشور کرتا ہرتا جگ جیو کا آدہ انت
تج کرم پوگ ہی شبکہ دکہہ پاتے جیو جگت ہر نت

نہیں ایشور ونشٹ ہے نہیں ایشور کرت ہرنت
راگ دویش سے رہت سوکچہہ ہیں اجر امر سچ بھگونت

پاپ کرے سے ہی جیو دکہہ پاتن کرے شبکہہ ہی اپار
پاپ بیون کو ناس کری پربیتر آگ بن جی سکہہ کار

بیتر آگ بن جی ہی مکتی آواگمن کرم کو ٹار
وہی جیو ایشور پرمیشور چتی سروپ ہے داتار

سمجہن کارن گتی جنموں کے یہ کافی ہیں چند سطر

پہر کیتی ہو پرمیشور کو جوتی سروپ اسکے کار
نرنکار میں نشٹ ہو گیا جیسا کہ ہے روپ آکار

سب شکتی ہیں ہی ایسی میں جیسے جیو سو دیں
سرگیان نہیں ہا ایسی میں نہیں دیالو کرو نہیں

نہیں ہا گیت گیت کا بیاپی سم ورشٹی ہی رہا نہ اسپ
ادھیک بھی نہیں نہیں دو الش میں نرنکار نہیں ہیں جگدیش

جو جو گن ہم برنن کرتے کرتا ہیں میں نہ ہے نہ ایک
نہیں جیو کا کرتا ایشور گیانی لوگن کو وبیک

ایشور ہوتا ہے مہا دوشی اوسکو کرتا کہو اگر

ایک باجگا اور گنی جن ذرا خیال سی کرے خیال
ایشور نے رچ کر کے سرشٹی کیہوں سرا نیو ہر دو بال

اپنی سکہہ میں اسنے خواہ مخواہ لیا فکر کو اہد ڈال
ہوا فائدہ کیا ایشور کو بہلایا یہ مایا جال

اگر کہو گے ایشور نے رچ جگ کو سندر دکہایا ہے
میں ہنکو سبہی بلی گن میں پہری یہ سب مایا ہے

تب تو کرتا ونسے دکہایا خود ہی جسنے بنایا ہی
بڑا گہمنڈی ہان کے ماری جگ کا جال بچھایا ہی

کس کارن سے دو دنیا کو رچ کیا ایش نے ہر گٹ ہنر دا

کر یا بن سمکہا عقل نہیں ہر تا بن کا سنو ذکر
اپنے ہاتہہ بنا کر استو نہیں ہے ہر کوئی نیا نی نر

اگر چہ پر کسی استو کو بنا بادی کہنڈت کر
اور کہی سب کہہ دنیا یہ تو آتی صاف نظر

تب بر صاف بنا تنکو جیسے اپنے ہاتہہ لسبر
سمجہ اوسکو غلط عبارت یا کچہہ اوسمیں رہی کسر

ہوا نشٹ سو گیہ بنا ایسے کہ جگ مین پھر کری عہد
جب تیاگا بہی جگ کو پہچانا تب کیون کیتی ٹہگ اور چور

اگر ہوگی گیان بانکا بہی کیا چوری کے طور
پہر کیون آپ ہر یا ہوا پہرین جگاؤ گر گر شور

تب تو وتھا باز ہے الیشور جیب کرتا ہے کپٹ مکر

اور یہ بہی کہتے ہو الیشور سبکے گہٹ مین رہا ہی بیاپ
جب الیشور گہٹ گہٹ کا باشی پہر تو آپ کری ہی پاپ

آپ الیشور پاپ کری ہی جگ جیو ونکو دی سنتاپ
یہ انیائی ہی پرگٹ نیت ہے اسکو تو مانوگے آپ

اور جو ہے جب گہٹ گہٹ مین الیشور کا پرکاش تو اس
پہر سو اودین جیو کیسے ہو سکی سر الیش جب پاس

سچ اور جہوٹ کپٹ چہل جگ مین پاپ کئے جتنے ہون یار
سبہی کرتا ہے پرمیشور جیو کرے ہو کر لاچار

کرے الیشور سب ہے جیو کہے یہ الیشور مین بڑی کسر ۳

گہٹ گہٹ بیاپی جب پرمیشور تب مگر گہٹ باس ضرور
مگر الیشور کے کرتا ہن کامین کنٹہن کرتا بہرپور

تب تو اپنا خود کنٹہن وہ کرے میرا نہین ذرا قصور
اگر میرا ارادہ کہو تب بہی نہین الیشور کا نور

پہر کہتی ہو نرکار وہ جسکا نہین کوئی آکار
مگر نرا آکار جو کیا الیشور لین کرو بچار

انگ بین نر کیا کر سکتا ہاتہ بین پیرین جب لاچار
یہ اچہی چلی بات نرا آکار جو الیشور سنسار

ایسی جہوٹ بات کو مانی نہین کوئی بہی گیانی نر ۴

دیباچہ

خاکسار کو اس بات کا نہایت خیال ہی کہ ہماری بہت سے بھائی اس مضمونکو پڑہکر مجہی دوش لگاوینگے اگر وہ بھائی نیاے مدہشتی سے سمجہکر اور یکپچہ بات کو دور کرکے اسپر خیال کرینگے تو ضرور اصلی مطلب کو پاکر بہت خوش ہون گے یقین ہے کہ ہمارے بھائی میری عرض کو منظور کرین گے اور اس مضمونکو نگاہ عزت سے دیکہین گے۔

خاکسار

جوتی پرشاد۔ اے۔ جے۔ محلہ چاہ پارس دیوبند
ضلع سہارنپور

مورخہ ۵ ماہ دسمبر ۱۹۰۴ء

اوم

لاولی

کرتا کہنڈن کا فوٹو

یعنی

وہ مضمون کہ جس مین یہ دکہلایا ہے کہ ایشور
شرشٹی کا کرتا ہرتا نہین ہے

جسکو

خاکسار جوتی پرشاد اے جے خلف لالہ سنتہو مل
جینی دیوبند نواسی نے بنا کر

مطبع اختر ہند پریس محمد ذکریا سہارنپور

بار اول ایکہزار جلد　　قیمت فیجلد ۲- پائی

اگر مریضہ بہت کمزور ہو جائے تو مقویات ملا کر استعمال کرائیں۔ بے خوابی
کے لیے کلورل ہائیڈریٹ اور برومائڈ پوٹاسیم یہ دو نسخے بہت بہتر ہیں منہ
یا مقعد کے راستہ کھلا دینا۔

بعض حالتوں میں گرم یا ٹھنڈے پانی میں چادر بھگو کر اس
میں مریضہ کو لپیٹنے سے نیند آجاتی ہے۔ اور جوش رفع ہو جاتا ہے قبض
کے دفعیہ کے واسطے ملینات استعمال کرائیں۔ ہلکی ورزش کھلی
ہوا۔ اور جوش سے پرہیز وقفہ میں بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔

بعض حالتیں خصوصاً مے لنکولیا سب سے عمدہ پاگل خانہ
میں علاج پذیر ہوتی ہیں۔

تمت بالخیر

ہوتی ہے۔ اور جن حالتوں سے کمزوری بہت ہو جاتی ہے۔ ان سے اس مرض کی رغبت بہت بڑھ جاتی ہے۔ **جریان خون** - البیومی نو - یا زیادہ عرصے تک دودھ پلاتے رہنا۔

علامات اگر وضع حمل سے دو ہفتہ کے اندر اندر اس کی علامات شروع ہو جائیں تو یہ اکیوٹ مے نیا کی سی ہوتی ہیں۔ اس عرصہ کے بعد اور ایام رضاعت میں علامات مے لنکولیا کی سی مشابہہ ہیں آتی ہیں۔

مے نیا کی قسم میں بہت سی بے چینی ہوتی ہے۔ واہیات بکواس کرتی رہتی ہے۔ مذہبی خیالات بہت بڑھ جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات سخت حملے ہوتے ہیں۔ اور ان حملوں میں وہ آپ کو یا اپنے بچہ کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ مریضہ اکثر غذا نہیں کھاتی۔ قبض موجود رہتی ہے۔ اور بعض اوقات پاخانہ پیشاب بے اختیار طور پر خارج ہو جاتے ہیں۔ لوکیا رطوبت اور دودھ بند ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کی میعاد عموماً تھوڑی ہوتی ہے

مے لنکولیا کی قسم میں بےخوابی۔ غمگینی۔ مذہبی ڈی لیوژن موجود ہوتے ہیں۔ اور عموماً خودکشی کیطرف رغبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس قسم سے اکثر کرانک ڈیمنشیا ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات وضع حمل کے وقت مے نیا کا حملہ ہو جاتا ہے اور اس وقت مریضہ اپنے آپ کو یا بچہ کو نقصان پہنچاتی ہے۔ یہ حملہ بچہ پیدا ہونے کے بعد رفع ہو جاتا ہے۔

علاج - مریضہ کو اندھیرے اور خاموش کمرہ میں رکھیں۔ ہمدردی ظاہر کرنے والوں رشتہ داروں کو پاس نہیں آنے دینا چاہیئے۔ صرف ایک تجربہ کار دایہ اس کے پاس رہے۔ مریضہ کو مقوی غذا کھانے کی ترغیب دیں۔ اور اگر ترغیب سے کچھ کام نہ بنے۔ تو ربڑ کی نالی سے ناک سے غذا کی نالی کے راستہ سیال غذا مثلاً دودھ معدہ تک پہنچایا۔

اگر کسی طرح کی خراش بذریعہ اوزار یا پلگ سے لگ جاویگی تو اس سے دوبارہ حملہ شروع ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر حملہ وضع حمل کے وقت شروع ہو جائے تو جلدی جلدی بچہ کو خارج کرنا چاہیئے۔ بلکہ بوقت ضرورت فارسپس بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

پیورپرل ان سے نی

اس اصطلاح میں دو قسم کی دیوانگی شامل ہے (۱) جو وضع حمل سے پہلے ہو (۲) جو وضع حمل سے بعد ہو (س) ایام حمل میں دیوانگی بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔

اسباب - یہ عموماً ان عورتوں میں دیکھی جاتی ہے جن کے والدین کو دیوانگی یا کوئی اور عصبی مرض رہ چکی ہو۔ خوف اور وضع حمل کے ڈر سے بھی یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ دیوانگی کی یہ قسم عموماً ان مستورات میں ملاحظہ میں آتی ہے جن کو بڑی عمر میں حمل ہوا ہو۔

علامات - عموماً میلنکولیا کی قسم کی سی ہوتی ہے۔ مریضہ غمگین اور اداس رہتی ہے۔ خودکشی کرنے کیطرف رغبت بہت بڑھ جاتی ہے۔ علامات عموماً تیسرے مہینہ میں شروع ہوتی ہیں اور حمل کے تمام ایام میں جاری رہتی ہیں۔ عموماً وضع حمل کے بعد صحت ہو جاتی ہے۔

دیوانگی بعد از وضع حمل

یہ قسم بہت عام دیکھی جاتی ہے۔

اسباب - اس کے بھی وہی ہیں جن سے ایام حمل میں دیوانگی

شروع ہو جائیں تو بچہ یک لخت پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جسم کے عضلات بھی زور سے سکڑنے لگ پڑتے ہیں۔

انجام۔ عموماً مریضہ بچہ پیدا ہونے کے بعد صحتیاب ہو جاتی ہے بعض اوقات کمزوری اور سانس بند ہو جانے سے مر بھی جاتی ہے اس واسطے ماں کیواسطے اس کا انجام خوفناک ہے۔ بچہ کیواسطے بھی انجام خراب ہے۔ کیونکہ آنول کے دوران خون بند ہو جانے سے یہ بھی مر سکتا ہے۔

علاج۔ حفظ ماتقدم۔ اگر حاملہ عورت کو گردہ کی مرض ہو جائے تو اس کا علاج وہی ہے۔ جو کہ غیر حاملہ میں کیا جاتا ہے۔ یعنی فوراً دست کے مرکبات اور درد کی دوا استعمال کرائیں۔ اور علامات کا علاج کرتے جائیں۔

علاج وقتی۔ جلاب دینا۔ کیلومل ۵ گرین۔ یا اگر مریضہ بیہوش ہے۔ تو کروٹن آئیل کا ایک قطرہ زبان پر رکھ دیں۔ اس طرح خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ اور اس سے یوریا کی کچھ مقدار نکل جاتی ہے فصد سے شریان کا کھولنا بھی لازمی ہے۔ سوائے اس حالت کے جبکہ مریضہ تندرست اور اس کی نبض کمزور ہو گئی ہو۔ حملہ کی شدت کو روکنے کے لیئے کلورل ہائیڈریٹ اور پوٹاسیم برومائیڈ بیس بیس گرین چھ چھ گھنٹہ کے بعد منہ یا مقعد کے راستہ سے کھلا دیں۔ اور مارفیا کی پچکاری جلد کے نیچے کریں۔ حملے کے وقت کلورا فارم سنگھا دیں کہتے ہیں کہ ½ گرین پائی لوکارپین جلد کے نیچے بذریعہ پچکاری داخل کرنے سے حملہ دوبارہ نہیں ہوتا۔

زبان کو کٹ جانے سے بچانے کے لیے منہ میں دانتوں کے درمیان کپڑے کا ٹکڑا رکھ دیں۔

اگر حملہ حمل کے ایام میں ہو تو خود دفع حمل کرانا چاہیئے۔ کیونکہ

علامات۔ ابتدائی علامات۔ حملہ سے پہلے ایک یا زیادہ علامات
مفصلہ ذیل میں سے پائی جاتی ہیں۔ سردرد۔ چکر۔ غنودگی۔ قے۔ بینائی کا
زائل ہوجانا وغیرہ وغیرہ۔ حملہ سے پہلے تمام جسم پر اڈیما (سوجن) اور
پیشاب میں البیومن موجود ہوجاتے ہیں۔ حملہ یک لخت شروع ہوجاتا
ہے۔ اور بہت کچھ مرگی کے حملہ کے مشابہ ہے (۱) لگاتار کنوشن (۲) وقفہ
دار کنوشن۔ کنوشن پہلے چہرہ کے عضلات میں شروع ہوجاتے ہیں۔
اور چہرہ کی شکل بہت کچھ بھدی سی ہوجاتی ہے۔ پھر یہ کنوشن آہستہ
آہستہ بڑھ کر تمام جسم کے عضلات کو مبتلا کر لیتے ہیں۔ جسم کمان کیطرح
مڑ جاتا ہے۔ اس کی محدب سطح یا تو پشت کی جانب ہوتی ہے۔ یا
ایک پہلو کیطرف۔ چہرہ پہلے پہل زرد ہوتا ہے۔ لیکن بعد ازاں عضلات
تنفس کے بے حرکت ہوجانے اور تنفس کے رک جانے کیوجہ سے نیلا
ہوجاتا ہے۔ اور اسی سبب سے گردن کی وریدیں بھی پھول جاتی ہیں
اور روشنی کا ان پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ لگاتار تشنج کے بعد وقفہ دار تشنج
شروع ہو پڑتے ہیں۔ اور ٹانگوں۔ بازوؤں۔ چہرہ اور تمام جسم
میں حرکت ہونے لگ پڑتی ہے۔ جبڑے اور زبان کے عضلات کے
مبتلا ہونے کی وجہ سے زبان اکثر کٹ جاتی ہے۔ تنفس جاری ہوجاتا
ہے۔ اگرچہ آغاز میں جھٹکے سے شروع ہوتا ہے۔ منہ سے خون آمیز
جھاگ گرتی ہے۔ جلد پسینے سے تر ہوجاتی ہے۔ اور پاخانہ اور پیشاب
بے اختیار خارج ہوجاتے ہیں۔ ایک حملہ نصف سے ایک منٹ
تک رہتا ہے۔ حملہ کے وقت مریضہ بالکل بیہوش ہوتی ہے اور کچھ وقت
بعد میں بیہوش ہی رہتی ہے۔ اگر حملے بار بار ہوتے رہیں تو مریضہ
وقفہ میں بالکل بے ہوش ہی رہتی ہے۔ اگر حملے حمل کے دنوں میں
شروع ہوجائیں تو حمل دفع ہوجاتا ہے۔ اگر حمل دفع ہونے کیوقت

کیلئے زیرین حصہ شکم پر پولٹس لگا دیں۔ افیون کا انسدادی استعمال کرائیں۔ یا مارفیا بذریعہ پچکاری جلد کے نیچے داخل کریں۔ اگر حرارت بڑھ جاوے تو کونین مفید پڑتی ہے۔ اگر قبض موجود ہو تو کسٹرائل دیں یا حقنہ کریں۔ جب تیز علامات ہٹ جائیں تو مریض کو بستر میں قائم رکھیں۔ اور مقامی طور پر پلستر لگا دیں۔ جب پیڑو میں پھوڑا بنجائے تو یا بذریعہ آلہ ایسی ریٹر پیپ کو خارج کریں۔ یا چاقو سے کھلا شگاف دیکر انٹی سپٹک طریق پر اس کا علاج کریں۔ جب پیپ بڑھ رہی ہو تو بہت سی مقدار میں مقوی غذا اور ضرورت کے موقعہ پر مقویات ولی کا استعمال کرائیں۔ عام مقویات اور مچھلی کا تیل بہت مفید پڑتے ہیں۔

پیورپرل اکلیمشیا

تعریف۔ یہ مرگی کی طرح کے کنوشن ہیں جو کہ بعد از وضع حمل بوقت وضع حمل یا پیشتر از وضع حمل وقوع میں آتے ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ حاملہ عورت میں مرگی یا ہسٹریا کے کنوشن بھی ہو سکتے ہیں لیکن یہ کنوشن ان سے بالکل علیحدہ ہیں۔

اسباب (۱) اس کا بڑا بھاری سبب گردہ کی مرض ہے۔ اس مرض میں خون کے اندر بہت سی مقدار یوریا کی موجود رہتی ہے گویا یہ حالت ایک طرح کا یوریمیا ہے۔

(۲) بعض خیال کرتے ہیں۔ کہ اسکا سبب خون میں کاربونیٹ آف ایمونیا کا دورہ کرنا ہے جو کہ سڑانڈ کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔

(۳)، بعض کہتے ہیں کہ چونکہ دماغ میں خون کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ اس لیئے یہ کنوشن شروع ہو جاتے ہیں۔

اسباب - یہ امراض عموماً وضع حمل کے بعد رحم کو چوٹ لگنے یا سوزش ہونے کی باعث نمودار ہوتی ہیں۔ یہ ہر دو امراض عموماً اکٹھی موجود ہوتی ہیں - بعض اوقات تمام خون کے زہریلے ہو جانے کی علامات موجود ہوتی ہیں اور [illegible] نہیں ہوتیں -

علامات - آغاز میں مریضہ کو بخار محسوس ہوتا ہے۔ [illegible] میں درد کی شکایت ہوتی ہے - پاخانہ پیشاب خارج کرتے وقت درد ہوتا ہے - قے اکثر ہو جاتی ہے - نبض کی رفتار بڑھ جاتی ہے - حرارت ۱۰۲ یا ۱۰۴ درجہ تک چلی جاتی ہے - اگر فرج کا راستہ ملاحظہ کیا جائے تو یہ گرم اور سوجی ہوئی محسوس ہوتی ہے - رحم کے پیچھے یا ایک طرف سخت اور دردناک سوجن موجود ہوتی ہے - مواد کی وجہ سے رحم کم و بیش جڑ جاتا ہے - اور اپنی جگہ سے ٹل جاتا ہے -

انجام - سوزش یا تو بالکل مٹ جاتی ہے - یا مواد میں پیپ پڑ جاتی ہے اگر سوزش مٹ جائے تو آہستہ آہستہ تمام علامات سوجن درد وغیرہ رفع ہو جاتی ہیں - لیکن رحم کچھ نہ کچھ گرد و نواح کے اعضا سے جڑ جاتا ہے - اور اپنی جگہ سے ٹل جاتا ہے - لیکن اگر مواد پیپ میں تبدیل ہو جائے تو بخار جاری رہتا ہے - مریضہ کو گاہے گاہے جاڑا محسوس ہوتا ہے - آخر کار پیڑو میں پھوڑا بن جاتا ہے - یہ پھوڑا یا تو شکم کی دیوار سے پھوٹ نکلتا ہے یا مثانہ - فرج یا مقعد میں پھٹ جاتا ہے - گاہے گاہے اس کا مواد پیری ٹونی ام میں خارج ہو کر سری ٹونائیٹس کا باعث ہو جاتا ہے - پیپ سلولائی ٹس کی مرض میں اکثر پڑ جاتی ہے - عموماً مریضہ تندرست ہو جاتی ہے - لیکن گاہے گاہے کمزوری یا پیری ٹونائیٹس سے موت واقع ہو جاتی ہے -

علاج - مریضہ کو بستر میں کامل آرام سے رکھنا چاہیئے - دفعیہ درد

اس مطلب کیواسطے اس کی طاقت کو قائم رکھنے کی کوشش کریں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد زود ہضم اور مقوی غذا مثلاً دودھ شوربہ وغیرہ کھلائیں جب مریضہ کی ٹائیفائڈ حالت ہو جائے تو مقویات دل کا استعمال ضروری ہے۔ حرارت کا بڑھ جانا مضر ہے۔ اس کے کم کرنے کیلئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اس مطلب کے۔ لئے سلفیٹ کونین ۱۰ گرین صبح و شام یا سوڈے سیلی سلاس ۵ گرین چھ چھ گھنٹہ بعد استعمال کرا سکتے ہیں۔ اگر حرارت بہت بڑھ جائے تو مقامی طور پر جسم پر سردی لگانی چاہیئے۔

ٹھنڈے پانی کا غسل دیں۔ یا تولیہ پانی میں تر کر کے جسم پر پھیر دیں۔ سر پر برف لگا دیں۔

عوارضات کا علاج۔ اگر پیری ٹونائیٹس ہو جائے تو درد کے رفع کرنے کیلئے پیٹ۔ پر ٹرپن ٹائین گرم پانی میں ڈال کر ٹکور کریں۔ نفخ شکم کے لیئے ٹرپن ٹائین کی ٹکور اور ٹرپن ٹائین ڈالکر حقنہ کرنا چاہیئے۔ اگر پیپ بننے والی جگہ پر رسائی نہ ہو سکے۔ تو یا تو اس کو الیسی ریٹ کر دینا چاہیئے۔ یا چاقو سے کھول دینا چاہیئے۔

پلوک سلولائی ٹس اور پلوک پیری ٹونائیٹس

جب پیڑو کے سلولر ٹشو میں سوزش ہو جائے تو اسے پلوک سلولائی ٹس کہتے ہیں۔ پیڑو کے پیری ٹونیم کی سوزش کو پلوک پیری ٹونائیٹس کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔

بعض اوقات یہ مرض دوسری شکل اختیار کر لیتی ہے جسم کے مختلف حصص میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ مثلاً عضلے۔ جوڑ۔ جوف اور کئی اندرونی اعضاء اس حالت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مریضہ کو ٹھنڈ محسوس ہوتی ہے۔ اور حرارت کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ یرقان اکثر اس حالت میں دیکھا گیا ہے۔

علاج حفظ ما تقدم۔ جب طبیب پیورپرل فیور کے کسی مریض کا علاج کر رہا ہو تو اسے حتی الوسع کسی دوسری زچہ کا علاج نہیں کرنا چاہیئے تاہم اگر یہ ممکن نہ ہو تو دوسری زچہ کے پاس جانے سے پہلے اپنے کپڑے بدل ڈالنے چاہئیں۔ اور اچھی طرح سے اینٹی سپٹک لوشن سے غسل لینا چاہیئے۔ دایہ کے واسطے لازمی ہے کہ تمام کپڑے اور بستر بڑی اچھی طرح سے صاف رکھے۔ مکان [illegible] اس کمرے کی جس میں زچہ رہتی ہے۔ صفائی وغیرہ کا کافی [illegible] ہونا چاہیئے۔ اگر ہسپتال میں کسی مریضہ کو یہ مرض ہو جائے۔ تو اسے فوراً دیگر مریضوں سے علیحدہ کر دینا چاہیئے۔

[illegible] بیماری ہو جائے تو پہلی کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ اور زہریلے مادے جسم میں سرایت کرنے نہ پائیں۔ اس مطلب کیواسطے زخم کو خون کے چکوں۔ آنول کے ٹکڑوں وغیرہ سے صاف کر دینا چاہیئے۔ اس فائدہ کے لیئے کانڈیز فلوئڈ یا کاربولک لوشن ([illegible] میں ایک) یا مرکری لوشن ([illegible] میں ایک) دن میں دو دفعہ استعمال کرنا چاہیئے۔ چونکہ پارہ کے استعمال سے بعض اوقات زہر کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لیئے کمزور یا گردہ کے مرض والے مریضوں میں اس کا استعمال منع ہے۔

دوسرا مدعا علاج کا یہ ہونا چاہیئے کہ مریضہ زہر کا مقابلہ کر سکے

ہے ۔ بعض کیسوں کے آغاز میں پہلے زچہ کو ٹھنڈ لگتی ہے۔ نبض تیز اور کمزور
ہو جاتی ہے۔ اس کی رفتار ۱۲۰ یا ۱۳۰ دفعہ فی منٹ تک پہنچ سکتی ہے۔
حرارت ۱۰۳ یا ۱۰۴ درجہ تک بڑھ جاتی ہے۔ تنفس تیز ہو جاتا ہے۔ اور
اس سے خاص قسم کی میٹھی بو آتی ہے۔ زبان [illegible] جمی ہوئی ہوتی ہے
[illegible] بہت غلیظ ہو جاتا ہے۔ اور ہونٹوں پر
سارڈیز نامی مادہ جم جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ رحم کے مقام پر ہاتھ
لگانے سے مریضہ کو خفیف سی تکلیف محسوس ہو۔ لیکن عموماً درد موجود
نہیں ہوتا۔ شکم پھول جاتا ہے۔ اور ٹھکورنے سے ڈھول کی سی آواز
پیدا ہوتی ہے۔ قے اور اسہال عموماً موجود ہوتے ہیں۔ دودھ عموماً
بند ہو جاتا ہے۔ اور لوکیا بدبودار ہو جاتی ہے (لوکیا ایک قسم کی
رطوبت ہے۔ جو کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد قریباً ایک ماہ تک اعضائے
تناسل سے خارج ہوتی رہتی ہے۔) بعض اوقات جسم پر مختلف قسموں
کے دانے نکل آیا کرتے ہیں۔ بعض اوقات اور امراض اس مرض کے
اثناء میں ہو جاتی ہیں۔ جیسے پیری ٹونائی ٹس (جس کی علامات یہ
ہیں شدید درد شکم۔ پیٹ کا پھول جانا اور سانس لیتے وقت بالکل
بے حرکت ہونا۔ قے وغیرہ وغیرہ) پلورسی۔ نمونیا۔ پیری کارڈائی ٹس
نفرائی ٹس وغیرہ۔ عموماً مریضہ کو جاڑا لگتا ہے۔ اور حرارت کم و بیش
ہوتی رہتی ہے۔ مریضہ یا تو ان کمپلی کیشنز میں سے کسی میں مبتلا ہو کر مر جاتی
ہے (کمپلی کیس وہ عارضہ ہے جو کہ کسی دوسری مرض کے اثناء میں ہو جایا
کرتا ہے) یا مریضہ کی ٹائفائیڈ علامات ہو جاتی ہے یعنی آہستہ آہستہ
منہ میں گنگناتی رہتی ہے۔ نبض تیز اور دھاگہ کی طرح باریک ہو جاتی ہے
زبان خشک بھورے رنگ کی ہو جاتی ہے۔ اور ہفتہ یا دس دن میں
بغیر کسی دوسرے عارضہ کے مر جاتی ہے۔

زہریلے ہو جانے (سیپٹی سی میا) کی علامات کے مشابہ ہیں اور اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اعضائے تناسل کے زہریلے مادے جذب ہو کر خون میں مل جاتے ہیں۔

اسباب ۔ قدرتی طور پر رحم کا جوف بالکل اینٹی سپٹک ہوتا ہے لیکن جب اس میں باہر سے زہریلے مادے بذریعہ انگلیوں کے یا اوزاروں اور خراب کپڑوں وغیرہ کے چلے جاتے ہیں۔ تو مریضہ اس مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

(۱) خراب مادے ہوا میں خصوصاً گندے کمروں کی ہوا میں موجود ہوتے ہیں۔ جب یہ رحم کے جوف میں چلے جاتے ہیں تو خون کے چھچھڑوں اور آنول کے بقیہ ٹکڑوں میں سڑاند شروع ہو جاتی ہے۔

(۲) پیورپرل فیور کا زہر ایک مریضہ سے دوسری تندرست زچہ کو لگ سکتا ہے۔

(۳) خراب مادہ پوسٹ مارٹم یا ڈسکشن کے کمروں سے جہاں کہ نعشیں چیری جاتی ہیں۔ ڈاکٹر کے ذریعہ سے لے جایا جا سکتا ہے۔

(۴) اگر دوسری وبائی مرض کا زہر زچہ تک پہنچ جائے تو بھی یہ بخار شروع ہو جاتا ہے۔

واضح ہو کہ یہ زہر ڈاکٹر یا دایہ کے ذریعہ یا خراب کپڑوں اور گندے اوزاروں کے ذریعہ مریضہ تک پہنچتا ہے۔

(۵) اگر وہ کمرہ جس میں زچہ رہتی ہے اچھی طرح صاف نہ ہو اور ہوا کی آمد و رفت کا انتظام کافی نہ ہو۔ تو اس مرض کے ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

علامات ۔ عموماً وضع حمل سے پانچ دن کے اندر شروع ہوتی ہیں اور اس کا شدید یا خفیف ہونا زہر کے شدید یا خفیف ہونے

مریضہ کو بالکل آرام سے بستر میں لٹائے رکھیں۔ ہر طرح کی حرکت بند کر دیں۔ یہاں تک کہ پاخانہ اور پیشاب کی حاجات رفع کرنے کیلئے بھی بستر سے اٹھنے نہ دیں۔ اور افیون کے مرکبات کا اندرونی طور پر استعمال کرائیں۔

اگر رحم کی گردن پھیل گئی ہو۔ اور جریان خون بہ کثرت ہو تو اسقاط ضرور ہو جاتا ہے۔ ایسی حالتوں میں اگرچہ رحم کی گردن پر جنین محسوس ہو سکے تو اس کو رحم سے بذریعہ انگلی نکال لیں۔ جب فم اچھی طرح پھیلی نہ ہو تو فرج کو کسی اینٹی سپٹک کپڑے سے پلگ کر دیں ڈھولس دیں۔ اٹھ گھنٹہ کے بعد پلگ کو نکال لیں۔ اس وقت جنین بالکل نزدیک آگیا ہوگا یا فم رحم اس قدر کافی پھیل گئی ہوگی۔ کہ انگلی باسانی داخل کی جاسکیگی اگر ضرورت ہو تو دوسری دفعہ بھی پلگ لگا سکتے ہیں۔

اگر پردوں یا آنتوں کے ٹکڑے اندر رہ گئے ہوں۔ تو فم رحم کو بذریعہ پلگ کے پھیلا دیں۔ اور کلورا فارم سے مریضہ کو بے ہوش کر کے اچھی طرح رحم کو صاف کریں۔

چونکہ اسقاط خطرناک مرض ہے۔ اس لیئے جنین خارج ہونے کے بعد مریضہ کو ہفتہ عشرہ تک بستر میں بالکل آرام سے لیٹے رہنا چاہیئے

امراض بعد از وضع حمل

پرپیول فیور

تعریف ۔ یہ ایک قسم کا وبائی بخار ہے۔ جس کی علامات خون کے

سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ حالت صرف اس وقت ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا اسباب میں سے کوئی سبب موجود ہو۔ تندرست عورت میں اس سے اسقاط نہیں ہوتا۔

مجرمانہ اسقاط (۲) بعض ادویات مثلاً سے باین۔ لارگٹ۔ بعض اوزاروں کا رحم میں داخل کرنا۔

علامات - کم و بیش جریان خون۔ درد اور جنین کا اخراج بھاری علامات ہیں۔ ابتدائی مہینوں میں تو جنین کے اخراج کا پتہ نہیں لگتا۔ خون کے چھلوں کے ساتھ ہی خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن آخر مہینوں میں پہلے پردے پھٹتے ہیں۔ جنین خارج ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بعد آنول اور پردے اخراج پاتے ہیں۔ جب تک آنول یا پردوں کا کوئی ٹکڑہ اندر باقی رہے۔ جریان خون اور سپٹی سی می آ (خون زہریلا ہو جانا) کا خطرہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات آنول کا کچھ ٹکڑہ باقی رہجاتا ہے۔ اور رحم کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ اس کو پلے سنٹل پالی پس Placental polypus کہتے ہیں۔

علاج حفظ ماتقدم جن مریضوں کو اسقاط کی عادت ہو ان کے لیئے علاج یہ ہے کہ سبب کو رفع کیا جائے۔ اگر اس کا سبب آتشک ہو تو پارہ اور آیوڈائیڈ آف پوٹاسیم استعمال کرائیں اگر عصبی خراش کی وجہ سے حیض کے موقعہ پہ اسقاط ہو جاتا ہے تو مناسب ہے۔ کہ اس موقعہ سے کچھ عرصہ پہلے قبل از وقت حمل کو وضع کرایا جائے۔

علاج جبکہ اسقاط کا اندیشہ ہو۔ جب جریان خون صرف تھوڑا سا ہو اور رحم کی گردن ابھی پھیلی نہ ہو تو اسقاط کو روک سکتے ہیں۔

یا بعد ہے جنین خارج ہو جاتا ہے۔ اسقاط عموماً حیض کے موقعہ پر ہوا کرتا ہے یعنی وہ دن جب کہ عورت کو حمل سے پہلے حیض آیا کرتا تھا۔ اسقاط عموماً ابتدائی مہینوں میں وقوع میں آتا ہے۔ کیونکہ جنین کے تعلقات ابھی تک مضبوط نہیں ہوتے۔

اسباب (۱) کسی سبب سے جنین کا مرجانا مثلاً پردوں کی سوزش آنول کی امراض۔ مثلاً آتشک۔ کوریان پردہ کی ولائی کی امراض۔ نال کا بل کھانا بہت سی امراض مثلاً آتشک۔ وبائی بخار وغیرہ وغیرہ

بعض امراض ماں کے (۲) مثلاً مختلف بخار۔ آتشک۔ اثر بنوشی یعنی سیسہ کا زہر۔ گردہ کی مرض۔ امراض دل وغیرہ ان سے بعض حالتوں سے اسقاط کئی دفعہ ہو جایا کرتا ہے۔ کئی حالتوں میں ظاہرا کوئی سبب اسقاط کا معلوم نہیں ہوتا۔ ایسی حالتوں میں کہا جاتا ہے۔ کہ مریضہ کو اسقاط کی عادت ہو گئی ہے۔

عصبی اسباب رحم کا سکڑ جانا (۳) مثلاً ڈر۔ صدمہ یا بچہ کو دودھ پلانے سے یا انتڑیوں میں کرموں کی موجودگی سے ریفلکس طور پر اسقاط ہو جاتا ہے۔

رحم کی بیماری کی حالتیں (۴) مثلاً فائبرائیڈ رسولیاں پری ٹونیم کے بذریعہ بندوں کے جڑے رہنا۔ رحم کا اپنی جگہ سے ٹل جانا۔ ایسی حالتوں سے رحم کے باقاعدہ بڑھنے میں مزاحمت ہوتی ہے۔

بعض میکینکل اسباب (۵) مثلاً رحم پر چوٹ یا گر پڑنا۔ کیونکہ اس طریقہ سے جنین رحم

ابتدائی مہینوں میں یہ بڑی نقلی طور پر پیدا ہو جاتی ہے۔

اسقاط

جب بچہ اپنے معمولی وقت سے پہلے رحم سے خارج ہو جائے اسکو اسقاط کہتے ہیں۔ یہ ایک بڑی ضروری مرض ہے۔ کیونکہ جس عورت کو ایک دفعہ اسقاط ہو جائے۔ اس کو اس کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں (۱) ابے بارشن (۲) مس کیرج (۳) پری مے چوار لیبر

(۱) ابے بارشن Abortion سے مراد یہ ہے کہ جنین آنول کے بننے سے پہلے خارج ہو جائے۔ یعنی تین ماہ کی عمر سے پہلے پہلے حمل اسقاط ہو جائے۔

(۲) مس کیرج Miscarriage سے مراد یہ ہے کہ جنین چوتھے اور ساتویں مہینہ کے درمیان خارج ہو جاوے یعنی جبکہ بعد از اخراج اس کے زندہ رہنے کی امید نہیں ہوتی۔

(۳) پری مے چوار لیبر Premature labor سے مراد قبل از وقت وضع حمل سے ہے۔ یعنی سات ماہ کے بعد اور نو ماہ کی عمر سے پہلے اس وقت بچہ کے زندہ رہنے کی امید کی جا سکتی ہے۔

ماہیت

اگر کسی وجہ سے رحم کے اندر جریان خون ہو جائے جس سے جنین رحم سے علیحدہ ہو جائے۔ تو اسقاط ہو جاتا ہے۔ اگر جریان خون تھوڑا ہو تو حمل پوری مدت تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر کثرت سے ہو تو جلدی

نیوریلجیا کی عصبوں میں بہت سخت درد ہوتا ہے لیکن انکی ساخت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ مثلاً چہرہ۔ چھاتی یا پستانوں کے اعصاب۔

علاج۔ اندرونی طور پر کونین اور کلورائیڈ آف امونیم استعمال کرائیں اور بلاڈونا لنمنٹ یا آیوڈین لنمنٹ مقامی طور پر لگا دیں۔ ہر ایک شدید حالت میں مارفیا کی زیریں جلد پچکاری فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

کوریا۔ یا تو یہ مرض پہلی دفعہ ایام حمل میں نمودار ہوتی ہے۔ یا ان لڑکیوں کو پہلے یہ مرض ہو چکا ہو۔ ان میں یہ عود کر آتی ہے۔ بعد ازاں یہ مرض ہر ایک حمل میں ہو جایا کرتی ہے۔ کوریا سے بعض اوقات اسقاط ہو جاتا ہے اور مریضہ صحت یاب ہو جاتی ہے یا مریضہ تھک کر اور کمزور ہو کر مر جاتی ہے۔ اس واسطے دونوں بچے اور ماں کے واسطے یہ شدید خیال کی گئی ہے

علاج۔ اندرونی طور پر مرکبات فولاد معہ آرسنک یا برومائیڈ آف پوٹاسیم کے استعمال کرائیں۔ شدید حالتوں میں ماں کی جان بچانے کے لیئے اسقاط لازمی ہو جاتا ہے۔

فتور متعلقہ اعضائے تنفس

کھانسی بعض اوقات تشنجی کھانسی تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے اور اضطراری طور پر پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی اعضائے تنفس میں کوئی مقامی نقص واقع نہیں ہوتا۔

علاج۔ بلاڈونا اور پوٹاسیم برومائیڈ اندرونی طور پر استعمال کرائیں

کوتاہ دمی اکثر ملاحظہ میں آتی ہے۔ اور آخیر تین مہینوں میں اس کا سبب رحم کا ڈایافرام عضلہ پر دباؤ ڈالنا ہے۔

خارش | بیرونی اعضائے تناسل پر خارش ہوتی ہے اور اس سے بعض اوقات بہت تکلیف ہوتی ہے۔ یا تو یہ خارش صرف عصبی فتور پر منحصر ہوتی ہے۔ یا فرج سے خراش پیدا کرنے والا مواد خارج ہو کر یہ حالت پیدا کرتا ہے۔

علاج | اگر سبب صرف عصبی ہو تو اندرونی استعمال برومائیڈ آف پوٹاش کا بہت مفید اثر پڑتا ہے۔ جب خراش پیدا کرنے والے مواد پر اس کا انحصار ہو تو صفائی رکھیں۔ اور مقامی طور پر سیڈٹیو لوشن مثلاً لیڈ لوشن یا کاربالک اسڈ لوشن لگا دیں۔

فتور متعلقہ نظام عصبی

بیخوابی | بہت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے۔ کہ ہلکی ورزش کیجائے۔ اور برومائیڈ آف پوٹاش اور کلورل ہائیڈریٹ نیند لانے کے واسطے دیئے جائیں۔ افیون کے استعمال سے پرہیز لازمی ہے۔

فالج | بہت سے اعصاب مفلوج ہو جایا کرتے ہیں مثلاً لقوہ ادھرنگ یا دونوں ٹانگوں کا مفلوج ہو جانا۔ اس کا سبب ہسٹریا یا گردہ کی مرض ہے۔ بعض اوقات کمر کے عصبوں پر رحم کا دباؤ پڑنے سے دونوں ٹانگوں کا فالج ہو جایا کرتا ہے۔

علاج | جب فالج کا سبب گردہ کی مرض ہو تو یہ بہت خطرناک ہے۔ کیونکہ دراصل یہ یوریمیا کی ایک علامت ہے ایسی حالت میں اسقاط کرا دینا چاہیئے۔ اگر گردہ کی مرض نہ ہو تو حمل کو جاری رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ وضع حمل کے بعد فالج خود بخود رفع ہو جاتا ہے۔

سے موجود ہوتی ہے پیشاب کم مقدار میں خارج ہوتا ہے۔ اور اس میں
خون کا مسٹ اور البومن پائے جاتے ہیں۔ مریضہ کو کنونلن خشنج اچھنے
لگ پڑتے ہیں یعنی مریضہ بیہوش ہو جاتی ہے۔ اور ہاتھ پاؤں اور تمام
جسم اینٹھ جاتا ہے۔ اور اسقاط ہو جایا کرتا ہے۔

علاج | اندرونی طور پر مرکبات فولاد کا استعمال کرائیں۔ مدرات (ایسی ٹیٹ آف پوٹاشیں اور ڈیجی ٹیلس وغیرہ) اور پسینہ آور ادویات کام میں لادیں +

پیشاب کا رُک جانا

اس کی وجہ یہ ہے کہ رحم اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے اور مثانہ کی
گردن پر دباؤ پہنچاتا ہے۔ جس سے پیشاب خارج نہیں ہو سکتا۔

علاج | سلائی سے مثانہ کو خالی کریں۔ اور رحم کو اصلی جگہ پر لادیں۔

سلسل بول | عام مشاہدہ میں آتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ رحم سامنے کی طرف خم کھا کر مثانہ پر دباؤ ڈالتا ہے۔

علاج۔ رحم کو اٹھا دیں اور پیٹ پر پیٹی باندھے رکھیں۔

لیوکوریا | اس کا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ سبب یہ ہے کہ فرج کی استر کرنے والی جھلی میں اجتماع خون رہتا ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد یہ حالت رفع ہو جاتی ہے۔

علاج | فرج کو صاف رکھیں۔ اور ڈایاوسٹ کا ٹنڈیز فلونڈ کی پچکاری کریں۔

وریدوں کا پھول جانا | ناگوں اور بیرونی اعضائے تناسل کی وریدیں عموماً پھول جاتی ہیں۔ اور سبب ان کا شکم کی وریدوں پر رحم کا دباؤ پڑنا ہے۔

علاج | مریضہ کو حتی الوسع کھڑے ہوتے اور چلنے پھرنے سے روکیں۔ اور بینڈیج یا لچکدار موزے پہنائے رکھیں اگر ورید پھٹ جاوے۔ تو جریان خون بند کرنے کیلئے لنٹ کے ٹکڑے سے دباؤ ڈالیں یا پرکلورائیڈ آف ائرن میں لنٹ تر کرکے لگادیں۔

اعضائے بول اور مجامعت کے نقص

البیومی نوریا | ایام حمل میں عموماً قارورہ میں البیومن (انڈے کی سفیدی کی مانند ایک مادہ) مادہ خارج ہونے لگ پڑتا ہے۔ اور اس کے اسباب حسب ذیل ہیں:-

(۱) گردہ کی وریدوں یا پیشاب کی نالیوں (یوریٹرز) پر رحم کا دباؤ (۲) خون میں سیال مادہ کی زیادتی (۳) خون کے دباؤ کا بڑھ جانا جو حمل میں ایک معمولی بات ہے۔

بعض حالتوں میں یہ بہت خطرناک ہوتی ہے۔ اور اس وقت اس کا سبب گردہ کی مرض (برائٹس ڈزیز) ہے

علامات | اگر اس کا سبب گردہ کی مرض ہو تو تمام جسم پر سوجن نمودار ہوتی ہے۔ مریضہ سردرد کی شکایت کرتی ہے اور

یعنی خون کے سرخ ذرّات کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ (اینیمیا) اور سیال حصہ کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ (ہائیڈریمیا) اگر یہ حالتیں معمول سے زیادہ بڑھ جاویں تو خطرناک ہوتی ہیں۔

اینیمیا کیواسطے سب سے عمدہ علاج مرکبات فولاد اور مقوی غذا ہیں بعض اوقات یہ مرض پرنی شی اس اینیمیا میں تبدیل ہو کر مہلک ثابت ہوسکتی ہے۔

اگر ہائیڈریمیا بہت زیادہ ہو تو ٹانگوں اور بیرونی اعضائے تناسل پر سوجن پڑ جاتی ہے جو کہ آہستہ آہستہ بڑھکر دیگر حصص جسم اور چہرہ پر نمودار ہو پڑتی ہے۔ اس سوجن کی تشخیص برائیٹس ڈزیز (مرض گردہ) اور شکم کی وریدوں پر رحم کے دباؤ پڑنے سے جو سوجن پیدا ہو جاتی ہے تشخیص کرنی چاہیئے۔

علاج اینیمیا کا ہے۔ سوجن کم کرنے کے لیئے مدرات ایسی سٹیٹ آف پوٹاش۔ ڈیجی ٹیلس (بن) اور پسینہ آور ادویات استعمال کریں۔ اور اگر کسی جگہ پر سوجن بہت زیادہ ہو جائے تو چھوٹے سے نشتر سے چھید کر پانی نکال دیں۔

دل کی دھڑکن اور غشی کے حملے

یہ ہر دو حالتیں بھی عموماً ایام حمل میں آتی ہیں اور عام سبب ان کا خون کی اینیمک حالت ہے۔ گاہے گاہے رحم کے تمام عضلہ پر دباؤ پڑنے سے بھی یہ صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

علاج حملے کیوقت مریضہ کو پشت کے بل لٹا دیں اور ایسے براںڈی اور مقویات دل استعمال کرادیں۔ دو نفعہ کے درمیان اینیمیا کا علاج بذریعہ مرکبات فولاد اور دیگر ٹانک ادویات کرنا چاہیئے۔

چشموں کا پانی۔ جب کہ انتڑیاں فضلات سے بہت بھر جاویں تو گرم پانی اور صابن کا حقنہ بہت مفید پڑتا ہے۔

بدہضمی اس کے ساتھ جی متلی بھی موجود ہوتی ہے۔ اور پیٹ ہوا سے بھرا رہتا ہے۔

علاج مناسب غذا دیں۔ کھاری ادویات یا ملوائیلوٹ نائیٹرو ہائیڈرو کلورک ایسڈ مفید مطلب ثابت ہوتے ہیں۔

بواسیر اس کا سبب یہ ہے کہ رحم کا دباؤ رودہ مستقیم پر پڑتا ہے جس سے یہ مرض ہو جاتی ہے۔

علاج گیلال ایسڈ اوپیم آئنٹ منٹ مقامی طور پر لگا دیں۔ تھوڑا سا کنفکشن آف سنا یا چشموں کے ملین پانی صبح کھانا کھانے سے پہلے استعمال کرائیں۔

تھوک کا زیادہ بہنا بعض اوقات یہ مرض بہت تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے۔ لیکن بعض اوقات بالکل معمولی حالت میں ملاحظہ میں آتی ہے۔

علاج کونین اور اوپیم یا تھوڑی مقدار میں ایٹروپین یا پائی لوکارپین آزماویں۔ اور قابض ادویات مثلاً ایلم سے ٹی۔ کیو گاس وغیرہ وغیرہ سے منہ میں غرارے کراویں۔

امراض متعلقہ خون اور نظام دموی

اینمیا اور ہایڈریمیا۔ عموماً حمل میں یہ ہر دو حالتیں پیدا ہو جاتی ہیں

بعد اس کے بعد تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

علاج انتڑیوں کے فعل کو ٹھیک کریں۔ زود ہضم غذا تھوڑی تھوڑی مقدار میں اور تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد دیں۔ دودھ میں برف یا سوڈا واٹر ملا کر دینا خفیف حالتوں میں کافی ہوتا ہے شدید حالتوں میں مفصلہ ذیل ادویات میں سے کوئی دوائی استعمال کرائیں۔ اکے کیٹ آف سریم ۳۔ گرین نائٹریٹ آف سلور یا بیذروسی اینک ایسڈ۔ پیپسین بوٹاسیم برومائڈ۔ مانگنیشا بائی پوڈرنک انجکشن برف چوسنے کیو اسطے دیں۔ اور گردن کی پشت پر بھی لگادیں۔ اگر معدہ بالکل کسی غذا کو قبول نہ کرے تو مقوی حقنہ بواسطہ مقعد داخل کریں۔ اگر قے کا سبب رحم کی فم میں زیادتی خون ہو۔ تو اس مقام پر جونکیں لگوادیں۔ اگر رحم اپنی جگہ سے ٹل گیا ہو تو اس کو اپنی جگہ پر ٹھیک کریں۔ شاذونادر حالتوں میں جب کسی طرح سے فائدہ نہ ہو تو اسقاط کرایا جاتا ہے۔ تاکہ مریضہ کی جان بچ رہے۔

اسہال یہ مرض بھی ایام حمل میں ملاحظہ میں آتی ہے اور اگر بہت شدید ہو تو اس سے اسقاط بھی ہو جاتا ہے

علاج غذا کو ٹھیک کریں۔ پلوس کریٹی اے رومے ٹی کس کم اوپیو اور دیگر قابضات استعمال کرائیں۔

قبض اس کا سبب کچھ تو یہ ہے کہ حاملہ رحم کا دباؤ انتڑیوں پر پڑتا ہے۔ اور کچھ یہ کہ انتڑیوں کے عضلاتی ریشے کمزور ہو جاتے ہیں۔

علاج ملین غذا مثلاً پھل۔ بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی وغیرہ وغیرہ استعمال کرائیں۔ اور ہلکا ملین جلاب گاہے گاہے دیتے رہیں۔ مثلاً کمپوڈ ریو برب پل یا ملین

سے پرہیز لازمی ہے۔ غذا کم کردیں۔ اور ورزش بہت کریں۔ بعض اوقات اس موقعہ پر مسہلات لیئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ بہت مضر ہیں۔ ہائیڈرو پے تھک علاج یعنی علاج بذریعہ پانی اس زیادتی خون اور اپوپلکسی کو روکنے کے لیئے بہت عمدہ ہے۔ اگر پہلے سے اس مرض کیطرف رغبت موجود ہو۔ تو حیض کے بند ہونے پر جو اعضائے تناسل میں اجتماع خون ہوجاتا ہے۔ اس سے یہ رغبت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

حیض بہت سے مختلف طریقوں سے بند ہوتا ہے۔ بعض اوقات تو یہ یک لخت بند ہوجاتا ہے۔ اور بعض اوقات آہستہ آہستہ چنانچہ کمل طور پر بند ہونے کیلئے کئی ماہ سے کئی سال لگ جاتے ہیں۔

امراض متعلقہ حمل

امراض عضائے انہضام طعام

جی متلی اور قے

عام طور پر مشاہدہ میں آتی ہیں لیکن معدہ میں کسی قسم کا نقص نہیں ہوتا صرف ری فلکس طور پر یہ علامات پیدا ہوجاتی ہیں۔ بعض اوقات تو صرف صبح کے وقت تھوڑی سی متلی ہوتی ہے۔ جو کہ چوتھے پانچویں مہینے میں بند ہو جاتی ہے۔ لیکن بعض حالتوں میں یہ مرض بہت شدید شکل اختیار کر لیتی ہے۔ مریضہ جو کچھ کھاتی پیتی ہے۔ سب خارج ہوجاتا ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ مریضہ فاقہ کشی سے مر بھی جائے۔ بعض اوقات اسقاط حمل ہو جاتا ہے

نہیں ہوتا۔ اصلی مرض کا علاج کرنا چاہیئے۔ بیٹھے رہنے کی عادت
گرم کمرے میں رہائش اور تمام اشتعال انگیز دہندہ اشیا سے قطعی
پرہیز لازمی ہے۔ مریضہ کو کھلی ہوا میں رہنا چاہیئے۔ پتلے کپڑے پہنے
کمر پر ٹھنڈا پانی دھار باندھ کر چھوڑے۔ اور متوسط درجہ کی ورزش
کرے۔ علاج میں گھبرا جانا اچھا نہیں ہے۔ ثابت قدمی سے بہت
عرصہ تک علاج جاری رکھیں۔ اس مرض کو روکنے کیلئے بار بار بچے جننے
اور بہت عرصہ تک دودھ پلانے کو روکنا چاہیئے۔ بیٹھے رہنے یا کمرے
کے اندر سخت ورزش کرنے سے بھی پرہیز لازمی ہے۔ ابتدا ہی سے
روکنے والے ذریعہ استعمال میں لانے چاہیئیں۔

حیض کے بند ہونیوالی عمر کی امراض

بعض آدمی خیال کرتے ہیں۔ کہ اس موقعہ پر ضرور مستورات مختلف
امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ تندرست مستورات
کو کوئی مرض دامنگیر نہیں ہوتی۔ بعض عورتوں میں ہسٹریا کی علامات
نمودار ہو جاتی ہیں۔ اور بعض عیاش عورتوں میں دیگر اعضائے میں
اجتماع خون ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایپوپلکسی۔ پلمونری کن جس جس
وجہ یہ ہے کہ قدرتی رستہ اخراج خون کا بند ہو جاتا ہے۔ اور اگر
اس وقت پلیتھورا یعنی زیادتی خون ہو جائے۔ تو اس زیادتی کو کم کرنے
کے لیئے کوئی قدرتی ذریعہ موجود نہیں ہے۔ اشتعال دہندگان

اور اس سے یہ مرض ظہور میں آتی ہے۔ بہت زیادہ مجامعت بھی اس مرض کا ایک سبب ہے۔ بہت سی امراض حیض کے ساتھ لیکوریا دیکھنے میں آتا ہے۔ ٹھنڈ لگ جانے اور پتلے کپڑے پہننے سے بھی یہ مرض ہو جاتی ہے۔ جب ایک دفعہ یہ مرض پیدا ہو جاوے تو اس کا علاج بہت مشکل ہوتا ہے۔ ایک تو اس لئے کہ ہر مہینے خون حیض کے وقت اعضائے تناسل میں خون کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے عام مستورات ورزش وغیرہ نہیں کرتیں۔ سارا دن بیٹھے بیٹھے گذار دیتی ہیں۔ عورت اور آدمی کا اکٹھا ہونا بہت مضر ہوتا ہے۔

علاج جتنی جلدی ہوسکے علاج کریں۔ اکیوٹ حالتوں کے علاج میں نرم ذرائع استعمال میں لانے چاہئیں۔ مریضہ کو آرام دیں اگر قبض ہو تو مسہل دیدیں۔ شیر گرم پانی سے اعضائے کو دھو دیں رات کو بہت دیر تک نہ جاگا کریں۔ جماع اور دیگر اشتعال دہندہ چیزوں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔ اس سے مواد کا اخراج رک جاتا ہے۔ اگر اس سے آرام نہ ہو تو مرض پرانی ہو جاتی ہے۔ اس وقت فرج میں قابض ادویات کی پچکاری کریں۔ سب سے مفید پھٹکڑی سلفیٹ آف زنک۔ ایسی ٹیٹ آف لڈ۔ اوک بارک اور نائیٹریٹ آف سلور ہیں۔ پہلی تین ادویات کی طاقت ایک پائنٹ پانی میں ایک ڈرام ہونی چاہیئے۔ مریضہ کو لٹا کر اس کے کولہوں کے نیچے سخت تکیہ رکھیں اور ہینڈ کی پچکاری سے دوائی داخل کرکے پانچ دس منٹ تک لے اندر رہنے دیں۔ پہلے پہل دن میں دو دفعہ پچکاری کریں۔ لیکن دو ہفتہ کے بعد دن میں صرف ایک دفعہ۔ جب صحت ہو جائے تو کچھ عرصہ تک ٹھنڈے پانی کی پچکاری کریں۔ ایک اور علاج یہ ہے کہ خشک ٹو دہن سے فرج کو پلگ کر دیا جائے یعنی بھر دیا جائے۔ اگر لیکوریا کا سبب زخم رحم ہے۔ تو پچکاریوں سے کچھ فائدہ

لیکن بہت مواد جاری رہتا ہے۔ اس سے تمام جسم بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ جلن۔ درد اور پیشاب کی تکالیف بہت سے خفیف اسباب سے پھر پیدا ہو سکتی ہے۔

اسباب اس کا بڑا بھاری سبب ماہواری حیض کا اخراج ہے۔ جس سے اعضائے تناسل میں خراش پیدا ہوتی ہے۔ اور خون کا اجتماع زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اگر ایک دفعہ یہ مرض پیدا ہو جاوے تو پھر یہ بہت عرصہ تک پیچھا نہیں چھوڑتی اس کے نتائج یہ ہیں جسم بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ رنگت زرد۔ کمر درد۔ دل کی دھڑکن۔ بدہضمی اور تمام وہ علامات جو کہ لیکوریا سے پیدا ہوتی ہیں۔

اس مرض میں تین قسم کا مواد اخراج پاتا ہے (۱) میوکس مواد جو کہ میوکس سطح کے اجتماع خون سے پیدا ہوتا ہے۔ (۲) فاسد مواد جس کو پیپ کہتے ہیں یہ سوزاک میں پیدا ہو جاتا ہے (۳) میوکو پرولنٹ مواد جس میں میوکس اور پیپ دونوں ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس مواد سے سوزاک کی خفیف حالت کا اظہار ہوتا ہے۔ جس وقت جنسی رطوبت جو کہ اس کو تر رکھنے کے لیئے پیدا ہوتی ہے۔ زیادہ مقدار میں بہنے لگ پڑے۔ اسے بیماری کی علامت خیال کرنا چاہیئے۔

علاج بعض اوقات یہ مرض صرف بیرونی اعضائے تناسل تک محدود ہوتی ہے۔ اس حالت میں اس کا علاج یہ ہے۔ کہ دونوں لبوں کو علیحدہ کر کے خالص لوشن ان حصص پر لگاویں۔

اسقاط اور بچے پیدا ہونے سے رحم کے منہ میں سوزش اور زخم پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن سے لیکوریا کی مرض پیدا ہو جاتی ہے۔ ایام حمل اور بچے پیدا ہونے کے وقت اندرونی اور بیرونی حصوں میں اجتماع خون ہوتا ہے۔

اور مشت زنی سے پرہیز رکھنا چاہیئے۔ بار بار بچہ جننے سے بھی یہ مرض ہو جایا کرتی ہے۔ بہت زیادہ دودھ پلانا بھی اس کا سبب ہے۔ دودھ کے یک لخت بند ہو جانے یا بچہ کو بہت مدت تک دودھ پلاتے رہنا سے بھی خصیۃ الرحم کمزور ہو جاتے ہیں۔

رحم کے زخم خصیۃ الرحم کے امراض کا بھی علاج کریں۔ ی عرصہ میں مجامعت سے قطعی احتراز لازمی ہے۔

لیوکوریا
(Leucorrhoea)

رحم اور فرج سے جو بہت سے غیر متعدی اور غیر معمولی مواد اخراج پاتے ہیں۔ لیوکوریا کی اصطلاح میں شامل ہیں۔ عام طور پر وائٹس [illegible] کہا جاتا ہے۔ یہ حالت اکثر شادی شدہ عورتوں میں دیکھی جاتی ہے۔ اور خصوصاً ان میں جن کے بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ [illegible] در بیرونی اعضائے تناسل کے میوکس ممبرین یعنی اسنر [illegible] نی جھلی میں سوزش موجود ہوتی ہے اور ان میں اجتماع خون رہتا ہے۔

ایکوٹ حملہ کی علامات

ان اعضائے میں حرارت محسوس ہوتی ہے اور ذرا سا ہاتھ لگانے سے درد ہونے لگ جاتا ہے۔ بعد ازاں میوکس یا میوکو پورولنٹ مواد خارج ہوتا ہے۔ پیشاب کرتے وقت مریضہ کو در [illegible] د جلن محسوس ہوتا ہے۔ اگر علاج نہ کیا جائے تو مرض کرانک یعنی پرانی بن جاتی ہے۔ جلن۔ درد اور پیشاب کی تکالیف رفع ہو جاتی ہیں

حتی الوسع کھلی ہوا میں مریضہ کو رکھیں۔ ٹھنڈے پانی سے غسل کرا دیں یا کمر اور زیریں حصہ شکم پر ٹھنڈے پانی کی دھار چھوڑیں۔ لیکوریا کی مرض کو روکنے کیلئے فرج میں ایسٹرنجنٹ یعنی قابض ادویات کی پچکاری کریں۔ دماغ اور جسم کو اشتعال دینے والے اسباب سے حتی الوسع پرہیز رکھیں یا تو مجامعت قطعی بند کر دیں۔ یا بہت ہی اعتدال کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اکثر اقسام میں جلاب مفید ہے۔ ورزش اور کم غذا کا استعمال اور بیجا اشتعال دہندہ اشیاء سے پرہیز بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ حیض شروع ہونے سے چند دن پہلے مریضہ کو جوش اور تھکاوٹ سے بچائے رکھنے کی کوشش کریں۔ مریضہ کو بستر میں لیٹے رہنا چاہیئے تاکہ پیڑو کے اعضاء میں اجتماع خون نہ ہو۔ اور نیز ذرا سی کوشش کرنے سے ہی خون پھر جاری ہو پڑتا ہے۔ مریضہ کو ٹھنڈا رکھنا چاہیئے۔ اور اگر بہت زیادہ خون مقدار میں خارج ہوتا ہو تو اعضائے تناسل پر سرد پانی سے تر کر کے کپڑا لگا دیں اور قابض ادویات کی پچکاری کریں۔ اور اگر بہت ہی کمزوری ہو جائے۔ تو جریان خون بند کرنے کے لیئے فرج میں کپڑا ٹھونس دیں (پلگ کر دیں) سب سے عمدہ دوائی اندرونی استعمال کے لیئے مفید ہے۔ جس سے رحم کے عضلاتی ریشے سکڑ جاتے ہیں۔ پانچ گرین پاوڈر یا ۲۰ بوند ٹنکچر چھ چھ آٹھ آٹھ گھنٹہ کے بعد استعمال کرا دیں۔ اگر اکثر قسم میں نبض تیز اور درد تشنجی قسم کا ہو تو ایک ایک گرین اپی کے کیوانا ایک ایک گھنٹہ کے بعد دے کر قے کرانی چاہیئے۔ اس سے درد اور خون کا اخراج دونوں کم ہو جاتے ہیں۔ رحم کی خراش کو بند کرنے کے لیئے افیون اور ہینگ کی پچکاری مقعد میں کرنی بہت مفید ثابت ہوتی ہے چونکہ یہ مرض کمزور عورتوں میں دیکھی جاتی ہے۔ اس لیئے طاقت بڑھانے کے لیئے کوشش کرنی چاہیئے۔ قطعی پرہیز کثرت مجامعت

نقاہت غالب درجہ کی ہو جاتی ہے۔ یہ مرض اکثر حیض کے انجام کے قریب ۴۴ اور ۴۵ سال کی عمر کے درمیان دیکھنے میں آتی ہے۔ کمزوری اور جریان خون سے موت واقع ہو سکتی ہے۔ کیونکہ کئی دفعہ خون کئی ماہ تک بغیر بند ہونے کے جاری رہتا ہے۔

اسباب اس کا سبب خصیۃ الرحم کی جوش والی حالت اور اعضائے تناسل مثلاً رحم وغیرہ میں اجتماع خون ہے۔ جب ایک دفعہ یہ مرض شروع ہو جائے تو مریضہ کو اس کی عادت پڑ جاتی ہے۔ کلوروسس اور لیمے نوریا کے بالکل برخلاف یہ مرض اعضائے تناسل کے زیادہ استعمال سے پیدا ہوتی ہے۔ اور خصوصاً اس وقت کی کثرت مجامعت سے۔ جبکہ اعضائے تناسل کو اس کی عادت نہ ہو۔ اس طرح ان عورتوں کو جن کی بڑی عمر میں شادی ہوتی ہے۔ تھوڑی سی مجامعت سے بھی یہ مرض پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہی حالت کمزور لڑکیوں کی بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ورزش نہ کرنے کی وجہ سے ان کے اعضائے کمزور اور آسانی سے خراش پذیر ہوتے ہیں۔ بہت زیادہ بچے جننے سے بھی یہ مرض پیدا ہو جاتی ہے۔ خصیۃ الرحم کی سوزش اور رحم کا زخم بھی اس کے اسباب میں سے ہیں۔ حیض کے بند ہونے کی عمر میں یہ مرض مجامعت سے قطعی پرہیز کرنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔ کنواریوں میں جلق بھی اس کا سبب ہو سکتا ہے۔ مردوں میں جریان منی عورتوں کے مے نورے جیا کے بہت کچھ مشابہ ہے۔

علاج سب سے پہلے پیٹ کو لمس یا انگلی سے ملاحظہ کر کے اسکا سبب معلوم کریں۔ اگر کثرت مجامعت اس کا سبب ہے۔ تو خاوند سے لئے بالکل علیحدہ کر لیں۔ اور درد والی حالتوں میں وقفوں کے درمیان عام صحت کو بہتر کرنے کیلئے ہر طرح کی کوشش کریں۔

علامات۔ خون زیادہ مقدار میں خارج ہوتا ہے۔ اور زیادہ دنوں تک خارج ہوتا ہے۔ حیض بجائے ۴ ہفتہ کے دو یا تین ہفتہ کے بعد شروع ہو پڑتا ہے۔ وقفہ میں بہت شدید لیوکوریا ہوتا ہے۔ بعض حالتوں میں اور خصوصاً ان کے جنہیں بچے پیدا ہو چکے ہوں برخلاف معمولی حیض کے جو کہ قطرہ قطرہ خارج ہوتا ہے۔ یہ دھار باندھکر زیادہ مقدار میں خارج ہوتا ہے۔ علامات وہی ہیں۔ جو کہ کسی اور حصہ جسم سے خون ضائع ہونے کے بعد پیدا ہوتی ہیں۔ مریضہ سست اور کمزور ہو جاتی ہے۔ کمر اور پشت میں سخت درد ہوتا ہے۔ جو کہ بڑھکر رانوں اور چوتڑوں تک آجاتا ہے۔ شدید سردرد خصوصاً ایک خاص مقام پر ہوا کرتا ہے۔ کانوں میں سائیں سائیں کی آواز سنائی دیتی ہے بینائی کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے سر چکراتا ہے اور بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے۔ جیسا سر میں گھڑی چل رہی ہے۔ رنگت زرد ہو جاتی ہے۔ اور کمزوری بڑھتی جاتی ہے۔ معدہ اور انتڑیوں کے فعل میں فرق آجاتا ہے۔ دل کی دھڑکن شروع ہو جاتی ہے۔ مریضہ غصہ والی اور عصبی مزاج کی ہو جاتی ہے۔ اور بعض اوقات دیوانگی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ خون کے دن بدن پتلا ہوتے جانے سے چہرے اور پاؤں پر اڈیما ہو جاتا ہے۔ یعنی سوج جاتے ہیں۔ بعض اوقات رحم اور فرج ڈھیلے ہو کر باہر نکل آتے ہیں۔

کنواریوں کی نسبت شادی شدہ میں یہ حالت زیادہ شدید ہو جاتی ہے آغاز الذکر میں حیض کے وقت ٹھنڈک لگ جانے سے اگر حیض بند نہ ہو جائے تو آئندہ حیض کثرت سے خارج ہونے لگ پڑتا ہے۔ ایسی حالتوں میں حیض شروع ہونے سے پہلے پیڈو بھرا ہوا اور تنا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اور رحم میں بوجھ اور تڑپ محسوس ہوتے ہیں۔ بعض اوقات حیض کیساتھ درد بھی ہوا کرتا ہے۔ لیکن اکثر حالتوں میں درد نہیں ہوا کرتا۔ کمزوری

علاج بوقت حملہ

دورہ کے آغاز میں ۱۰ و ۱۵ قطرے کا مکسچر نصف یا ایک گھنٹہ تک ۱۰ منٹ بعد دیں

انعدین سایپ سے کسوا سنا تھوڑی مقدار میں ½ گرین گھنٹہ گھنٹہ بعد استعمال کرادیں۔ پندرہ سے بیس بوند لاڈنم گرم پانی میں ملا کر مقعد میں حقنہ کریں۔

ڈس مے نوریا عموماً مجامعت سے قطعی پرہیزی کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔

ہر حالت کو جس میں حیض کے ساتھ درد ہو۔ ڈس مے نوریا نہیں کہہ سکتے۔ اگر درد اور جکڑے ہونے کی جس جو کہ حیض سے پہلے محسوس ہوتی ہے حیض کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ کم ہوتی جاویں۔ تو یہ ڈس مے نوریا نہیں ہے۔ بعض عورتوں میں حیض کے ساتھ تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے آغاز سے پہلے بعض علامات محسوس ہوتی ہیں۔ مثلاً بیڑو کا بھرا ہوا محسوس ہونا۔ کمر اور چڈوں میں درد۔ یہ خیال نہ کریں کہ یہ علامتیں قدرتی ہیں۔ حتی الوسع جلدی ان کا علاج کرنا چاہیئے۔

اس اصطلاح سے مراد خون حیض کے معمول سے زیادہ خارج ہونے سے ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں۔ ایک تو وہ جس میں معمولی خون حیض زیادہ مقدار میں خارج ہوتا ہے۔ اور دوسرا جس میں خالص خون رحم کی عروق سے خارج ہوتا ہے۔ آخر الذکر حالت میں خون کے چھیچھڑے خارج ہوتے ہیں۔ اور کپڑے پر لگنے سے کپڑا سوکھ کر سخت ہو جاتا ہے۔ پہلی قسم کی نسبت یہ حالت بہت شدید ہوتی ہے۔

ہوا کرتا ہے۔ چہرہ سُرخ۔ پنڈلیں بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ نبض بہرکرا و تیزی سے چلتی ہے۔ وقفہ میں کچھ تکلیف محسوس نہیں ہوتی اوتاً غاذ میں عام صحت میں بہت تھوڑا فرق ہوتا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ صحت بگڑتی جاتی ہے کبھی قبض ہو جاتی ہے۔ اور کبھی اسہال۔ بھوک بند ہو جاتی ہے۔ اور چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ وقفہ میں بہت سا سفید رنگ کا مواد خارج ہوتا رہتا ہے۔ اور بعض اوقات ایسے نوریا ہو جاتا ہے۔ یعنی حیض بالکل بند ہو جاتا ہے۔ پستان ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ انکا حجم گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔

اسباب ہسٹریا کی طبیعت والی اور کنواری عورتیں اکثر اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں۔ ایسے نوریا کی طرح عام صحت کا خراب ہو جانا اسکا ہی ایک سبب ہے۔ کنواریوں میں اعضائے تناسل کے بے استعمال رہنے سے یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات اگرچہ بہت ہی شاذ و نادر فرج کے تنگ ہونے سے بھی یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسی حالتوں میں یہ مرض ابتدائے حیض سے ہی پیدا ہو پڑتی ہو رحم کے زخم اور خصیۃ الرحم کی امراض پر بھی اس کا انحصار ہوتا ہے۔

علاج سب سے پہلے بذریعہ انگلی یا آلہ پیسے کو لم مرض کے سبب کو معلوم کریں۔ اگر رحم کا زخم یا خصیۃ الرحم کی کوئی مرض موجود ہو تو اس کا علاج کریں۔ اگر فرج تنگ ہو سپنجے ٹنٹ سے اس کو پھیلا دیں۔ اگر کوئی سوزشی مرض نہ ہو تو عام صحت کیطرف خیال رکھنا اور مناسب مجامعت بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ شادی اور بچے پیدا ہونے سے ڈس مے نوریا ٹھیک ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن ہمیشہ یہی حالت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بعض شادی شدہ عورتوں میں یہ بہت شدید شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بیماری کے اثنا میں حمل قرار پانا بہت مفید ہے۔

وائی کے ری اس منسٹرائیشن

(Vicarious menstruation)

یہ مرض عموماً کمزور لڑکیوں میں دیکھی جاتی ہے۔ بجائے حیض کے خون جسم کے اور حصص مثلاً ناف اور پھیپھڑوں۔ معدہ وغیرہ سے خارج ہوتا رہتا ہے۔ ان اعضاء کی اصلی بیماریوں (جن سے خون جاری ہو پڑتا ہے) اور اس میں یہ فرق ہے کہ آخرالذکر میں خون حیض میعاد کے بعد نکلا کرتا ہے۔

علاج۔ یہ ہے کہ مذکورہ بالا طریقوں سے حیض جاری کرایا جائے۔

ڈس مے نوریا

(Dysmenorrhoea)

جب حیض کیساتھ درد ہو تو اسے ڈس مے نوریا کہتے ہیں۔ کنواری عورتیں اکثر اس میں مبتلا ہوتی ہیں۔ حیض کیوقت درد بہت شدت کا ہوا کرتا ہے۔ اور اکثر عورت اس سے بانجھ ہو جاتی ہے۔ اس مرض کا تعلق بہت کچھ دماغی جذبات سے معلوم ہوتا ہے۔

علامات حیض بے قاعدہ ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس کی مقدار بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اکثر کم ہوتی ہے۔ رحم اور فرج میں بہت ہی شدید اور ناقابل برداشت درد ہوتا ہے۔ خون میں میوکس ممبرین کے ٹکڑے اور منجمد خون پایا جاتا ہے۔ کمر اور پیڈو میں بھی درد ہوتا ہے۔ جو کہ پیل نیز رانوں تک ہی چلا جاتا ہے۔ بعض حالتوں میں بہت سا اجتماع خون ہو جاتا ہے۔ خون حیض جاری ہونے سے چند دن پہلے پستانوں میں درد ہوا کرتا ہے۔ بعض حالتوں میں حملہ ہونے سے پہلے مریضہ کو سر درد

ہے۔ غرضیکہ تمام جسم کے انتظام میں فرق پڑ جاتا ہے۔ اور تمام اعضا سے
میں مختلف امراض شروع ہو جاتی ہیں۔ ایسی حالت سے کلوروسس اور
ہسٹریا کا بھی آغاز ہو جاتا ہے۔

اسباب۔ اکیوٹ سپرشن تدریج کرانک حالت میں تبدیل ہو جاتا ہے
اگر مجامعت سے قطعی پرہیز کنارہ رکھا جاوے تو بھی یہ حالت پیدا ہو جاتی
ہے۔ رحم کے دہانہ پر زخم ہونے سے بھی یہ مرض شروع ہو جاتی ہے۔
بیماری کا ٹھیک ٹھیک سبب معلوم کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ انگلی
یا آلہ سپیکولم [illegible] سے اعضائے تناسل کا اچھی طرح ملاحظہ
کیا جاوے۔ کیونکہ صرف زبانی بیانات سے ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں لگ سکتا

علاج۔ اگر اس کا سبب رحم کا زخم یا خصیۃ الرحم کی سبب اکیوٹ انفلا
میشن (سوزش) ہو تو پہلے ان کا علاج کریں۔ اور اگر پھر بھی حیض
شروع نہ ہو تو عام صحت کیطرف توجہ کریں۔ اسکے بعد شادی کرا دیں۔ اگر
اعضائے تناسل میں خون کی زیادتی اس کا سبب ہو تو رحم کے منہ پر جونکیں لگوا
دیں۔ پیدل ہوا خوری بہت مفید پڑتی ہے۔ کلوروسس کے مریضوں
میں عام صحت کے ٹھیک کرنے کیطرف متوجہ ہوں۔ حیض آور ادویات
بھی مدد کیواسطے استعمال کرا سکتے ہیں۔
رنگی اور دیگر امراض جو کہ سپرشن سے پیدا ہوتی ہیں حیض کے نمودار
ہونے سے رفع ہو جاتی ہیں۔
ایسے فور یا کورو کنے کیواسطے ضروری ہے کہ حیض کے ایام میں مستورات
ٹھنڈ اور تھکاوٹ سے اپنے آپ کو بالکل بچائے رکھیں اور گرم کپڑے
پہنیں۔ ان ایام میں مجامعت۔ تیز جلاب اور قے آور ادویات بہت
مضر ہیں۔

اس حالت میں اعضائے تناسل میں خراش پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ان میں اجتماع خون رہتا ہے۔

علامات۔ زیریں حصہ شکم میں درد ہوتا ہے۔ مریضہ کو پیڑو میں بے چینی اور بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔ نبض تیز ہوتی ہے۔ مریضہ جوش کی حالت میں ہوتی ہے۔ جی متلی اور قے کی بھی شکایت ہوا کرتی ہے۔

علاج علاج کا مدعا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اجتماع خون کم ہو جائے۔ درجہ کا وارم باتھ دینا چاہیئے۔ ایسی حالت میں جلاب دینا مفید پڑتا ہے۔ پی کے کیوا نا تھوڑی مقدار میں مفید اثر رکھتا ہے۔ ہنگ اور افیون کی پچکاری کریں۔ اگر ان طریقوں سے مطلب براری نہ ہو۔ تو اگلی دفعہ کے حیض کے موقعہ کا انتظار کرنا چاہیئے۔ احتیاط رکھیں کہ مریضہ تھکاوٹ اور سردی سے بچی رہے۔ اگر قبض کی شکایت ہو تو اسے رفع کریں۔ اور حیض شروع ہونے سے پہلے چند دن رات کو گرم پانی میں رائی ڈال کر اس میں مریضہ کو نصف گھنٹہ یا ایک گھنٹہ تک بٹھائے رکھیں۔ مریضہ کو تک پانی میں رہنی چاہیئے اگر اس موقعہ پر حیض جاری نہ ہو۔ تو اس کو کرانک مرض خیال کرنا چاہیئے۔ اور علاج بھی اس طریقہ پر کرنا چاہیئے۔

علامات کرانک پیرش یہ علامات دیگر رطوبت جسم کے بند ہو جانے کے مشابہ ہوتی ہیں جسم میں خون کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ نظام عصبی میں فرق آجاتا ہے اور تمام جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ سر درد بہت سخت ہوا کرتا ہے۔ مریضہ سست اور اداس رہتی ہے۔ آنکھوں کے سامنے سفید چمکدار داغ اڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور پتلیاں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں سطح جسم بےقاعدہ طور پر ٹھنڈی اور گرم رہتی ہے۔ قبض کی شکایت بھی ہوا کرتی ہے۔ تنفس میں فرق آجاتا ہے۔ دل کی دھڑکن شروع ہو جاتی ہے۔ اور چھاتی میں کاٹنے کا سے درد شروع ہوتا ہے

اور دن میں ایک دو دفعہ ٹھنڈے پانی میں غسل مفید خیال کیا گیا ہے جب
صحت ٹھیک ہو جاوے تو وہی مجامعت والا اصول ہی یہاں کاربند ہو سکتا ہے۔
بعض حالتوں میں حیض آور ادویات استعمال کرا سکتے ہیں۔ مثلاً ایلوز
یعنی مصبر پیلولا ایلوز اٹ مرہ (یعنی مصبر اور بول کی گولی) بہت مفید ثابت
ہوتی ہے۔ مصبر کو فولاد کے ساتھ ملا کر بھی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ فولاد سے خون
کو تقویت پہنچتی ہے۔ اور عام خون کے مقوی ہونے سے اعضائے تناسل
میں بھی کافی اور مصفّیٰ خون آتا ہے۔ اور حیض شروع ہو پڑتا ہے ۹۲ یا ۹۸
درجہ کی حرارت کے پانی میں نصف یا ایک گھنٹہ تک ہپ باتھ یعنی کمر تک
پانی میں بیٹھنا مفید پڑتا ہے۔ بعض دفعہ بجلی کا ایک سپارک (شعلہ) لگنے
سے حیض جاری ہو پڑا ہے۔ شادی کر دینے سے حیض شروع ہو پڑتا ہے اور
یہ طریقہ اکثر حالتوں میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ بالفرض اگر اس سے کامیابی
نہ ہو تو اس کے ساتھ حیض آور ادویات اور دیگر طریقے استعمال میں لا سکتے ہیں۔
خیال ہے کہ ری ٹنشن میں سفید مواد اعضا سے خارج ہونے لگ
پڑتا ہے (لیوکوریا)، اور اس سے مریضہ بہت کمزور ہو جاتی ہے۔

سپریشن آف مینسٹروایشن
Suppression of Menstruation

ری ٹنشن کی نسبت یہ قسم بہت عام ملاحظہ میں آتی ہے۔ اس کی دو
اقسام ہیں۔ ایکوٹ اور کرانک۔

ایکوٹ سپریشن جب حیض کے ایام میں اس کا اختلاج یا بندش
ہو جائے تو اسے ایکوٹ سپریشن کہتے ہیں۔ اس کے دو
بڑے سبب یہ ہیں۔ (۱) سردی کا لگ جانا (۲) دماغی جوش (جذبہ)

ریٹینشن آف منسٹروالیشن

(Retention of Menstrual Flow)

عام طور پر اس کے دو باعث ہوتے ہیں۔ یا تو پیدائشی سے اعضائے تناسل میں بدوضعی ہوتی ہے۔ یا مریضہ بہت کمزور اور ناطاقت ہوتی ہے اور حیض پیدا کرنے کی اس کو کافی طاقت نہیں ہوتی۔

پیدائشی بدوضعی میں مریضہ کو مجامعت کی خواہش بالکل نہیں ہوتی اور شکل و وضع قطع اور آواز مردوں کی سی ہوتی ہیں۔ دوسری حالت کا ری ٹینشن عموماً کلوروسس کے مریضوں میں دیکھا جاتا ہے۔

ایک اور جماعت اس مرض کے مریضوں کی ہوتی ہے۔ جن میں اس بیماری کا سبب عام طور پر جسم میں اور خصوصاً اعضائے تناسل میں خون کی زیادتی ہے ایسے مریضوں میں زیادتی خون کی علامات پائی جاتی ہیں۔ یعنی چہرہ سرخ ہوتا ہے۔ طبیعت سست اور مضمحل رہتی ہے۔ آنکھوں کے سامنے سفید سفید داغ اڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ نبض آہستہ اور پھر کر چلتی ہے۔ اور نظام دموی میں نقص آنے کی وجہ سے بازو اور ٹانگیں کبھی گرم ہو جاتی ہیں کبھی ٹھنڈی۔

علاج کلوروسس کے مریضوں میں پہلے عام صحت کیطرف خیال دیں عمدہ اور مقوی غذا۔ تازہ ہوا اور مناسب ورزش سے مریضہ کی صحت کو تقویت دیں۔ اور بعد ازاں حیض لانے کیواسطے مناسب استعمال کرائیں کیونکہ ان اعضاء کو کام میں لانے سے انکے فعل کو تقویت پہنچتی ہے اور حیض شروع ہو پڑتا ہے لیکن جن حالتوں میں جبکہ جسم میں خون کی زیادتی ہو۔ پہلے دوران خون کو ٹھیک کرنا چاہیئے۔ اور اس مطلب کیلئے کثرت سے پیدل چلنا اور [illegible]

ہے۔ کہ ہر حیض رحم کے میوکس ممبرین (جھلی) میں ایک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ جس سے یہ پردہ چربی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور پھر رحم سے علیحدہ ہو کر خارج ہو جاتا ہے۔ اس علیحدگی سے جو خون خارج ہوتا ہے وہ خون حیض ہے۔ اور اسی واسطے اسمیں رحم کے میوکس ممبرین کے ٹکڑے پائے جاتے ہیں۔

خون حیض کے بند ہونیکا وقت خون حیض مختلف حالتوں میں مختلف وقت پر بند ہوتا ہے۔ لیکن عام وقت اس کے بند ہونے کا چالیس اور پچاس سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے۔ اس وقت مستورات میں چند تبدیلیاں آتی ہیں۔ اور ان کی صحت میں خاص ورق نمودار ہوتے ہیں۔ اسکو مینوپاز Menupause کا وقت کہتے ہیں۔

امراض متعلقہ حیض

امے نوریا
Amenorrhoea

جب خون حیض قبل از وقت بالکل بند ہو جائے یا اس کی مقدار کم ہو جائے یا بالکل شروع ہی نہ ہو تو اس مرض کو امے نوریا Amenorrhoea کہتے ہیں اسس کی دو اقسام ہیں۔ ری ٹنشن۔ اور سپرشن۔ رٹینشن کا مطلب یہ ہے۔ کہ حیض شروع ہی نہیں ہوا۔ لیکن سپرشن کے معنے یہ ہیں۔ کہ حیض شروع تو ہوا تھا۔ لیکن بعد ازاں بند ہو گیا ہے

ہفتہ یا اس سے بھی زیادہ عرصہ تک جاری رہ سکتا ہے۔
تندرست عورتوں میں حیض اٹھائیس دن کے بعد نمودار ہوتا ہے
لیکن بحالت بیماری یہ عرصہ بھی کم و بیش ہو سکتا ہے۔

خون حیض کا آغاز

اس کے آغاز پر بہت سی باتوں کا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً آب و ہوا۔ طریق زندگی۔ نسل وغیرہ وغیرہ۔ گرم ممالک میں بہ نسبت سرد ممالک کے حیض کا آغاز جلدی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں عام عمر اس کے آغاز کے لیئے بارہ تیرہ برس کی ہے۔ لیکن ممالک یورپ اور دیگر سرد ملکوں میں اس کے شروع ہونے کا عام وقت پندرہ سال ہے۔
نسل کا بہت اثر ہوتا ہے۔ مثلاً انگریزوں میں خواہ وہ ہندوستان میں ہی رہیں۔ یہاں کی عورتوں کے حیض کا آغاز دیر بعد ہوتا ہے
جو لڑکیاں ناز و نعمت میں پلی ہوئی ہوتی ہیں اور شراب گوشت اور دیگر اشتعالک و ہندہ اشیاء کا استعمال بکثرت کرتی ہیں۔ ان میں حیض کا آغاز جلدی ہوتا ہے۔ ناول اور دیگر عشقیہ مضامین کے مطالعہ سے خون حیض جلدی شروع ہو جاتا ہے۔ صحت کا اثر بہت کچھ ہوتا ہے مثلاً ممالک یورپ میں جو لڑکیاں کارخانوں میں کام کرتی ہیں۔ جہاں کہ انہیں لڑکوں اور آدمیوں کے ساتھ اکثر ملنے کا اتفاق ہوتا ہے ان میں اس کا آغاز جلدی ہو جاتا ہے۔

خون حیض کہاں سے آتا ہے

یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس پر بہت اختلاف رائے ہے ہر کوئی طبیب کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ۔ میں نے ناظرین کو ان تمام تھیوریوں سے اطلاع دیکر ان کے دماغ کو پُر نسیان کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن سب سے زیادہ مقبول عام تھیوری سے مطلع کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ یہ

حیض کا بیان

پیشتر اس کے کہ امراض متعلقہ حیض کا بیان کیا جائے۔ میں ناظرین کو حیض کی نسبت مطلع کرنا مناسب خیال کرتا ہوں حیض ایک خاص قسم کی خون آمیز رطوبت ہے۔ جو کہ خاص عرصہ کے بعد عورت کے اعضائے تناسل سے خارج ہوتی ہے۔ انگریزی میں اسکو منسٹرو ائشن Menstruation کہتے ہیں۔

خون کی خاصیت

خون حیض معمولی خون سے مختلف ہوتا ہے یہ نسبتاً کسقدر پتلا ہوتا ہے۔ اس واسطے منجمد ہونے کے بعد کپڑا جس پر لگا ہوا ہو۔ اس قدر سخت نہیں ہو جاتا۔ برخلاف معمولی خون کے جو کہ کھاری ہوتا ہے۔ یہ خون ترش ہوتا ہے۔ اور اگر بذریعہ خوردبین امتحان کیا جائے تو اس میں رحم کے میوکس ممبرین (جھلی) کے ٹکڑے پائے جاتے ہیں۔

حیض کی مقدار اور عرصہ

خون حیض کی مقدار مختلف عورتوں میں مختلف ہوا کرتی ہے۔ لیکن عموماً تندرست عورتوں میں اس کی مقدار تین چار اونس ہے۔ اگرچہ بعض اوقات اس سے بہت کم یا بہت زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ عموماً حیض تین، چار دن تک جاری رہتا ہے۔ لیکن بعض اوقات صرف ایک دو دن تک اور بعض اوقات

استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر معدہ خواہش پذیر ہو تو قابض مرکبات زیادہ مفید خیال کئے جاتے ہیں۔ جیسے ریڈیوسڈ آئرن دو سے تین گرین دن میں تین دفعہ ایمونیا سٹریٹ یا ٹارٹریٹ ۵ سے۔ اگرچہ زیادہ تر قابض مرکبات بشرطیکہ برداشت ہو سکیں۔ زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔ پرکلورائیڈ کا ٹنکچر ۱۰ سے ۲۰ بوند خوراک میں۔ یا سلفیٹ ۳ سے ۵ گرین۔ بلاڈز پل جو ۲ گرین سلفیٹ آف آئرن۔ اور اتنی ہی کاربونیٹ آف پوٹاسیئم فی گولی ہوتی ہے بہت مفید خیال کی گئی ہے۔ ایک یا دو تین گولیاں دن میں تین مرتبہ استعمال کر سکتے ہیں۔ فولاد ہمیشہ کھانے کے بعد فوراً دینا چاہئیے۔ ہمیشہ فولاد کے ساتھ کوئی ملین دوائی بھی استعمال کرانی چاہئیے تاکہ اس کے قابض اثر کا دفعیہ ہو سکے اس مطلب کے لئے سلفیٹ آف میگنیشم کو سلفیٹ یا پرکلورائیڈ آف آئرن کے ساتھ ملاکر استعمال کرا سکتے ہیں۔ یا مصبر کو ایلوز اور آئرن گولی کی شکل میں۔ یا ایلوز اور مر کی گولی بھی رات کو آئرن مکسچر کے ساتھ دی جا سکتی ہے۔ بعض حالتوں میں آرسنک اور آئرن کو ملا کر دینا مفید خیال کیا جاتا ہے۔ غذا مقوی اور عمدہ ہونی چاہئیے۔ اور مریضہ کے موٹے یا پتلے ہونے کے مطابق کم یا زیادہ چربی والی ہونی چاہئیے۔ شدید حالتوں میں ادویات سے بالکل فائدہ نہیں ہوتا۔ جب تک کہ مریضہ بالکل آرام سے بستر پر نہ لیٹی رہے ورنہ غشی سے دل کے پھیل جانے اور تیز خون بنانے والے اعضائے پر بہت زیادہ کام پڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور اگرچہ تازہ ہوا مریضہ کیلئے ضروری ہے۔ لیکن ٹھنڈک اور ٹھکاوٹ سے ہر حالت میں پرہیز لازم ہے۔

اوقات اوپٹک نیورائٹس ہو جاتی ہے۔ اور عرصہ کے بعد اوپٹک نرو (دیکھنے والی عصب) کی ایٹروفی ہو جاتی ہے۔ یعنی بالکل مرجھا جاتی ہے مختلف شریانوں میں خون منجمد ہو کر رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ اور اگر دماغی عروق میں یہ حالت واقع ہو تو موت ہو جاتی ہے۔

ماہیت

اس مرض کی بہت سی وجہیں خیال کی گئی ہیں۔ جن میں سے عام یہ ہیں (۱) خون حیض کا فتور (۲) جسم کی سب سے بڑی شریان اے اورٹا نامی کا معمول کی نسبت تنگ ہونا (۳) معدہ کے فتور (۴) جسم میں ہائیڈروکلورک ایسڈ کی کمی جس کی وجہ سے خون میں فولاد منحل ہونے والی شکل میں دورہ کرتا ہے (۵) انتڑیوں کے نقص۔

تشخیص

کلوروسس کی تشخیص عموماً آسان ہوتی ہے لیکن بعض حالتوں میں بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ جبکہ دل پھیل گیا ہو۔ اور مائٹرل ری گرجی ٹیشن کی مرمرز سنائی دیتی ہوں۔ تو اس حالت میں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ پہلی مرض کلوروسس تھی۔ یا دل کے متعلق خون حیض کی عدم موجودگی۔ روماٹزم۔ انفلوئنزا اور دیگر امراض جن سے دل مبتلا ہو جاتا ہے۔ ان کی ہسٹری کا نہ ملنا۔ دل کے مقام پر پھیلی ہوئی مرمرز بجائے ایک خاص مقام پر سنائی دینے کے یہ سب باتیں کلوروسس کی تائید میں ہیں۔

انجام

کلوروسس شاذونادر ہی مہلک ہوتی ہے یہ کئی ماہ یا کئی سال تک رہتی ہے۔ اور اکثر صحت یابی کے بعد دوبارہ ہو جایا کرتی ہے۔

علاج

خون کی حالت کو ٹھیک کرنے کیلئے فولاد کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس دوا کو کئی شکلوں میں

آنکھوں کے سامنے اندھیرا کا دکھائی دینا۔ کھانا کھانے کے بعد معدہ کے
مقام پر درد۔ طبیعت کا سستی اور قبض عام طور پر مشاہدہ میں آتی ہیں۔ مریضہ میں
مختلف درجہ کی زرد رنگ کی ہو سکتی ہے۔ جس کے ساتھ اکثر عارضی طور پر
لب اور رخسار سرخ ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات رنگت اس قسم
کی ہوتی ہے۔ کہ جس سے کلوروسس کے نام کی تصدیق ہوتی ہے۔
لیکن سب حالتوں میں اس کی تمیز نہیں ہو سکتی۔ ایک صاحب فرماتے ہیں
کہ صرف سیاہ رنگ کی لڑکیوں میں یہ حالت دیکھی جا سکتی ہے خون
کے دانے اور ان کا اصلی جز ہیموگلوبین دونوں کم ہو جاتے ہیں۔ لیکن
دانوں کی نسبت ہیموگلوبین بہت کم ہو جاتی ہے۔ جس کو اصطلاح
میں کلوروٹاک ٹائپ Chloro tic type کہتے ہیں۔ دل کے اور
جوگولر وریدوں کے مقامات پر خاص غیر معمولی آوازیں جن کو مرمر کہتے
ہیں۔ سنائی دیتی ہیں۔ ضروری نہیں کہ نبض کمزور ہی ہو۔ ممکن ہے۔ کہ
نبض کی طاقت بڑھ جائے۔ لیکن ہمیشہ یہ حالت دیکھی نہیں جاتی۔
ایک ہمیشہ پائی جانے والی علامت جس سے مریضہ اور اس کے دوستوں
کی توجہ اس طرف مبذول ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ حیض کا خون بہت
کم ہو جاتا ہے۔ یا بالکل بند ہو جاتا ہے۔ بہت چھوٹے مریضوں
میں تو حیض شروع ہی نہیں ہوتا۔ اور جب تک کلوروسس
کی بیماری رہے۔ یہ معدوم ہی رہتا ہے۔ لیکن جن میں اسکا آغاز
ہو چکا ہو۔ یہ مقدار میں کم زرد اور بے قاعدہ ہو جاتا ہے۔ یا بالکل
ہی بند ہو جاتا ہے۔ بہت شاذونادر خون معمولی کی نسبت زیادہ
بھی ہو جاتا ہے۔ خون حیض کے فتور کے ساتھ ہی یہ بھی ممکن ہے
کہ مریضہ کے دماغی قوا میں بہت فرق آجائے۔ اس کی طبیعت
چڑچڑی ہو جاتی ہے۔ اور ہسٹریا کیطرف راغب ہو جاتی ہے بعض

کے سامنے امیونیا سونگھا دینے یا چند سکینڈ کے لیے ناک اور منہ کو بند کر دینے سے جس سے دم گھر جائے اس سے یا خصیۃ الرحم کے مقام پر بہت بالو ڈالنے سے۔

اگلوور صاحب کہتے ہیں کہ تکلیف دہ حالتوں میں برے ہے گرین ابو مافین بذریعہ پچکاری جلد کے نیچے داخل کرنی چاہئے شہر لگے تے اور بھوک کا بند ہو جانا وائد محل کے طریقہ سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ جب بھوک بند ہو جائے تو غذا زیادہ مقدار میں اور تھوڑی تھوڑی دینی چاہیئے۔ قے کی حالت میں مقعد یا ناک کے راستے نالی ڈالکر غذا پہنچا سکتے ہیں۔ ان دونوں طریقوں سے جو مریض کی تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے کامیابی ہونے میں بہت مدد ملتی ہے۔

کلوروسس ہے جس کو انگریزی میں گرین سکنس یا سبز بیماری کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مراد اس قسم کی انیمیا (قلت دم) سے ہے جو خصوصیت سے لڑکیوں اور نوجوان عورتوں میں ۱۴ اور ۲۴ سال کی عمر کے درمیان مشاہدہ میں آتا ہے۔ اگرچہ بہت شاذ و نادر لڑکوں میں بھی یہ حالت دیکھی گئی ہے۔ بعض اوقات تو اس کی علامات خفیف ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات شدید سستی۔ کمزوری۔ کوتاہ دمی اور ذرا سا کام کرنے پر دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ سر درد۔ کانوں میں شائیں شائیں

سینڈیبو (دافع درد) ادویات سے پرہیز کرنا چاہیئے جس مقام کی حس کم ہوگئی ہو اس پر بجلی لگائیں مختلف اعضائے کے فالج میں بجلی بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ بعض اوقات صرف ایک دفعہ لگنے سے صحت ہوجاتی ہے۔ علاوہ ازیں فالج کیواسطے اخلاقی علاج کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ مریضہ کو یقین دلادیں کہ اگر وہ اپنے عضو کو کام میں لانے کی کوشش کرے گی۔ تو وہ اپنے آپ کو اتنا کمزور نہیں پائیگی جتنا کہ وہ خیال کرتی ہے۔ اور نیز کہ وہ روز بروز زیادہ طاقت ور ہوتی جائیگی۔ اگر ٹانگ مفلوج ہو تو مددگاروں کے سہارے سے اسے ہر روز کھڑا کرنا چاہیئے۔ اور چلنے کی ترغیب دینی چاہیئے۔ بازو کی بابت بھی یہی طریقہ عمدہ ہے اُسے بازو کو اٹھاکر ہر روز دکھلانا چاہیئے۔ کہ یہ بالکل بے بس نہیں ہے۔ آہستہ آہستہ مریضہ کو اپنی طاقت پر یقین آتا جائیگا۔ اور اُسے یہی علاج مفید ثابت ہوگا۔ کسی عضو کے اینٹھ جانے کے لیئے گلونک قسم کی بجلی لگانی یا عضو کے گرد گول بلسٹر لگانا یا مختلف لنمنٹوں سے مالش بہت مفید پڑتی ہے۔ شدید حالتوں میں مریضہ کو کلوروفارم سنگھاکر سیدھا کرکے سپنٹ میں باندھ دیں۔

جب ہسٹیریا کے حملے ہوتے ہیں۔ تو علاوہ عام علاج کے انٹی سپزماڈک ادویات کا استعمال کرانا چاہیئے۔ اگر حملے مرگی کے قسم کے ہوں تو بعد مائیڈ آف پوٹاسیم مفید پڑتا ہے۔ جب حملہ ہونیوالا ہو تو ایتھر یا ایمونیا کے سنگھانے یا دوسرے کی مضبوط قوت ارادی سے جس کو وہ مریضہ اپنی حوصلہ کی قوت استعمال کرنے کیلئے مجبور کر سکے۔ حملہ رک سکتا ہے۔ اگر حملہ شروع ہو جائے تو حواس خمسہ پر بہت تیز اثر ڈالنے سے بند ہوسکتا ہے۔ مثلاً سر اور چہرہ پر ٹھنڈے پانی کا برتن الٹنے سے یا چھاتی اور چہرے کے اوپر ٹھنڈا تولیہ مارنے یا ناک

جب تک کہ اس کی حالت میں ترقی ہونی شروع نہ ہو جائے۔ ساتھ ہی اس کے مریضہ کو پورا پورا آرام دیا جاتا ہے۔ اور اس کے جسم پر مالش کی جاتی ہے۔ اور بجلی لگائی جاتی ہے۔ مالش سے وریدی خون اور کف اپنی اپنی نالیوں میں اچھی طرح سے دورہ کرنے لگ پڑتے ہیں۔ اور بجلی لگانے سے عضلات سکڑتے ہیں جس سے ان کی پرورش اچھی طرح سے ہونے لگ پڑتی ہے۔ اور عروق پر مالش کے اثر کو تقویت پہنچتی ہے۔ اخلاقی علاج کا مدعا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ مریضہ کو ان کاموں کے کرنے کی جرأت دلائی جاوے۔ جو کہ اُسے ناممکن دکھلائی دیتے ہیں۔ اسے حوصلہ دیا جاوے۔ کہ آہستہ آہستہ اور ثابت قدمی سے صحت ہو جاویگی۔ اس کی علامات میں بہت ہمدردی ظاہر نہ کی جائے بلکہ بعض اوقات بجائے ہمدردی کے نفرت ظاہر کریں۔ مثلاً قے وغیرہ کے وقت۔ تاکہ اُسے اپنی علامات کو بڑھانے کی جرأت نہ ہو۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کا یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ مریضہ کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ ڈاکٹر اسے بہانہ ساز خیال کرتا ہے۔ کیونکہ اس حالت میں ڈاکٹر کی قابلیت میں اس کا یقین نہیں رہے گا۔

علاوہ تمام جسم پر مقوی اثر رکھنے والی ادویات کے بعض اور دوائیں جن کو انٹی سپزماڈک (Antispasmodic) کہتے ہیں۔ بہت مفید اثر رکھتی ہیں۔ مثلاً مشک۔ ہینگ۔ وے۔ لے۔ ری۔ ان اور وے۔ لے۔ ری۔ نیٹ۔ آف۔ زنک۔

اب ہم عام علامات کے علاج کا ذکر کرتے ہیں۔ ہسٹریکل دردوں کے لیئے مقامی دافع درد ادویات مثلاً بلاڈونا وغیرہ استعمال کریں اور مقام ماؤف پر ٹکور کریں۔ لیکن اتنا خیال ان خاص علامتوں کی طرف نہیں رکھنا چاہیئے۔ جتنا کہ عام صحت کیطرف۔ حتی الوسع اندرونی

کہ دن بدن تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر مریضہ کا خیال کسی اور طرف لگایا جائے تو مفلوج عضلات میں بھی تھوڑی بہت طاقت پائی جاتی ہے۔ بعض دفعہ اپی لیپسی کے حملے کے بعد ہسٹریا کے حملے شروع ہو جاتے ہیں۔

انجام ہسٹریا کا مریض تقریباً ہمیشہ تندرست ہو جایا کرتا ہے۔ اگرچہ جن حالتوں میں اس کی تشخیص نہیں ہوسکتی۔ ان حالتوں میں صحت یاب ہونے میں بہت وقت خرچ ہوتا ہے۔ جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے۔ بیماری خود بخود گھٹتی جاتی ہے۔ بعض اوقات قے یا غذا کے نہ کھانے سے یا دم بند ہوکر موت واقع ہوسکتی ہے۔

علاج علاج میں ہسٹریا کی طرف عام رغبت اور خاص شکل کا جو کہ اس نے اختیار کی ہو۔ لحاظ رکھنا ہوتا ہے اور ہر حالت میں علاج دونوں قسم کا یعنی اخلاقی اور جسمانی ہوا کرتا ہے۔ مریضہ کی ہائی جین حتی الوسع عمدہ ہونی چاہیئے تازہ ہوا۔ عمدہ غذا۔ متوسط ورزش جس سے تھکاوٹ پیدا نہ ہو، دماغی تفکرات سے بچائے رکھنا اور بلڈ ٹانکس مثلاً فولاد وغیرہ کا استعمال ضروری ہیں۔ پاخانہ کی حالت کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ قبض وغیرہ نہ ہونے پاوے۔ اخلاقی علاج میں ضروری ہے کہ مریضہ کو اس کے دوستوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ کیونکہ ان کی غلط ہمدردی سے مریضہ کی بیماری کو ترقی ہوتی ہے۔ بہت سے مریض ہسپتال میں فوراً تندرست ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہاں غیر ضروری ہمدردی ان سے ظاہر نہیں کی جاتی۔ شدید حالتوں میں جبکہ معمولی طریقوں سے صحت یابی نہیں ہوتی۔ تو وائر مچل (Wein Mitchell) کا طریقہ بہت مفید پڑتا ہے۔ اس طریقہ میں مریضہ کو اپنے دوستوں سے ہی صرف علیحدہ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس کو بالکل تنہا کر دیا جاتا ہے۔ سوائے ڈاکٹر اور خدمتگار کے اور کوئی اس کے پاس جانے نہیں پاتا۔

دقیقے ہو جایا کرتے ہیں جن میں مریض غذا کھا لیتا ہے۔ اور پھر انہی بے ہوشی کے عالم میں پڑ جاتا ہے۔ بہت سے مریض پنج جایا کرتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں دو طرف خیال رکھنا اور سام نمبولزم (یعنی سوتے ہوئے اٹھکر بیہوشی کی حالت میں کوئی کام کرنا جس کی مریضہ کو بعد میں بالکل خبر نہیں ہوتی۔ ہسٹریا کی علامات میں سے ہیں۔

ہسٹریا کا پاگل پن سے بھی کچھ تعلق ہے۔ کئی پاگل عورتیں پہلے ہسٹریکل ہوتی ہیں۔ اور دونوں حالتوں کے درمیان حد بندی کرنا بہت مشکل ہے۔

تشخیص { تشخیص کا بہت کچھ انحصار عمر اور جنس پر ہے۔ جو کہ عموماً مخصوص کی گئی ہیں۔ پہلے حملوں کی ہسٹری پر اور اس تکلیف کے آغاز کی ہسٹری سے جو کہ عموماً یا تو یک لخت ہوتی ہے۔ یا کسی حملے یا اور ہسٹریکل علامت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ یا کسی جوش و جذبہ یا کسی ایسی چوٹ سے اس کا آغاز ہوتا ہے۔ جو کہ مقامی نقص پیدا کرنے کے لائق نہیں ہے۔ کسی عضو میں نقص نہ ہونے سے ہسٹریا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن کسی عضو میں نقص موجود ہونے سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کو ہسٹریا نہیں . . . .

. . . . ہسٹریا کے متعلق فتور دن بدن بہت کم وبیش ہوتے جاتے ہیں۔ اور جب مریضہ کی توجہ کسی اور طرف پھیر دی جائے تو بہت کم نمایاں ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں مریضہ میں مختلف علامات یکے بعد دیگرے پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ پہلی علامات ٹھیک ہوتی جاتی ہیں۔ اور دوسری علامات پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ بعض فتور بذات خود بڑے بھاری تشخیصی ہیں۔ مثلاً گلوبس (گولہ)، نے نکس کے عضلات کا فالج اور ایک حصہ جسم کی حس کا گم ہو جانا۔ فالج کی بڑی بھاری بات یہ ہے

بڑھ جاتی ہے۔ یا تو بخار کئی دن تک لگاتار رہتا ہے یا ۲۰ یا ۳۰ دفعہ
تک ہو جایا کرتا ہے۔

ہسٹیریا میں کئی اور باتیں بھی مشاہدہ میں آئی ہیں۔ کے ٹے لیپسی
(Catalepsy) کی حالت میں جس حالت میں کہ کسی عضو کو رکھا جائے
وہ کچھ عرصہ تک اسی حالت میں پڑا رہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مریضہ میں اپنے
ارادے سے کام کرنے کی طاقت نہیں ہے جس وقت کسی عضو کو اٹھانے
کی کوشش کی جائے۔ تو پہلے تو کچھ رکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔ پھر عضو
اٹھ جاتا ہے۔ اور اگر کسی نئی حالت میں رکھ دیا جاوے تو اس حالت میں
بہت عرصہ تک پڑا رہتا ہے۔ آخر کار عضو پر کشش ثقل کا اثر نمودار
ہونے لگتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ نیچے گر پڑتا ہے۔ علاوہ ہسٹیریا
کے کے ٹے لیپسی کی حالت کئی کمزور کر دینے والی امراض، دماغی بیماریوں
اور بعض اوقات مینجائی ٹس (سرسام) اور اپوپلکسی کے
کوما میں بھی ملاحظہ میں آتی ہے۔

ٹرینس (Trance) یا لیتھرجی (Lethargy) بھی
کے ٹے لیپسی کی طرح یا تو ہسٹیریا میں دیکھی جاتی ہے یا کمزور کر دینے
والی امراض اور ہپ نائٹزم کے بعد مریضہ ایک خاص طرح کی نیند کی
حالت میں ہوتی ہے۔ اور اسی طرح کئی دن یا کئی ہفتہ تک پڑی رہتی ہے
چہرہ زرد اور عضو ڈھیلے ہوتے ہیں۔ اور پپوٹوں کو کھولنے پر مریضہ ان
کو بند کرنے کے لیئے زور لگاتی ہے۔ پتلیاں تھوڑی سی سکڑی ہوئی
تھوڑی سی پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور روشنی کا اثر ان پر ہوتا ہے
یعنی روشنی ڈالنے سے وہ سکڑ جاتی ہیں نبض کمزور اور دل کی آوازیں
اس قدر دھیمی ہو جاتی ہیں۔ کہ سنائی نہیں دیتیں۔ اور کئی دفعہ مریضوں کو
مردہ خیال کیا جاتا ہے۔ دیر تک رہنے والی حالتوں میں بعض اوقات

ہسٹریا میں مریضہ کو قے۔ معدہ کے مقام پر درد اور ہوا سے تناہٹ
محسوس ہوتی ہے۔ بڑی عام بات ملاحظہ میں یہ آئی ہے کہ مریضہ کو بھوک
نہیں لگتی۔ اور بہت عرصہ تک وہ کھانا بالکل نہیں کھاتی۔ بعض اوقات
ایسی حالتوں میں دھوکے سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ اور مریضہ پوشیدہ
کھانا کھا لیتی ہے۔ اس طرح کی فاقہ کش لڑکیاں عموماً ہسٹریکل ہوتی ہیں۔
جن کی مرض لوگوں کی فضول ہمدردی اور تعجب سے بڑھتی جاتی ہے۔ اور
نیز اس وجہ سے کہ اس حالت میں ان کے نئے نئے عوارض پیدا ہوتے جاتے
ہیں۔ بعض اوقات مریضہ بالکل کمزور ہو کر نحیف سارہ جاتی ہے۔ دوران
خون کے متعلق مفصلہ ذیل فتور ملاحظہ میں آتے ہیں۔ دل کا دھڑکنا۔ چہرہ کا
سرخ ہو جانا۔ تیز یا کمزور نبض۔ دل کے مقام پر درد۔ تنفس کی تعداد
فی منٹ غیر معمولی طور پر بڑھ جاتی ہے۔ بغیر کسی قسم کی پھیپھڑوں کی مرض
کے اس کی اوسط ۷۰۔۸۰ یا ۹۰ دفعہ فی منٹ تک پہنچ جاتی ہے۔ مریضہ
کو جاگتے ہوئے کچھ اتنی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ اور نیند کے وقت
پھر وہی معمولی ۱۸ یا ۲۰ دفعہ فی منٹ ہو جاتی ہے۔ ہسٹریا میں کھانسی
عام طور پر دیکھی جاتی ہے۔ عموماً کھانسی سے آواز بڑی نکلتی ہے۔ اور
کسیقدر "کتے کی کھانسی" سے مشابہ ہے۔ لگاتار ہچکیاں جو کہ کئی گھنٹہ یا کئی
دن تک رہ سکتی ہیں ہسٹریا کی ایک خاص علامت ہے۔ ہسٹریا
کے حملے کے بعد کا پیشاب مقدار میں زیادہ پیلا اور کم منجمد ہوتا ہے۔
ہسٹریا میں پیشاب عموماً بند ہو جایا کرتا ہے لیکن تسلسل البول
بہت شاذو نادر دیکھنے میں آتا ہے۔ عموماً کہا گیا ہے کہ ہسٹریکل
مریضہ کبھی اپنا بستر پیشاب سے تر نہیں کرتی۔ اسیطرح قبض بھی
ہو جاتی ہے۔ لیکن پاخانہ خود بخود کبھی خارج نہیں ہوتا۔ اور اسہال
بہت شاذو نادر دیکھنے میں آتے ہیں۔ ہسٹریا میں ٹمپریچر بہت

شروع ہو جاتی ہیں بعض اوقات جس کی طاقت بہ ۵ جاتی ہے یا بالکل مفقود ہو جاتی ہے خصیۃ الرحم کا مقام خصوصاً دردناک ہو جاتا ہے۔ اعلاوہ ازیں بالا ہسٹیروجینک پاٹ مفصلہ ذیل مقامات پر خصوصیت سے پائے جاتے ہیں یعنی ان مقامات پر دباؤ ڈالنے سے ہسٹریا کے حملے شروع ہو جاتے ہیں۔ پستانوں کے اوپر پستانوں کے مقام پر۔ پستانوں سے نیچے۔ بغل کے نیچے۔ پسلیوں کے نیچے۔ ہڈی کے مقام پر کنگڑ وڑ کے نچلے اور اوپر کے مُہرے۔ خصیۃ الرحم کے مقام پر۔ اس حملے کے چار درجے ہیں (۱) ابی لیسی ومرگی، کا درجہ (۲)، ہاتھ پاؤں کا مارنا اور دیگر بڑی بڑی حرکات (۳) جوش وجذبہ کا وقت (۴)، ہذیان پہلے درجہ میں بالکل مرگی کیطرح بیہوشی اور بلا وقفہ اور وقفہ دار تشنج ہوا کرتے ہیں۔ یہ درجہ ا سے ۵ منٹ تک رہتا ہے۔ دوسرے درجہ کی خاص بات یہ ہے۔ کہ مریضہ صرف سر کے پچھلے حصہ اور ایڑیوں کے بل پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ باقی حصہ جسم کمان کی مانند بستر سے اٹھا ہوا ہوتا ہے۔ پھر بستر پر گر پڑتی ہے۔ اسطرح حرکات بہت عرصہ تک جاری رہتی ہیں۔ تیسرے درجہ میں مریضہ کی چہرہ کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔ کبھی تو اس کے چہرے سے خوشی کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ کبھی بالکل غمگین معلوم ہوتی ہے۔ کبھی ڈری ہوئی حالت چہرہ ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مریضہ صلیب کی شکل میں پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی دونوں بازو جسم سے زاویہ قائمہ پر پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اخیر میں مریضہ کو ہذیان ہو جاتا ہے۔ جو کہ مختلف قسم کا اور مختلف وقت تک رہتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ صحت یابی ہو جاتی ہے۔

علامات متعلقہ اعضائے اندرونی

گلو لبس ہسٹریکس (گولہ) اور نگلنے کی تکلیف کا پہلے ذکر ہو چکا ہے

بعض اوقات مریضہ اپنے دانت پیستی ہے یا رونے چلانے لگتی ہے۔ پپوٹے عموماً بند ہوجاتے ہیں۔ اور اگر انہیں کھولنے کی کوشش کیجائے تو مریضہ مقابلہ کرتی ہے۔ اور اگر زور سے کھول بھی لیا جائے تو آنکھ کا ڈھیلا اوپر کے پپوٹے کے نیچے گھوم جاتا ہے۔ چہرہ عموماً سرخ ہوتا ہے مرگی کیطرح نیلا نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ تھوڑی سی تھوک منہ سے بہتی ہو لیکن زبان کبھی بھی نہیں کاٹی جاتی (زبان کا کٹ جانا مرگی کی بڑی بھاری علامتوں میں سے ہے) مریضہ بالکل بے ہوش نہیں ہوتی۔ کسی بات کا جواب نہیں دیتی۔ لیکن اس کی حرکات بہت کچھ ان باتوں کے متعلق ہوتی ہیں۔ جو اس کی موجودگی میں کی جاتی ہیں۔ اور اگر اس کو روکا جائے تو وہ مقابلہ میں کوشش کرتی ہے۔ چند منٹ تک یہ زور کی حرکات رہکر بند ہوجاتی ہیں۔ اور مریضہ آنکھیں بند کئے چپ چاپ پڑی رہتی ہے۔ اپنے رشتہ داروں کی کسی بات کا جواب نہیں دیتی۔ حتیٰ کہ پھر وہی تشنج کی حالت شروع ہوجاتی ہے۔ یہ حالتیں دو تین گھنٹہ تک رہتی ہیں۔ مریضہ یکلخت صحت یاب ہوجاتی ہے۔ حرکات بند ہوجاتی ہیں۔ مریضہ آنکھیں کھول دیتی ہے۔ اور حیرت سے ارد گرد نظر ڈالتی ہے۔ اپنی ناشائستہ حرکات پر حیران ہوتی ہے۔ یا اسی حیرانی کے عالم میں رونے لگتی ہے۔ بعض اوقات کچھ عرصہ بعد تک سر درد جاری رہتی ہے۔ اور چند روز کے اندر پھر دوسرا حملہ ہوجاتا ہے۔ مریضہ بیان کرتی ہے کہ جو کچھ ہوا ہے مجھے اس کا بالکل علم نہیں ہے۔

فرانسیسی مصنف ایک اور قسم ہسٹیریا کی بیان کرتے ہیں جس کو وہ ہسٹرو اپی لیسی یا ہسٹریا میجر کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ اس قسم میں یا تو پہلے مریضہ کی طبیعت بہت غمگین ہوجاتی ہے یا مختلف قسم کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اور شکلیں دکھلائی دیتی ہیں بعض اوقات ہچکی۔ ابلی اور قے پیٹ میں گڑگڑاہٹ۔ جمائی۔ وٹھری وغیرہ

وقفہ وار تشنج - یا تو مریضہ کو رعشہ ہو جاتا ہے - یا اس سے بھی زیادہ کبھی کبھی باقاعدہ حرکتیں کرتی ہے - اس پچھلی حالت میں یا تو مریضہ سر کو آگے پیچھے یا پہلو بہ پہلو ہلاتی ہے - یا پشت کے عضلات اکڑ جاتے ہیں یا اپنی کلائی کو اپنی ران یا دوسری کلائی پر زور زور سے مارتی ہے - بعض اوقات مریضہ اچھل اچھلکر اپنے بستر سے گر پڑتی ہے -

ہسٹریا کا حملہ (Hysterical fit) یہ حملے عموماً جوش و جذبہ کی حالت سے شروع ہو جاتے ہیں - حملے کا آغاز گلوبس ہسٹریکس سے ہوتا ہے - یعنی مریضہ محسوس کرتی ہے - کہ پیٹ سے ایک گولا سا اٹھکر اوپر کو چلا جاتا ہے - اور حلق میں جا کر ختم ہو جاتا ہے - اور اسوقت مریضہ کو گلا گھٹنے کی سی حس محسوس ہوتی ہے - ساتھ ہی مریضہ کو سستی یا دل کی دھڑکن شروع ہو جاتی ہے - اور یا تو رونے لگ جاتی ہے - یا زور زور سے ہنسنے لگ جاتی ہے - بعض حالتوں میں گلوبس کے بعد مریضہ فرش پر گر پڑتی ہے - اور تشنج شروع ہو جاتے ہیں - یا تو یہ تشنج ٹانک و لگاتار قسم کے ہوتے ہیں جسم اور ٹانگیں اچھی طرح سے اکڑ جاتی ہیں - جسم کمان کیطرح تن جاتا ہے - صرف سر کا پچھلا حصہ اور ایڑیاں زمین سے لگی رہتی ہیں - اور باقی دھڑ زمین سے اونچا رہتا ہے - بازو خوب پھیلے ہوئے ہوتے ہیں - اور یا تو دھڑ کے ساتھ لگے ہوئے ہوتے ہیں - یا جسم کے ساتھ زاویہ قائمہ بناتے ہیں - اس حالت کے بعد مختلف قسم کی حرکات شروع ہو جاتی ہیں - اور بعض اوقات اس قسم کی ہوتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے - کہ مریضہ جان بوجھکر یہ حرکات کر رہی ہے بار بار اپنے سر کو زمین پر مارتی ہے - حتیٰ کہ خون جاری ہو پڑتا ہے - ٹانگوں اور بازو کو ادھر ادھر پھینکتی ہے - اور پاس کھڑے ہوؤں کو مارتی ہے - اور اگر روکنے کی کوشش کیجاوے تو سخت لڑائی شروع ہو جاتی ہے -

ہیں مریضہ کھڑی تو نہیں ہو سکتی۔ لیکن لیٹے لیٹے ہیں بڑے بڑے ٹانگیں ہلا سکتی ہے۔ جس کی طاقتوں میں مطلقاً کوئی نقص دیکھنے میں نہیں آتا۔

اے تکسیا - اس اصطلاح سے مراد یہ ہے کہ عضلات میں طاقت تو موجود رہتی ہے۔ لیکن کسی خاص کام کے کرنے کے لئے جو مختلف عضلات کے گروہوں میں مطابقت ہونی چاہیئے۔ وہ نہیں رہتی۔ اس لئے باوجود طاقت ہونے کے بھی انسان کام کرنے سے مجبور ہو جاتا ہے۔ ہسٹریا میں جس وقت یہ حالت ہوتی ہے تو یا تو اس کے ساتھ فالج موجود ہوتا ہے۔ یا بغیر فالج کے ہی یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

لگاتار تشنج ہسٹریا کی ایک عام علامت یہ بھی ہے۔ کہ مختلف عضلات بڑے بڑے عرصہ تک ایک ہی حالت میں اینٹھے رہتے ہیں۔ ہسٹریا کے حملوں کے ہٹ جانے کے بعد ہی یہ تشنج وقوع میں آسکتے ہیں۔ اور ایسی حالتوں میں ذراسی چوٹ لگ جانے یا ذرا سے جوش سے اینٹھن شروع ہو جاتی ہے۔ ایک بازو ایک ٹانگ یا بعض اوقات دونوں ہی مبتلائے مرض ہو جاتے ہیں۔ بازو عموماً سکڑا ہوا اور چھاتی سے لگا ہوتا ہے۔ ٹانگ عموماً سیدھی تنی ہوئی رہتی ہے۔ اگر دوسرا آدمی ان اعضاء کی وضع کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے تو مریضہ مقابلہ کرتی ہے۔ اور جتنا باہر سے زور لگایا جائے۔ اتنی ہی عضلات کی سکڑنے کی طاقت بڑھ جاتی ہے نیند میں بھی عضو ڈھیلے نہیں ہوتے۔ صرف بہت ہی گہرے کلورا فارم کی بے ہوشی میں ان کی یہ حالت تبدیل ہو سکتی ہے چاروں اعضاء اکٹھے بہت ہی کم اینٹھن کی حالت میں دیکھے جاتے جبڑا بھی بعض اوقات مضبوطی سے بند ہو جاتا ہے۔

یہ اینٹھن یا تو کئی ماہ یا سالوں تک قائم رہتی ہے یا بجلی لگانے یا جوش و جذبہ کی حالت میں فوراً رفع ہو جاتی ہے۔

مفلوج ہوا کرتے ہیں یعنی وہ عضلات جو کہ دو کل کارڈوں کو ایک دوسرے
کے نزدیک لاتے ہیں تنفس زیادہ نظر وار ہو جاتا ہے۔ اور تنگی تنفس ہو جاتی
ہے فیرنکس کے عضلات کے فالج سے نگلنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اوپر کی
پلک کا گرے رہنا بھی ہسٹریا کی ایک علامت ہے۔ اگرچہ ضروری نہیں کہ یہ
حالت دونوں طرف ہو۔ دونوں ٹانگیں یا ایک طرف کی ایک ٹانگ اور
ایک بازو مفلوج ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایسی حالتوں میں فالج بالکل مکمل نہیں
ہوتا۔ اور اگر مریضہ کوشش کرے تو بعض عضلات حرکت کر سکتے ہیں۔ اگر عضو
ماوف کو اٹھا کر ہوا میں چھوڑ دیا جائے تو مریضہ اسے وہاں کھڑا رکھ سکتی ہے
یا اسے صرف تھوڑا سا گرنے دیتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ماوف
عضلات پورے پورے مفلوج نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں اگر مریضہ کی
توجہ کسی اور طرف پھیر دی جائے تو بے خبر طور پر مریضہ اپنے مفلوج اعضاء
کو حرکت دے سکتی ہے۔ عضلات کی پرورش اور ان پر بجلی کے اثر میں
کچھ فرق نہیں آتا۔ لیکن بعض اوقات ان کا حجم کم ہو جاتا ہے۔ نچلے دھڑ
کے فالج میں مریضہ کھڑی نہیں ہو سکتی۔ لیکن بستر میں پڑے ہوئے
ٹانگیں ہلا سکتی ہے۔ پاخانہ اور پیشاب میں کوئی فتور واقع نہیں ہوتا۔
کیونکہ ان دونوں فعلوں کے مبتلا ہونے اور فالج سے ایک اور مرض
مایالائیٹس نامی کا شک پڑ جاتا ہے۔ آدھے دھڑ کے فالج میں بازو
کی نسبت ٹانگ زیادہ خراب حالت میں ہوتی ہے۔ لیکن چہرہ اور زبان
ہمیشہ بچ رہتے ہیں۔ شاذ و نادر حالتوں میں جوڑوں کو حرکت دینے سے
مریضہ کو سخت درد محسوس ہوتا ہے۔ جس کو اصطلاح میں اے کی نی سیا الگیرا
"Akinesia Algera" کہتے ہیں۔

ہسٹریا میں ایک اور فتور ایسٹے سی آ ۔ سے بے سی
Astasia abasia نامی مشاہدہ میں آیا ہے جب

اور آواز کی برداشت نہیں کر سکتی۔ اور جسم پر معمولی طور پر ہاتھ لگنے سے بھی اسے بہت سخت درد محسوس ہوتا ہے۔ اس کی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ دروازے بند رہیں۔ اور وہ اندھیرے میں پڑی رہے اور ذرا چھونے یا چارپائی کے ہلنے کی وہ سخت شاکی ہوتی ہے جسم کے کئی مقامات پر ذرا سا ہاتھ لگانے سے مریضہ کو سخت درد ہوتا ہے۔ خصوصاً لنگر ورٹر پر۔ خصیۃ الرحم کے مقام پر۔ اور زیادہ تر شکم کے نچلے حصہ میں ناف کے نیچے بائیں طرف۔ پستانوں کے نیچے یا سر کی چوٹی پر۔ بعض اوقات ان مقامات پر دباؤ ڈالنے سے مریضہ کو گولا سا اٹھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ جو کہ حلق میں جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ یا بعض اوقات اس کا مکمل حملہ شروع ہو جاتا ہے۔ ان مقامات کو اصطلاح طب میں ہسٹروجینک کے نام سے موسوم کیا گیا ہے (Hysterogenic)

بعض اوقات ایک بازو یا ایک ٹانگ یا سارے ایک پہلو کی حس کی طاقت زایل ہو جاتی ہے۔ اس حس کی طاقت کے زایل ہونے کے ساتھ ہی اس حصہ جسم کے حواس خمسہ میں بھی فرق آجاتا ہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے۔ کہ جس طرف کی حس گم ہوئی ہوتی ہے۔ اس طرف کوئی دہات کا ٹکڑا چھونے سے بعض مقامات ایسے معلوم ہوتے ہیں جنہیں حس موجود ہوتی ہے۔ لیکن اگر دوسری طرف انہیں مقامات پر ہاتھ لگایا جائے۔ تو دوسری طرف کی ان مقامات کی حس گم ہوتی ہے۔ اس کو اصطلاح میں ٹرینس فر (Transfer) کہتے ہیں۔

علامات متعلقہ حرکت | فالج۔ ہسٹریا میں عموماً آواز بند ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لیرنکس (بولنے والی مشین) کے عضلات کو فالج ہو جاتا ہے اس فالج کی خاصیت یہ ہے۔ کہ اس میں صرف ایڈکٹر عضلات ہی

دبا ؤ ڈالنے سے ہسٹریا کے شدید حملے بھی رک سکتے ہیں۔

علامات۔ اس مرض کی علامات کو ۵ گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے
(۱) دماغی (۲) متعلقہ حس (۳) متعلقہ حرکت (۴) متعلقہ دوران خون (۵)
متعلقہ اعضائے اندرونی۔

ہسٹریا کی دماغی علامات۔ ابھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس مرض
کے مریضوں کی قوت ارادی کمزور ہو جاتی ہے۔ اور جذبے کی طاقتیں بہت
بڑھ جاتی ہیں۔ خوشی اور غمی کا ان پر بڑی جلدی اثر ہو جاتا ہے۔ اور ہنسی
یا آنسوؤں کے بہنے کو روکنے کی ان میں بہت کم طاقت ہوتی ہے ایسے
مریضوں میں ہر وقت یہی خواہش رہتی ہے۔ کہ ارد گرد کے لوگ ان سے
ہمدردی ظاہر کریں۔ اسی وجہ سے ان کے دل میں ہمیشہ بیمار رہنے کی
خواہش بھری رہتی ہے۔ کیونکہ صرف اسی حالت میں لوگ ان سے ہمدردی
ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس خواہش کے پورا کرنے کیلئے کئی قسم کے مصنوعی
عوارضات پیدا کر لئے جاتے ہیں جس سے دوسرے لوگ تو عموماً اور کبھی
کبھی طبیب بھی اس مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں۔ کہ مریضہ بڑی سخت بیمار
ہے۔ مثلاً لڑکیاں اپنے جسم پر کسی تیزاب یا کن کھجورے ڈس یا دیا سلائی
کے سروں سے بڑے بڑے دنبل پیدا کر لیتی ہیں۔ یا مسوڑوں اور رخساروں
کے درمیان کوئی چیز رکھکر رسولی بنالی جاتی ہے۔ یا کوئی غیر جنس کھلائی
جاتی ہے۔ اور ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ یہ مقعد یا اعضائے تناسل سے
نکلی ہے۔ اس قسم کی باتیں اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ اپنے ارادہ
سے کی جاتی ہیں۔ لیکن اس کا تعلق ضرور ہسٹریا سے ہوتا ہے۔ اور
ان مریضوں میں اس مرض کی اور علامات مشاہدہ میں آتی ہیں۔

علامات متعلقہ حس ان علامات میں سے سب سے عام حواس
خمسہ کا تیز ہو جانا ہے۔ مریضہ روشنی

اخلاقی تعلیم سے بہت بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً اگر بچہ کی ہر ایک خواہش کو پورا کر دیا جائے تو اسے عادت پڑ جاتی ہے کہ اس کی چھوٹی چھوٹی شکایتوں میں بھی ہمدردی ظاہر کی جائے۔ اور روزانہ زندگی کی حقیقات کا مقابلہ کرنے کی اسے تعلیم نہیں دی جاتی۔

ہسٹریا کے گلے تمام قسم کے دماغی یا جسمانی فتوروں سے شروع ہو سکتے ہیں۔ سب سے عام باعث ان کا جذباتی قسم کے فتور ہیں۔ گھر کے تمام کاروبار کے فکر۔ دوستوں یا رشتہ داروں کے مر جانے کا غم۔ شدید جھگڑے یا بعض اوقات صرف تھوڑا سا اختلاف رائے سچے عشق میں کسی مقام پر مایوسی۔ یا ایسے دیگر موقعوں پر ہسٹریا کے گلے شروع ہو جایا کرتے ہیں۔ جسمانی اسباب میں سے سب سے عام چوٹ کا لگنا ہے۔ مثلاً معدہ کے مقام پر مکا لگنے سے گسٹریلجیا اور نفخ شکم شروع ہو جاتے ہیں۔ یا بازو پہ چوٹ لگنے سے ہسٹریا کا فالج یا تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔

بعض امراض سے تمام جسم کے کمزور ہو جانے سے اس مرض کی علامات شروع ہو جاتی ہیں۔ یا مقامی فتوروں سے اس مقام کے متعلق ہسٹریا کی علامات کا آغاز ہو جاتا ہے۔ مثلاً گلے میں خراش ہونے سے ہسٹریا کے متعلق آواز بند ہو جاتی ہے۔ یا جوڑ میں سوزش ہونے سے اس جوڑ کے متعلق درد پیدا ہو جاتا ہے۔ ہسٹریا کے مقامی اسباب میں سے عام رحم اور خصیۃ الرحم کی امراض ہیں۔ سب سے عام رحم کا اپنی جگہ سے ٹل جانا ہے لیکن اگر رحم کو اپنی جگہ پر ٹھیک بھی کر دیا جاوے تو ضروری نہیں کہ ہسٹریا کی مرض بھی رفع ہو جاوے۔ ہسٹریا کے بعض مریضوں میں دیکھا گیا ہے کہ خصیۃ الرحم کے مقام پر دباؤ ڈالنے سے مریضہ درد محسوس کرتی ہے۔ اور اس کی وجہ خصیۃ الرحم کی سوزش خیال کی گئی ہے۔ لیکن ابھی تک اس کا پورا پورا یقین نہیں ہے۔ کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اس مقام پر درد سے

قسم کے مریضوں میں بہت سی مشابہت ہو سکتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ ہسٹریا کا مریض آہستہ آہستہ بہانہ ساز بھی ہو جائے۔ جب اس قسم کے مریض کو فالج ہو جائے تو وہ بیچاری اپنے ہاتھ پاؤں ہلانے سے مجبور ہوتی ہے۔ اور کسی طرح سے ان اعضاء کو کام میں نہیں لا سکتی۔ اگرچہ وہ اعضاء بجلی کے اثر سے حرکت کر سکتے ہیں۔ یا اگر آہستہ آہستہ اس کی اخلاقی حالت کو بہتر کیا جائے تو وہ ان اعضاء کو کام میں لانے لگ پڑتی ہے۔ دراصل برائی کرنے کی طاقت ارادی اتنی پیدا نہیں ہوتی جتنی کہ نیک کام کرنے کی قوت کی عدم موجودگی۔

لفظ ہسٹریا کے معنے رحم کے ہیں۔ پہلے پہل خیال کیا جاتا ہے کہ یہ سب علامات رحم کے نقص کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں بلکہ بعض کہتے تھے کہ رحم ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کر کے چلا جاتا ہے۔ اور یہ علامات پیدا کرتا ہے۔ لیکن اب یہ تحقیق ہو چکا ہے۔ کہ اگرچہ اعضائے تناسل کا بہت سی حالتوں میں بہت کچھ تعلق ہوتا ہے۔ لیکن ہمیشہ یہی حالت نہیں ہوتی نوجوان لڑکیوں میں یہی اس کے کئی اور باعث ہو سکتے ہیں۔ اور علاوہ ازیں یہ مرض نوجوان لڑکوں اور مردوں میں بھی دیکھی گئی ہے۔ اسکی ماہیت ابھی تک اچھی طرح سے معلوم نہیں ہو سکی۔

اسباب۔ ہسٹریا اکثر عورتوں کو پندرہ اور پچاس سال کی عمر کے درمیان ہوا کرتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی بہت بوڑھی عورتوں اور بہت کم سن لڑکیوں میں بھی دیکھا گیا ہے۔ جوان آدمی تو بہت شاذ و نادر لیکن نوجوان لڑکے ان کی نسبت زیادہ اس مرض میں مبتلا دیکھے جاتے ہیں وراثت کا بہت کچھ تعلق ہے۔ جن کو ہسٹریا ہو۔ جو پاگل یا شرابخور ہوں یا دوسری عصبی بیماریوں میں مبتلا رہ چکے ہوں۔ ان کے بچوں کو اکثر یہ مرض دیکھی جاتی ہے۔ اور اس مرض کے حاصل کرنے کی رغبت خراب

ہسٹریا

ہسٹریا سے مراد نظامِ عصبی کے اس نقص سے ہے جس سے مختلف فتور سنسری۔ موٹریا وسرل قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان فتوروں کی میعاد مختلف ہوتی ہے۔ اور عموماً مریض ان سے صحتیاب ہو جایا کرتی ہے اور یہ فتور عموماً مفصلہ ذیل اقسام کے ہوا کرتے ہیں۔ درد سنسناہٹ۔ فالج تشنج۔ خاص خاص مقامات پر زیادتی خون۔ دل کا دھڑکن۔ پیشاب کا بند ہو جانا۔ اور ایسی ہی دیگر حالتیں ایک ہی شخص میں وقتاً فوقتاً ہو جایا کرتی ہیں۔ اور عموماً ان کو ہسٹریا کی علامات یا ہسٹریا کے حملوں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ صرف ہسٹریا کا نام نظامِ عصبی کی اس حالت کیواسطے مخصوص کیا جاتا ہے جس سے یہ حملے ہوا کرتے ہیں یا ہونے کی رغبت ہوتی ہے۔ جب ایکدفعہ کسی شخص کو ہسٹریا کا حملہ ہو جائے تو خیال کیا جاتا ہے کہ آئندہ حملوں کیطرف اس کی رغبت ہو جاتی ہے۔ دراصل یہ مرض دماغ کے اعلےٰ افعال میں نقص آنے کی وجہ سے ہو جاتا ہے یعنی جذبات کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں قوت ارادی بجائے جسم و قیاس کے ماتحت ہونے . . . .

کے خیالات اور جذبات کے ماتحت ہو جاتی ہے لیکن اس تعریف کے اندر وہ علامات نہیں آتیں جو کہ اندرونی اعضاء کے متعلق پیدا ہو جاتی ہیں خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ہسٹریا والا مریض بہانہ نہیں کرتا۔ اگرچہ ذرا سا

کیا آپنے لاہور کا جدید

ہفتہ وار اردو اخبار ہندوستان

دیکھا ہی جسکی اشاعت دنوں میں ہزاروں تک
پہنچ گئی ہی جسکے آزادانہ ملکی مضامین ایسے مقبول عام
ہوتے ہیں کہ بڑے بڑے نامور انگریزی اخبارات
سول ملٹری گزٹ ٹریبون ڈیلی ٹائمز وغیرہ نے انکے
ترجمے اپنے کالموں میں شایع کیے ہیں اور جو بوجہ اپنے
مفید اور اعلے مضامین کے پنجاب کا سر برآوردہ
اردو اخبار تسلیم کیا گیا ہے نمونہ طلب کرو جو مفت
بھیجا جائیگا ٭

ایشر داس منیجر ہندوستان۔ لاہور

ہی ہوتی ہیں - اور بعض میں خصوصاً فقرہ اناث میں یہ ہر دو اطراف میں اس قدر جھک جاتی ہیں - کہ پوری قوس کی شکل سے مشابہ ہوتی ہیں - اس شکل والی بھویں عموماً نزاکت تیز حس اور رنجیدہ طبیعت کا اظہار کرتی ہیں - اسی نمونے کی ایک اور مختلف قسم کی بھویں ہوتی ہیں - جن میں محراب بیرونی انجاموں کے قریب کچھ کچھ زاویہ دار ہو جاتی ہے - اور اس حالت میں دلی طاقت کی زیادتی اور غالباً رنجیدگی کی طرف زیادہ میلان طبع ظاہر کرتی ہیں"۔

" بعض آدمیوں کی بھویں بالکل دو سیدھی لکیروں کی مانند ہوتی ہیں - حالانکہ دوسروں میں یہ آنکھ کے بیرونی زاویے پر کسیقدر نیچے کیطرف جھک جاتی ہیں - اکثر ایسا دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا ہے - کہ یہ پیشانی کے نچلے کنارے کے ساتھ بالکل ایک ہی خط مستقیم بناتی ہیں - اور اس حالت میں اگر یہ گھنے بالدار اور خصوصاً جب یہ سیاہ ہوں - تو چہرے کے خط و خال میں ایک قسم کی سخت مزاجی - علیحدگی پسند طبیعت اور کشیدگی خاطر پیدا کر دیتی ہیں"

" تجربہ سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے - کہ آنکھ کے قریب ہی نیچے کیطرف جھکی ہوئی بھویں قوت ادراک و امتیاز کی زیادتی پر دلالت کرتی ہیں - جب کوئی شخص کسی چیز کو بڑے غور اور توجہ کے ساتھ دیکھ رہا ہو - تو وہ قدرتاً ہی اپنی بھوؤں کو سکیڑ لیتا ہے - تا کہ جس چیز کو وہ دیکھ رہا ہے - اسپر ٹھیک نگاہ پڑے - جب کوئی شخص کسی خاص ضروری معاملہ کو سوچ رہا ہو - تو اسوقت بھی خواہ کوئی چیز اس کے سامنے ہو یا نہ ہو - اس کی بھویں سکڑ جاتی ہیں - لہذا جن اشخاص کی بھویں قدرتاً ہی اس قسم کی واقع ہوئی ہوں - ان میں قوت فیصلہ اور غور و خوض زیادہ پائی جاتی ہے"

(باقی آئندہ)

ان میں صفراوی مادہ کا غلبہ ہوگا۔

بہت پھیلے ہوئے پپوٹوں میں (شکل نمبر ۵) جن سے وہم چشم صاف طور سے معلوم ہوتا ہے۔ جن تصور بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن یہ تصور ہمیشہ حسین اور صحیح نہیں ہو سکتے۔ برخلاف اس کے جو آنکھوں سے بہت سے ہوکر ہوتے ہیں۔ (شکل نمبر ۶) وہ تصور کی طاقت کی کمی کو ظاہر کرتے ہیں لیکن زیادہ غور کی طبیعت۔ مقررخیالات اور مستقل تصور کو ظاہر کرتے ہیں۔

شکل نمبر ۵

شکل نمبر ۶

بھووں کی وضع قطع سے بھی آدمی کا بہت کچھ حال ظاہر ہوتا ہے بھووں کی شکل و صورت اور ان کے بالوں کی خاصیت انسانی مزاج کیساتھ بہت گہرا تعلق رکھتی ہے۔ پرجوش متحرک طبیعت عموماً مضبوط اور گھنے بالوں والی بھووں کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ حالانکہ ذہنی اور حیاتی بخش طاقت رکھنے والوں کی بھویں ایسی ہلکی ہوتی ہیں۔ گویا معلوم ہی نہیں ہوتیں پس نازک بھویں اعلیٰ بناوٹ کی نزاکت اور چستی و چالاکی کو ظاہر کرتی ہیں گی۔

اَبرو کی عام شکل بہت ہی مختلف قسموں کی پائی جاتی ہے۔ تاہم ہم بھووں کو بلحاظ ان کی وضع قطع چند ایک خاص قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ بھووں کی معمولی شکل یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ دو علیحدہ علیحدہ محراب دار شکل میں ہوں۔ لیکن یہ محراب کبھی پورے نصف دائرہ سے لیکر معمولی جھکاؤ والی کمان کی شکل تک کی ہوتی ہیں۔ بعض میں تو یہ بالکل سیدھی

واشنعہ اور گمبھیری طبیعت اور متلون مزاجی کو ظاہر کرتی ہیں۔ لیکن اگر چہرے کا رنگ سیاہ اور آنکھیں ہلکے رنگ کی ہوں تو ایسی حالت میں جیسا کہ بعض اوقات اتفاق ہوتا ہے۔ نزاکت اور طاقت ہر دو کا اظہار رہتا ہے۔ اور جس وقت ہم کسی کی آنکھ کی طرف نگاہ کرتے ہیں۔ تو اگر اس کی چمک دمک سے ہماری آنکھیں چندھیا نہ جائیں پہلی بات جس کا ہمیں خیال آتا ہے۔ اسکا قد ہے۔ آنکھ کا قد چستی و چالاکی کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اس حالت میں یہ کسی ایک خاص طاقت کا نام نہیں۔ بلکہ تمام دلی قواء کے ساتھ نسبت رکھتی ہے۔ نہایت ہی بڑی بڑی آنکھ والے حیوانات عموماً نہایت ہی تیز رفتار یا چالاک ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت انسان کا حال ہے۔ بڑی آنکھوں والے آدمیوں میں ذہنی قوا بہت تیز ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ان میں ضروری معاملہ فہمی تک پہنچ جانے کی قابلیت ہو۔ بعض اوقات چھوٹی آنکھ اور معاملہ فہمی ہر دو باتیں ایک ساتھ پائی جاتی ہیں۔ لیکن ایسے موقعہ پر یہ زیادہ تر روحانی باتوں کی نسبت مادی دنیا کیلئے زیادہ کارآمد ہو سکتی ہے۔ ہم اکثر بڑی بڑی روحانی آنکھوں کے بارے میں سنا کرتے ہیں۔ لیکن کبھی بھی کسی نے چھوٹی چھوٹی روحانی آنکھیں نہیں سنی ہونگی اگرچہ چھوٹی آنکھوں کو بھی اکثر چمکیلی اور دلوں میں چھید کر دینے والی کہا جاتا ہے لیکن وہ ذہانت کے اعلیٰ درجہ کو ہرگز ظاہر نہیں کرتیں۔ چھوٹی آنکھیں اکثر صفراوی مزاج اور سست دلی کو ظاہر کرتی ہیں۔ بعض اوقات وہ زندہ دلی اور ذہنی طاقتوں کا اظہار کرتے ہوئے بھی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ تمام باتیں سست چلنے میں ہوتی ہیں۔ اور نیز ایسے آدمیوں میں تیز فہمی بالکل نہیں ہوتی۔ برعکس اس کے وہ آدمی جن کی آنکھیں بڑی بڑی ہوتی ہیں۔ بہت زندہ دل تیز فہم اور بہت ہی جلدی کلام کرنیوالے ہوتے ہیں۔ سوائے ایسی حالت کے جب

کسی آنکھ کا ذاتی جوہر نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک اور ہی طاقت کے باعث ہر حواس کے پس پردہ کام کر رہی ہے۔ یہ انسانی روح ہے جو اپنے آپ کو اس دریچہ سے منعکس کرتی رہتی ہے"۔

"بلحاظ رنگ شاید کوئی کلیہ نتائج نہیں کہے جا سکتے۔ شاعران زمانہ نے حسب موقعہ ہر قسم کے رنگ (سیاہ۔ نیلی۔ بھوری۔ خاکستری وغیرہ) کی تعریف کرتے ہوئے اسے فلک الافلاک پر پہنچا دیا ہے۔ عام طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ گہرے رنگ کی آنکھ۔ جنوبی اور ہلکے رنگ کی شمالی ممالک میں پائی جاتی ہے۔ پس گہرے رنگ کی آنکھ سے عموماً جذبہ اور تندی مزاج[1] اور ہلکے رنگ کی آنکھ سے نزاکت۔ سنجیدگی اور قوت برداشت پائی جاتی ہے۔ سیاہ آنکھیں منطقہ حارہ اور ان مقامات میں پائی جاتی ہیں۔ جو آتش خیز پہاڑوں کے قریب تر واقع ہوتے ہیں۔ لہذا ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ بعض اوقات وہ بالکل سست اور دھندلی دکھائی دیں۔ لیکن ان کی اس سستی کے پس پردہ جذبات کی مخفی آگ شعلہ زن رہتی ہے۔ برعکس اس کے نیلے رنگ کی آنکھ والوں کے مزاج میں اعتدال اور بسا اوقات صفرا اور سردی کا مادہ بھی پایا جاتا ہے۔ ضروری ہے کہ ان سے محبت اور طبعی جوش پایا جائے۔ لیکن سیاہ آنکھوں جیسے جوشش جذبات ان میں ہرگز نہیں پایا جاتا۔ نیلی یا بھوری آنکھ گندمی یا مٹیالے رنگ کی آنکھ کی نسبت زیادہ سرد مزاجی (سرد مہری) پر دلالت کرتی ہے"۔

"نیلی آنکھ والوں کا عموماً گورا چہرا اور ہلکے رنگ کے بال ہوتے ہیں۔ اور ایسی حالت میں وہ عموماً ہردلعزیزی۔ تہذیب۔ آراستگی و

[1] وفاداری اور فلسفانہ طبیعت۔ جو ہمارے ہندوستانیوں کا خاصہ ہے۔

تمام چہرے سے بھی اسیقدر اخذ کر سکتا ہے۔ جسقدر کہ صرف آنکھ سے
جس شخص نے اس انسانی عضو کے متعلق قیافہ شناسی کی ابھی ابجد خوانی
ہی کی ہو۔ اس کیلئے آنکھ گویا زبان حال سے ہی تمام ماضی و مستقبل
کے حالات کو بتلا دیتی ہے۔ ہر ایک قیافہ دان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس
کے قواعد کا مطالعہ کرے۔ کیونکہ بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ دیگر تمام
اعضا خواہ دھوکا ہی کیوں نہ دے جائیں۔ یہ ہر حالت میں وفادار رہتی ہے
بہت سی ایسی انسانی رغبتیں ہیں۔ جن کو زبان اور ہونٹ خواہ پوشیدہ
ہی کیوں نہ رکھنا چاہیں۔ لیکن آنکھ صاف صاف بتا دیتی ہے۔ ہر ایک انسان
کی آنکھ بنی نوع انسان کے تمام مختلف مدارج میں اس کے رتبہ و جاہ و
ثروت کو ہر دم ظاہر کرتی رہتی ہے۔ کوئی آدمی خواہ کتنا ہی اپنی سوشل حالت
کو کیوں نہ چھپائے۔ لیکن یہ تمام حیلہ سازی اس شخص کے روبرو بالکل
کارگر نہیں ہو سکتی۔ جو اس "آنکھ" کی "زبان" سے واقفیت رکھتا ہو۔ اس
میں کلام نہیں۔ کہ بعض ایسے اشخاص ہیں۔ جن کو اپنی آنکھ کی حرکات
کو قابو میں رکھنے کا پورا پورا ملکہ حاصل ہے۔ اور اس طرح بسا اوقات وہ
حاسدوں اور دشمنوں کی نگاہ سے بچ جاتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ امر
بھی ملحوظ خاطر رہے کہ وہ ہمیشہ ہی ایسے ہوشیار نہیں رہ سکتے۔ ان کے
فطرتی جذبات وقتاً فوقتاً اپنے آپ کو بذریعہ آنکھ بیرونی دنیا پر منعکس کرتے
ہی رہتے ہیں۔ اور ایک لائق قیافہ دان سراغرساں کی نگاہ سے پوشیدہ
نہیں رہ سکتے۔

*کیا وجہ ہے۔ کہ دنیا میں ایک شخص تو حکمران ہے اور دوسرا کس مپرسی
کی حالت میں ہے۔ سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ مقدم الذکر کی آنکھ
سے ہی رعب و داب حکمرانی ٹپکتی ہے۔ جو متاخر الذکر میں برائے نام بھی نہیں
اس موقعہ پر یہ ذکر کر دینا غیر مناسب نہیں ہوگا کہ مادہ حکمرانی یا کوئی اور خاص طاقت

*ایمرسن Emerson ایک مشہور و معروف مصنف ہو گذرا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ جب کسی معاملہ میں آنکھ اور زبان کے اظہار مطلب میں فرق ہو تو تجربہ کار آدمی ہمیشہ آنکھ پر ہی اعتبار کرتے ہیں۔

میں تحریر فرماتے ہیں۔
"آمیدسے ابرو کے کونے بلند ہو جاتے ہیں۔ آنکھیں اچھی طرح کھل جاتی ہیں۔ اور نگاہ عموماً اوپر کیطرف اٹھہ جاتی ہے۔ اور اسطرح چہرے کو دل خوش کن خط و خال مہیا کرتی ہے۔"

انفرڈ نی سٹوری صاحب اسی مضمون کے متعلق تحریر فرماتے ہیں
"انسانی چال چلن جسم کے کسی دیگر اعضا یا حصے کو اس قدر موثر نہیں کرتا جسقدر آنکھہ کو کرتا ہے۔ آنکھہ دوسرے خط و خال کی نسبت زیادہ تر روح یعنی دل کی خاصیت۔ قابلیت و طاقت کو ظاہر کرتی ہے ممکن ہے کہ دیگر خط و خال دل کی خاص خاص قابلیتوں قوار کو ظاہر کردیں لیکن یہ آنکھہ ہی ہے کہ تمام روحانی قابلیتوں یا جذبات کا اظہار کرتی ہے۔"

"انسانی آنکھہ کے ذریعہ اس کی قابلیتوں کی پڑتال کرنے کیلئے پہلا ضروری امر یہ ہے۔ کہ اس کی چمک یا روشنی کو زیر مطالعہ لایا جائے۔ ایک سست اور مردنی چھائی ہوئی آنکھہ اپنے ہم مطابق چال چلن کو ظاہر کرتی ہے۔ حالانکہ ایک خوشنما اور چمکیلی آنکھہ دل کی ویسی ہی حالت پر دلالت کرتی ہے۔ تاہم بلحاظ خوبصورتی و چمکیلا پن آنکھہ میں بہت اختلاف ہوتا ہے۔ اور یہی اختلاف جذبات۔ قوار اخلاقی اور ذہنی طاقتوں کی کمی و بیشی کا ذمہ وار ہے۔ بڑی اور روشن آنکھہ عقلمندی کو۔ ایسی آنکھہ جس سے گویا آگ کی انگارے برستے ہوئے معلوم ہوں۔ جذبات کو وحشیی اور جھلک مارتی ہوئی آنکھہ ہٹ کو۔ حلیمانہ اور دلوں کو پگھلا دینے والی آنکھہ نرمی اور ہمدردی کو ظاہر کرتی ہے۔ تمام میں چمکیلا پن اور جھلک کی ایک خاص مقدار ہوتی ہے۔ لیکن کسی آدمی کو بھی یہ خیال نہیں کرنا چاہئیے۔ کہ یہ چمک ہر حالت میں ایک ہی امر کا اظہار کرتی ہے۔"

"جو انسان بلحاظ علم قیافہ آنکھہ کی ماہیت سے بخوبی واقف ہے۔ وہ

ولیم ہیلڈ وال صاحب اسی مضمون کے متعلق تحریر فرماتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

"شاعروں نے تعریف چشم میں اپنی تمام طاقتوں اور لیاقتوں کو خرچ کر دیا ہے لیکن وہ چمک وہ کرشمے اور وہ دل میں گھر کر جانیوالے ناز و ادا، جو اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ کبھی بھی کافی طور سے بیان نہیں کیے گئے"۔

"آنکھ جو کہ شاعرانہ مضامین کیلئے نہایت ہی دقیق مضمون ہے گو کہ قیافہ دان اس کے قد شکل اور رنگ سے خاص خاص نتائج اخذ کر لیتا ہے تاہم اسکا کما حقہٗ علم اس کے احاطہ خیال سے باہر ہے"۔

"چنانچہ بلحاظ علم قیافہ مفصلہ ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں"

"بڑی آنکھ سنجیدگی۔ فکرمندی اور ذہنی قوا پر دلالت کرتی ہے۔ چھوٹی آنکھ سستی اور بعض اوقات لالچ کو ظاہر کرتی ہے۔ بھوری آنکھ اعلےٰ ذہانت پر۔ سیاہی مائل آنکھ سرگرمی اور گندمی رنگ کی آنکھ متلون مزاجی کا اظہار ہے"

بموجب ریڈفیلڈ صاحب۔

جس شخص میں فروتنی کی نسبت قوت زہد و تقویٰ زیادہ ہوتی ہے۔ اس شخص کی آنکھ عموماً اوپر کیطرف اٹھی رہتی ہے۔ یعنی اوپر کا پپوٹا مردم چشم کو پورے طور سے نہیں ڈھانپتا۔ اور جس شخص میں زہد و تقویٰ کی نسبت فروتنی و منکسر مزاجی زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی آنکھ کی یہ حالت برعکس ہوتی ہے۔ چھوٹی آنکھیں لالچ اور ریاکاری کو ظاہر کرتی ہیں۔

ٹی۔ آر۔ ویلز صاحب اپنی کتاب موسومہ "چال چلن کی پہچان"

T. R. Wells   ے   Redfield   ے

How to Read Character   ے

"میں اناث کی آنکھوں سے یہ مسئلہ اخذ کرتا ہوں۔ کہ وہ حقیقی نار لقمانی[۲] سے منور ہیں۔ ان میں جملہ علوم۔ کتب و دار العلوم نہاں ہیں۔ جنہیں دنیا بھر نظر آتی ہے۔"

[۳]سپنسر صاحب اس سے بھی زیادہ پر معنے الفاظ میں عورتوں کی آنکھ کی بابت تحریر فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"فرقہ اناث کی آنکھوں کا سورج کے ساتھ مت مقابلہ کریں۔ کیونکہ وہ کبھی تبدیلی پذیر نہیں ہوتیں۔ نہ ہی تاروں کے ساتھ مقابلہ کریں کیونکہ ان کی روشنی ان کی نسبت زیادہ خالص ہوتی ہے۔ نہ ہی آگ کے ساتھ مقابلہ کریں۔ کیونکہ ان کی چمک کبھی ختم نہیں ہوتی۔ لیکن خالق کائنات کے ساتھ ہی وہ مقابلہ کرسکتی ہیں۔ جس کی روشنی ان تمام اشیاء کو روشنی کرتی ہے۔ جن کو ہم دیکھتے ہیں۔"

مصنف نیچرل ہسٹری جو اس نے ایس سے زیادہ جلدوں میں مکمل کی۔ ۱۷۶۶ء میں اس ہسٹری کو تکمیل تک پہنچایا [illegible] جلدوں میں پرندوں اور پانچ میں معدنیات کے حالات کو قلمبند کیا۔ ان بعد آٹھ جلدوں میں کیڑے مکوڑے و مچھلی وغیرہ کے حالات کو لکھا۔ لیکن وہ اس کی وفات تک شائع نہیں ہو سکیں

ع۲۔ لقمان حکیم ایک مشہور و معروف شخص یونان میں گزرا ہے۔ تاریخ دان بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ کوئی خاص شخص نہ تھا۔ یونانی اسطرح روایت کرتے ہیں کہ یہ ٹائٹن کے قبیلے میں [illegible] کا بیٹا تھا۔ دنیا بھر میں سب عالموں سے جملہ علوم میں گوئے سبقت لے گیا تھا۔ اسی واسطے اسے حکیم کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ اس نے مٹی کے آدمی بنائے۔ اور بہشت کی آگ چرا کر انہیں جان پہنچائی۔ شاعر کی تشبیہ اس آگ کی طرف ہے۔

ع۳۔ Edmund Spenser باشندہ لنڈن ۱۵۵۳ء سے موجود

ہوئی آنکھیں جن کے ساتھ اگر گھنے دار سیاہ ابرو بھی ہوں مکاری بلکہ تیز فہمی کو ظاہر کرتی ہیں۔

بعض صاحب فرماتے ہیں :-

"ہماری خفیہ حرکات دل کا عکس خاصکر آنکھ میں ہی پڑتا ہے۔ آنکھ ہی ہے جو کسی اور اعضا کی نسبت انسانی روح کے ساتھ زیادہ راہ و ربط رکھتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنکھ فوراً ہر ایک اندرونی جذبہ سے موثر ہو کر اسے بیرونی دنیا پر ظاہر کر دیتی ہے۔ یہ ہمارے نہایت ہی پر از فساد جذبات محبتی جیتوں۔ دل خوش کن و نازک خیالات غرضیکہ تمام قسم کے جذبات کو ظاہر کرتی ہے۔ جونہی کوئی خیالات ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ان کی پوری طاقت اور خالص ذاتی طاقت کو بتا دیتی ہے۔ اور ایسے نشانات کے ساتھ ان اندرونی جذبات کو ظاہر کرتی ہے۔ جو فوراً ہی دوسرے کے دل میں ایسا ہی جذبہ اور تیزی بھر دیتے ہیں جن کے ساتھ وہ خود موثر ہوئی ہوئی ہوتی ہیں۔ آنکھ فوراً ہی خیالات کی تہ کو پا لیتی ہے۔ اور منعکس کر دیتی ہے"۔

یہ امر بلا وجہ نہیں ہے۔ کہ آنکھوں کو دریچہ روح کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ سے یہ روح بیرونی دنیا کا ملاحظہ کرتی ہے۔ اور اپنے ہم جنسوں میں ہمدردی پیدا کر دیتی ہے۔

شاعروں نے بھی اپنی تمام طاقتوں کو اس کی تعریف میں درج کر دیا ہے چنانچہ شیکسپیر صاحب مشہور و معروف ڈراما نویس انگلستان جن کو ہم بلا مبالغہ کالیداس انگلستان کہہ سکتے ہیں۔ نازنینوں کے چمکدار ترسوں کی خوبصورتی کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

علہ G. L. L. Buffon بانسبو فرانس
۷ ستمبر ۱۷۰۷ء سے ۱۵ اپریل ۱۷۸۸ء تک مشہور و معروف خواص الاشیاداں

اور بڑی بڑی ہوں۔ تو حسن پرست۔ چھوٹی چھوٹی ہوں تو بیوقوف بڑی ہوں۔ تو بہت عمر والا۔ گول ہوں۔ تو بہادر لیکن چور۔ اور خوب کھلی ہوئی ہوں تو صاف دل سمجھنا چاہیئے۔ لمبی آنکھ اور موٹی پلک ہو تو تیز فہم۔ چھوٹی بڑی ہوں۔ تو مبتلا انتشار ہو۔

آنکھ کا جلد جلد جھپکنا عموماً عمدہ خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن بموجب بعض اقوام اہل ہنود۔ دیوتا یعنی فرشتے ہرگز پلک نہیں جھپکتے

عورت کی آنکھ۔ اگر زرد ہو۔ تو فاحشہ۔ سرخ ہو تو بدکار سمجھنی چاہیئے۔

حسب تحریر لیبیٹر صاحب۔

"جس شخص میں مفصلہ ذیل باتیں پائی جائیں۔ اس سے اس حالت میں صلح و مشورہ لینا خوب مناسب ہے۔ جب کسی سے انتقام لینا مطلوب ہو یا دوسروں کو ایذا پہنچانے کیلئے وحشیانہ جذبات کو کام میں لانا ہو"

"موٹی سیاہ اور مضبوط بھویں جو نیچے کیطرف اس قدر جھکی ہوئی ہوں۔ گویا وہ آنکھ پر گری پڑتی ہیں لمبی اور اندر کیطرف دبی ہوئی آنکھوں پر سایہ کئے ہوئے ہوں۔ بعد ایک بھری منی شکن کے جو ناک سے پر پڑی ہوئی ہو۔ جس سے معمولی جوشش کی حالت میں بھی حقارت و نفرت صاف عیاں ہوں۔ اور پیشانی کی ہڈیاں نکلی ہوئی ہوں"!

"میں نے کوئی فلاسفر حتی کہ کوئی عقلمند اور صابر آدمی نہیں دیکھا جسکی ابرو ہلکی اور آنکھ سے بہت اونچے فاصلے پر ہوں۔ محرابدار اور مضبوط ابرو جوش دل اور سادہ ایجاد کو ظاہر کرتی ہیں"

بھیگوں آنکھیں جو بہت صاف و شفاف ہوں۔ بہت قابلیت پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن ساتھہ ہی حد درجہ کی زود حسی کو ظاہر کرتی ہیں۔ ایسی آنکھوں والا آدمی شکی جلد اور خود پسند ہوتا ہے۔ برعکس اس کے چھوٹی سیاہ اور چمکتی

ابرو چشم پپوٹے اور پلکیں

بموجب حکمائے ہند

ابرو۔ آنکھ کے قریب ہوں۔ تو عقلمند و نرم دل ورنہ سنگدل اور بیہودہ کمزور یعنی جسقدر ابرو آنکھ کے قریب ہوں۔ اسی قدر زیادتی فہم و فراست سمجھنی چاہیئے۔ نرم اور ملائم یا ان نرم دلی اور سخت بال سخت دلی کو ظاہر کرتے ہیں۔ موٹے اور سیاہ ابرو اقبالمندی کا نشان ہیں۔ آغاز میں موٹی ہوں تو جلد باز اور تیز فہم لیکن جلد ہی کسی مصیبت میں مبتلا ہو جانیوالا۔ اونچی نیچی جھکی ہوئی ہوں تو نحس۔ موٹی ہوں تو عقلمند پتلی ہوں تو خوش مزاج ابرو کی ہڈی۔ ابھری ہوئی اور اوپر سے بھری ہوئی ہو تو عقلمند سمجھنا چاہیئے

عورت کی ابرو۔ بہت بڑی اور کم بالدار اور ملی ہوئی علامت نحس

آنکھ۔ سیاہ ہو۔ تو عشق مزاجی نیلی ہو تو خوش مزاجی اور پتلی ہو تو فیاضی کو ظاہر کرتی ہے۔ نیلگوں یا سرخ سے محبت۔ نیگوں سبز سے عقل زردسے بے حوصلگی۔ سبز سے وفاداری۔ سفید سے عقلمندی ہویدا ہوتی ہے بھوری آنکھ والوں کو عموماً شاعری اور کاریگری کا شوق ہوتا ہے۔ اگر خفا

مابقیہ حاشیہ پادریوں میں پائی جاتی ہیں۔ پیشانی کے بالائی حصہ میں عمدہ صاف متوازی لکیریں خیالات کی پاکیزگی و استقلال و ذہانت پر دلالت کرتی ہیں۔

یہ مولف کتاب ہذا کو ایک کتاب علم ہیئت کے متعلق ہندی بھاشا میں تحریر شدہ کہیں سے دستیاب ہوئی تھی۔ بہت سی باتوں کو آزمایا۔ ٹھیک پایا۔ لہذا کہیں کہیں اس کے خیالات بھی لے گئے ہیں۔ لیکن کیا تھا ۔ ۔ ۔ پاتجربہ بھی شامل کردیا ہے۔ چونکہ آغاز و انجام کے صفحات ندارد ہیں۔ لہذا مصنف کے نام دینے سے معذور ہوں۔

بے قاعدہ ملی جلی لکیریں علامت نحس ہیں۔ جتنی لکیریں صاف اور ہموار ہوں۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ خاص خاص جذبہ وابستہ ہوتا ہے۔ اگر بالوں کے پاس ایک صاف اور سیدھی لکیر (۱) دکھائی دے۔ تو عقلمند۔ ٹیڑھی یا ٹوٹی ہوئی ہو۔ تو لالچی (۱)

اس سے نیچے کے مقام پہ اگر صاف لکیر (۲) ہو۔ تو ایماندار اور اگر صاف نہ ہو تو زانی و بدکار۔ اس سے نیچے اگر عمدہ طور سے دکھائی دے (۳) تو بہادر ورنہ جھگڑالو۔ اگر دائیں ابرو کے اوپر صاف و عمدہ لکیر (۴) ہو تو دولتمند ورنہ لالچی۔

شکل نمبر ۴ (۴)

اگر بائیں ابرو کے اوپر کیطرف (۵) ہو تو مذہبی مقامات دیکھنے کیلئے بہت سفر درپیش آویں ورنہ دروغگو اور بے ایمان دونوں ابروؤں کے وسط میں ناک سے اوپر اگر ایک لکیر (۶) صاف دکھائی دے تو ہر دلعزیز ورنہ دائم المریض سمجھنا چاہیئے۔

ع۷۔ الفرڈ فی سٹوری صاحب اسی مضمون پر فرماتے ہیں۔

بے قاعدہ ملی جلی لکیریں کوڑھ مغزی اور کند ذہنی کو ظاہر کرتی ہیں گہری زاویے دار لکیریں کبیدگئ خاطر و جوش کو ظاہر کرتی ہیں۔ پیشانی کے درمیانی حصہ سے نیچے کیطرف اگر دو یا زیادہ لکیریں ایک ابرو کے مرکز سے دوسری کے مرکز تک جاتی ہوئی دکھائی دیں۔ تو وہ مہربانی و فیاضی پر دلالت کرتی ہیں۔ اگر یہ لکیریں پیشانی کے سر دو اطراف کے اختتام تک محراب دار ہوئی چلی جائیں۔ تو وہ سرگرمی امید کا اظہار کرتی ہیں۔ اگر یہ لکیریں بہت سی ہوں۔ اور ان کا ہموار ہونا صاف صاف پایا جائے تو یہ یقینی طور سے سرگرمی اور تعصب کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور ایسی لکیریں عموماً متعصب

اگر ایک کشادہ اور بھاری ہے تو دوسری تنگ اور بلند ہے۔ اگر ایک کا زیریں حصہ دبا ہوا اور بالائی حصہ ابھرا ہوا ہے تو دوسری بالکل برعکس ہے نیز کوئی تو لمبی ہے۔ کوئی تقریباً مربع اور کوئی گول ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم جانتے ہیں کوئی بھی بغیر مطلب کے ایسی نہیں بنائی گئی۔

پیشانی کے نچلے حصہ کا ابھار قوت مدرکہ و قوت دریافت کی زیادتی کو ظاہر کرتا ہے جسکا نتیجہ قدرتی علوم مشاہدات و عجائبات کیطرف میلان طبع کا ہوتا ہے۔ حالانکہ پیشانی کے اوپر کے حصہ کا ابھار قوت خیال کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے کبھی کبھی ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی شخص میں قوت خیال و قوت دریافت دونوں حد درجے کی پائی جائیں لیکن گو ایسا اتصال شاذ و نادر ہی وقوع میں آتا ہے تاہم ایسی حالت میں بھی اگر غور سے مشاہدہ کیا جائے تو ان قوتوں میں سے ضرور ایک کو دوسرے پر سبقت ہوگی۔

قوت خیال و قوت دریافت کے علاوہ دیگر قوتوں کا تعلق پیشانی کے اس حصہ کے ساتھ ہے جو ابروؤں کے عین ساتھ ہی اوپر کیطرف واقع ہے۔

پیشانی ابھری ہوئی اور فراخ (خواہ اونچی نہ ہو) عقلمندی کی علامت ہے۔ بہت اونچی لمبی چوڑی ہو تو بیوقوفی پر دلالت کرتی ہے۔ اوپر کو نکلی ہوئی یا اونچی یا کم چوڑی ہو۔ تو مزاج کی سادگی ظاہر کرتی ہے۔

عورت کی پیشانی لمبی اور نسوں سے بھری ہوئی ہو تو فاحشہ بہت لمبی چوڑی ہو۔ تو جلد ہی جامہ بیوگی نصیب ہو۔ اور مزید براں مزاج بھی فاحشہ پنتا ہو۔

صاف اور بغیر لکیروں والی پیشانی ہرگز عمدہ علامت نہیں ہے۔ یہ لکیریں عموماً ایام جوانی کے ٹھیک بعد ہی اچھی طرح سے معلوم ہوتی ہیں۔ ان لکیروں کے متعلق فی الحال اسیقدر کہنا کافی ہوگا۔

تحریر فرماتے ہیں۔ ”یہاں تک تو مختلف امراض و تجربات ماہران علم کاسہ سر کے خیالات کے مطابق ہیں۔ یعنی دماغ کے اگلے حصے کے لمبان اور دماغی قوا کی ترقی میں پوری پوری مطابقت پائی جاتی ہے۔ لیکن وہی تک ہمیں اس امر کو علم کائنات کے عام قواعد کیساتھ مطابق کرنے کیلئے خاص تفتیش کی ضرورت ہے۔“

متذکرہ بالا سطور میں ایک سطر پر اپنے مطلب کو واضح کرنے کیلئے ہم نے خود لکیر کھینچ دی ہے۔ چنانچہ اسی مضمون (پیشانی) پر بحث کرتے ہوئے الفرڈ۔ ٹی سٹوری صاحب فرماتے ہیں۔

”جسقدر زیادہ فراخ پیشانی ہوگی۔ اسیقدر ذہانت میں زیادتی ہوگی لیکن پیشانی اور اس کے متعلقہ قابلیتوں کا اندازہ کرنے کیلئے ہمیں بہت سے امور کا خیال رکھنا چاہیئے۔“

”ہمیں پیشانی کی صرف اسیقدر وسعت سے ہی اندازہ نہیں کرنا چاہیئے جو معمولی حالت میں مقابل سے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ سب سے اعلےٰ طریق یہ ہے کہ ہم کان کے سوراخ سے ایک فرضی لکیر ابرو کے محراب تک کھینچیں اور ایک اور فرضی لکیر کان کے سوراخ سے ہی سر کی چوٹی تک عمود وار کھینچیں۔ سر کی جسقدر مقدار ان ہر دو لکیروں سے ظاہر ہوگی۔ تقریباً اتنی ہی مقدار انسانی دماغ کی سمجھنی چاہیئے۔“

”دماغ کی مقدار اور نتیجتہً پیشانی کی وسعت کا فیصلہ کر چکنے کے بعد یہ دریافت کرنا ضروری ہے۔ کہ یہ کہاں واقع ہے۔ اگر ہم حدود کے بارے میں خیال کریں۔ تو کوئی دو پیشانی بھی ہم کو یکساں نہیں ملینگی۔“

ع ۲ Farmer ایک مشہور و معروف صاحب علم موجودات

ع ۳ The Functions of the Brain

چوڑائی میں یہ ناک یا چہرے کے باقی زیریں حصہ کی لمبائی کے برابر ہونی چاہیئے۔ یعنی کل چہرے کی لمبائی سے پیشانی کی چوڑائی ایک تہائی ہونی چاہیئے۔ یہ اوپر سے بیضوی یا بہیئت مجموعی تقریباً مربع شکل کی ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ عام قاعدہ ہے۔ جب تک دل گہرے خیالات یا سخت جذبات سے گھرا ہوا نہ ہو۔ اس پر کوئی شکن یا بل نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے درمیان میں دو لکیریں ایک دوسرے کو زوایئے قائم پر کاٹتی ہوئی د۔۔۔ ۔۔۔، ایسی مبہم ہونی چاہئیں جو صرف ایک طاقتور شعاع روشنی کے پڑنے سے ہی کچھ معلوم ہو سکیں۔

اسی مضمون پر بحث کرتے ہوئے متذکرہ بالا صاحب ہی تحریر فرماتے ہیں۔:

"جب تک کسی دوست دشمن بچہ یا بھائی دجو خواہ غاصب ہی کیوں نہ ہو) کی پیشانی فراخ اور مناسب انداز کی ہے تو اس میں اصلاح اور ترقی کی بہت گنجائش ہو سکتی ہے۔"

حسب بیان ولیم میکڈوال صاحب۔

"لیوٹر گال۔ سپرزہیم ہر سہ اصحاب اس امر پر متفق ہیں۔ کہ تنگ ماتھے والے آدمی سے ذہانت و عقلمندی کی زیادہ توقع نہیں کرنی چاہیئے۔"

" بقول لیوٹر صاحب چھوٹی اور دبی ہوئی پیشانی کی نسبت لمبی پیشانی قوت فہم و ادراک کی نسبتاً زیادتی لیکن استقلال و چستی و چالاکی کی کمی پر دلالت کرتی ہے۔ بالوں سے لے کر ابروؤں تک پیشانی کا بالکل ہموار ہونا جسمانی یا ذہنی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ جب یہ باہر کی طرف ابھری ہو اور یہ ابھار کان کے سوراخ سے پیمائش کئے جانے پر دماغی ابھار ہو تو یقیناً کمزوری اور ضدی مزاجی کا اظہار سمجھنا چاہیئے۔"

فرگیوسن صاحب اپنی کتاب افعال دماغ میں ایک موقعہ پر

گردن - سینہ - پیٹ - ماتھہ - پاؤں جسم کا ڈیل ڈول رفتار و خال وغیرہ وغیرہ جکا فرداً فرداً کچھ بیان کیا جاتا ہے ۔

علاوہ ازیں عالمانِ مغرب نے متواتر تجربہ و مشاہدہ سے ثابت کیا ہے کہ انسانی طرزِ گفتار و پوشش بھی ایک خاص حد تک اسکے دستخط سے بھی بہت کچھ اس کی مزاج و طبیعت وغیرہ کا پتہ ملتا ہی چنانچہ اسکا کچھ ذکر دوسرے حصہ کے خاتمہ پر کیا جائیگا۔

سر اور پیشانی

عمل[1] بموجب کشن سروپ صاحب

"سر پیچھے کو بڑھا ہوا حیوانی خصائل پر دلالت کرتا ہے۔ ایسے سر والا آدمی اکثر بے رحم اور عیاش ہوتا ہے"۔

" اگر سر کا اگلا حصہ ابرؤوں سے لے کر وسط سر تک اوسط سے زیادہ بلند ہو۔ تو یہ فیاضی۔ زیرکی اور عزت کی علامت ہے"۔

" سر کا پچھلا حصہ اگر بالکل چوڑا اور چپاٹ ہو۔ تو سرد مہری اور روکھا پن کی علامت ہے۔ اور کم عقلی ظاہر کرتا ہے۔ ایسا شخص قدرت سے متنفر رہتا ہے"۔

" سر جو کانوں کے پاس سے بلند ہو۔ غصہ والی طبیعت کا اظہار کرتا ہے۔ ایسا شخص خودسر رنج اور بے رحم ہوتا ہے"۔

حسب بیان لیوٹیر صاحب

" مکمل خوبصورتی - ذہانت و شرافت پر دلالت کرنے والی پیشانی مفصلہ ذیل قسم کی ہونی چاہیئے۔

---

[1] انتخاب از انتخاب لاجواب لاہور مطبوعہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۶ء

پر ڈالا جائے جو ابروؤں کے مقابل کھینچا جائے۔

سر اور چہرے میں دوسرا قابل غور امر بال ہیں۔ کیونکہ ان کی خاصیت رنگ اور مقدار پر بہت کچھ انسان مزاج کا دارومدار ہوتا ہے چنانچہ اس کا مختصر بیان اپنے موقعہ مناسب پر آئیگا۔

قیافہ دانی کی رو سے علم قیافہ انسانی قسمت کا فیصلہ کرتے ہوئے مفصلہ ذیل ضروری ہدایات کو ہردم مدنظر رکھنا چاہیئے۔

(۱) بلحاظ نتائج علم قیافہ مرد اور عورت میں بہت اختلاف ہے۔ کئی باتیں تو ایسی ہیں کہ ان کا وجود مرد کیلئے تو باعث بہبودی ہے۔ لیکن برعکس اس کے عورت کیلئے باعث ذلت ہے۔

(۲) بہت سے نشانات جو آدمی کے داہنی طرف ہونے سے عمدہ نتائج ظاہر کرتے ہیں وہ عورت کے بائیں طرف ہونے سے اثر پیدا کرتے ہیں۔

(۳) جس شخص کے خط و خال ہم ملاحظہ کر رہے ہوں ضروری ہے کہ وہ اسوقت اپنی معمولی حالت میں ہو۔ کیونکہ معمولی سے معمولی دنیاوی تفکرات و خوشی و شادمانی بہت حد تک انسانی خط و خال میں عارضی تبدیلی پیدا کر دیتی ہیں۔ لہذا ضروری امر ہے کہ اگر ایسے موقعہ پر اس کی کسی قسم کی ذہنی قابلیت وغیرہ کا اندازہ لگایا جائے تو بہت سی غلط فہمی ہو جائے۔

(۴) محض ایک نشان کو ہی دیکھکر ہم کو کسی کی قسمت کا فیصلہ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ جہانتک ہمیں واقفیت اور تجربہ ہو کماحقہ ہر ایک نشان کو جانچنا چاہیئے۔

علم قیافہ میں جسم کے مفصلہ ذیل عضو و حصص کی ساخت وغیرہ کو دیکھا جاتا ہے۔

پیشانی۔ ابرو۔ آنکھ۔ ناک۔ منہ۔ دانت۔ ٹھوڑی۔ کان۔ بال۔

خاص سے دبا ہوا ہو۔ تو معاملہ برعکس سمجھنا چاہیئے"۔
مختلف انسانی نسل کے مختلف مدارج میں بلحاظ اختلاف ترقی قوت مختلف قسم کے سر پائے جاتے ہیں جو شکل نمبر ۳ سے صاف ظاہر ہوتا ہے

شکل ۳
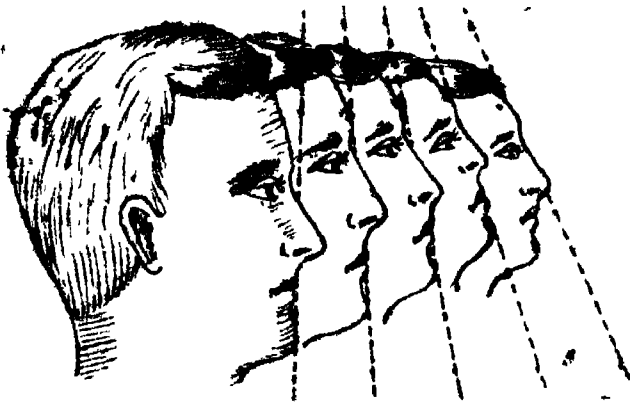
کسی کی ذہانت کا اندازہ کرنے کیلئے عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ سامنے کی طرف سے دیکھنے سے اس کی پیشانی کس قدر فراخ ودسیع معلوم ہوتی ہے۔ جو تقریباً ایسا ہی بے خطا اندازہ ہے۔ جیسا کسی انسان کے کانوں کے قد کو دیکھکر اس کی طاقت کا جائزہ کیا جاتا ہے۔ تاہم پیشانی کی صرف ظاہر اوسعت کو دیکھکر ہی ہمیں کسی کی ذہانت کا اندازہ لگانے میں بہت جلد بازی نہیں کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے کسی بیماری یا موروثی گنج کے باعث سے پیشانی کے اوپر کے بال جھڑ گئے ہوں۔ ممکن ہے ایک بظاہر کم وسیع پیشانی والے آدمی میں بھی خاصی اچھی قوت ذہانت پائی جائے۔ ذہانت کا بلحاظ وسعت پیشانی اندازہ کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس کی چوڑائی تو ہر دو کنپٹیوں کے درمیانی فاصلہ کو سمجھنا چاہیئے ماسوا اس کی گہرائی اس عمود کی لمبائی کو سمجھنا چاہیئے۔ جو ایک فرضی خط مستقیم

ہیں۔ جب برعکس اس کے چوڑائی زیادہ ہو۔ تو معمولی انسان کی نسبت زیادہ طاقت ور سمجھنا چاہیئے۔ اگر ایک لکیر (اب) آنکھوں کے بیچوں بیچ کھینچی جائے تو وہ چہرے کو لمبوترے طور سے پورے دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ یعنی اگر ایک لکیر آنکھ کے کونے سے پیشانی تک دس (ج) عمود وار کھینچی جائے تو وہ اس لکیر دس۔ د، کے برابر ہوگی۔ جو اسیطرح آنکھ کے کونے سے ٹھوڑی کے اختتام تک کھینچی جائے۔ اگر یہ ہر دو لکیریں برابر نہ ہوں تو ضرور سمجھنا چاہیئے۔ کہ ایسے انسان میں ذہانت کم ہوگی"۔ شیکل ہے۔
" جب ہم کسی مرد یا عورت کی قابلیت کا اندازہ کرتے ہیں۔ تو ہم عموماً کافی طور سے سر کے اس حصہ کو خیال میں نہیں لاتے جو درمیانی خط مستقیم (ا۔ ب) کے اوپر ہوتا ہے۔ صرف چہرے کا سڈول پن اور خوبصورتی ہی عموماً ہماری رہبری کرتی ہے۔ حالانکہ یہ اکثر صرف قوار زندگی کی موافقت و مطابقت کو ظاہر کرتے ہیں۔ یا پیشانی کے صرف ابھار سے ہی اندازہ لگاتے ہیں۔ جو صرف ذہانت پر دلالت کرتا ہے۔ اور نہ ہی ہم سر کے بالائی حصہ کو خیال میں لاتے ہیں۔ حالانکہ یہی جگہ ہے۔ جو زیادہ تر انسانی چال چلن کو ظاہر کرتی ہے"۔

" انسان دیگر ارتقائے حیوانات سے دیگر امور کی نسبت زیادہ تر اسی بات میں مختلف ہے۔ آپ کسی مویشی کے سر کو۔ خواہ وہ کتے کا ہی کیوں نہ ہو جس کیساتھ تو۔ اخلاق، دیگر حیوانات کی نسبت بہت زیادہ منسوب کی جاتی ہے۔ انسانی نسل کے ادنےٰ سے ادنےٰ نمونے کیساتھ مقابلہ کریں آپ دیکھیں گے کہ بلحاظ نشو ونما چند یا ہر دو میں کسقدر اختلاف ہے۔ ساتھ ہی یک وحشی شخص کے سر کا ایک اعلےٰ تہذیب و ترقی یافتہ سر کے ساتھ مقابلہ کریں جو نسبت سے سر چندیا کے پاس بلند اور فراخ ہو اسکی نسبت سے اعلےٰ خیالات، پائے جاتے ہیں۔ اور اگر سر اس مقام

انگلیاں۔ چہرہ اور دیگر اعضا بھی چھوٹے اور چوڑے ہوتے ہیں۔
عالم صحت میں جسم کا ہر عضو و ہر حصہ عموماً ہر ایک دیگر عضو و حصہ کے
ساتھ خاص نسبت رکھتا ہے۔
اگر ہم دونوں بازوؤں کو پھیلا کر کھڑے ہوں۔ تو ان کی لمبائی (اب)، پاؤں
کی ایڑی سے لے کر چوٹی تک کی لمبائی (ج د) کے برابر ہوتی ہے شکل پاؤں
لمبائی میں ہاتھ سے ڈیوڑھا ہوتا ہے
تمام جسم سر کی لمبائی کا پورا پورا
معدود ہوتا ہے۔ اگر ہم انگوٹھے کو
اندر کی طرف کر کے مٹھی بند کریں اور
اسپر دھاگا لپیٹیں تو اس دھاگا کی
لمبائی پاؤں کی لمبائی کے برابر ہوگی
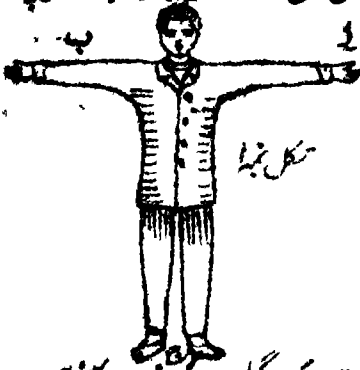
شکل نمبر ۱

اگر ہم بازوؤں کو لٹکا کر کھڑے ہوں تو وہ کبھی گھٹنوں تک نہیں پہنچتے۔ اور
اگر اس حالت میں گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ یا قدرے اور لمبے ہوں تو بموجب
خیال اہل ہنود وہ شخص اوتار و فرشتہ خصلت ہوتا ہے۔
اسیطرح بموجب قول الفرڈ۔ ٹی سٹوری صاحب۔
متناسب طور سے نشوونما پائے ہوئے سر اور چہرے بھی اپنے
حصوں کے ساتھ ایک خاص مناسبت
رکھتے ہیں۔ چہرے کی چوڑائی لمبائی
سے دو تہائی ہوتی ہے (اب = $\frac{2}{3}$
ج د) اگر چوڑائی اس نسبت سے
کچھ کم ہو۔ تو ان طاقتوں کی کمی سمجھنی
چاہیئے۔ جو انسان کیلئے جسمانی طاقت
اور قوت برداشت کا باعث ہوتی
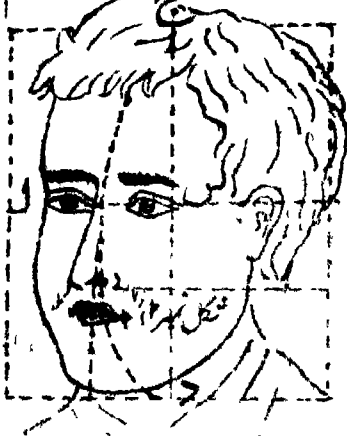
شکل نمبر ۲

تو اس قدر فرق پڑ گیا ہے کہ معمولی آدمی دو قسم کے کبوتروں کو دیکھ کر ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ ان میں بہت سی ذاتی خاصیتیں ضرور ایک جیسی ہونگی۔ آپ شکاری اور تازی کتے یا بلڈوگ اور نیوفونڈلینڈ کے کتے کا ہی مقابلہ کریں جو غالبًا کسی زمانہ میں ایک باپ دادا کی اولاد ہونگی لیکن اسوقت کسقدر نمایاں فرق ان کی ہر ایک قسم میں پایا جاتا ہے۔ کوئی عقلمند آدمی ان باتوں کو دیکھکر ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یہ تمام ظاہری تفرقات قدرت کے محض ایک دل بہلانے کا کھیل ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ ان کے یہ بیرونی تفرقات ان کی ذاتی عقل حیوانی کیسا تھہ پوری پوری مشابہت رکھتے ہیں[1]"

"تمام کائنات میں ہر چیز کا ہر جزو اپنے کل کے ساتھہ پوری پوری مناسبت رکھتا ہے"۔

"بڑے بڑے درختوں کے تنے۔ ٹہنیں اور پتے بھی عمومًا بڑی بڑے ہوتے ہیں۔ اور چھوٹی قسم کے درختوں کے نسبتًا چھوٹے۔ اگر آپ انگور۔ سیم وغیرہ کی بیلوں کی بناوٹ کو بنظر غور دیکھیں۔ تو معلوم ہوگا کہ جسطرح ان کی پتلی پتلی نازک شاخیں باہر دور دور تک ادہر ادہر پھیلتی ہیں۔ ٹھیک اسیطرح زمین کے اندر بھی ان کی جڑیں دور دور تک چلی جاتی ہیں"۔

"اسیطرح جن آدمیوں کے ہاتھہ لمبے ہوں۔ آپ ضرور دیکھیں گے کہ اُن کی انگلیاں۔ انگوٹھے۔ بازو۔ جسم اور سر بھی عمومًا لمبے ہوتے ہیں۔ جن کے کندھے چھوٹے اور فراخ ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھہ اور

---

[1] سائنس ہمیں سکھلاتی ہے کہ انسانی اور حیوانی خیالات اور خط و خال برابر مناسب طریقہ سے بتدریج بدلتے رہتے ہیں۔

مانند ہوتا ہے۔ اگر آپ اسے بو دیں۔ تو ضرور بلوط ہی اگیگا۔ یہ کبھی نہیں دیکھا جاتا۔ کہ اس کے بجائے شیشم یا دیار اگتا ہو۔

"مختلف قسم کی معدنیات کے کرسٹل ہمیشہ خاص شکل کے ہوتے ہیں خواہ وہ مکعب ہوں خواہ ہشت پہلو اور خواہ کسی اور قسم کے ہوں۔ ایک لائق کیمیا دان چٹان کے ایک ٹکڑے کو دیکھکر بتا سکتا ہے کہ یہ سنگ مرمر ہے یا ہیرا ہے یا کس قسم کا پتھر ہے"۔

یہی حالت عالم حیوانات میں پائی جاتی ہے۔ لومڑی خواہ وہ باشندہ منطقہ منجمدہ ہو یا منطقہ حارہ کے جھلسا دینے والے جنگلوں میں پائی جائے ہمیشہ لومڑی ہی ہوگی۔ بلی ہر جگہ بلی کی مانند اور کتا کتے کی مانند ہی ہوتا ہے سبب یہ ہے کہ ان کی فطرت کو ظاہر کرنے کیلئے ان کی وہی خاص شکل مناسب ہوتی ہے"۔

"خواص الاشیا، دان ہمیں بتاتے ہیں۔ کہ کتا بھیڑیے کی اصلاح شدہ مخلوق ہے۔ اگر کسی بھیڑیے کو کسی جنگلی یا پہاڑی کتے کے مقابل میں کھڑا کریں تو آپ دیکھیں گے۔ ان میں کسقدر نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ لیکن ہر ایک کی شکل وصورت میں فرق ہونے سے پیشتر ضروری ہے کہ ان کی ذھنی طاقتوں میں فرق پیدا ہوا ہو"۔

"ڈاروِن صاحب ہمیں بتاتے ہیں کہ تمام پالتو جانور اس امر کو پایۂ صداقت پر پہنچاتے ہیں۔ مختلف اوقات و مختلف ملکوں میں خاص خاص قسم کے جانوروں کو پالنے سے ان کی طبائع وعادات ونتیجۃً ان کی ذہانت و دماغ میں جو ان سب قوا کے پشت پناہ ہیں، میں بہت فرق پڑ گیا ہے اسی باعث ایک ہی قسم کے جانور بہت شکلوں کے پائے جاتے ہیں۔

"ان وجوہات سے جسقدر کتے اور کبوتر کی اقسام پائی جاتی ہیں غالباً کسی اور جانور کی نہیں پائی جاتیں۔ کبوتروں کی خاص خاص قسموں میں

دوران خون زیادہ عمدہ اور صحیح حالت میں ہوتا ہے۔ اسی طرح بڑے دماغ والے آدمی میں چھوٹے دماغ والے کی نسبت قوت حیات زیادہ پائی جاتی ہے۔"

اس میں کوئی کلام نہیں۔ کئی بیوقوف آدمی بھی بہت بڑی بڑی عمر کے پائے جاتے ہیں۔ لیکن ملحوظ خاطر رہے وہ بنی نوع انسان کیلئے کچھ بہتری نہیں کر جاتے۔ بلکہ حشرات الارض کی مانند ان کی وفات پر کسی کو افسوس تو درکنار کچھ خیال تک نہیں آتا۔"

عام اصول متعلقہ قیافہ شناسی

علم قیافہ کے مبتدی کو مفصلہ ذیل بنیادی اصول اچھی طرح ذہن نشین کر لینے چاہئیں۔

اولاً۔ انسان کی بیرونی شکل ہر حالت میں اس کی اندرونی خاصیتوں کو ظاہر کرتی ہے۔

ثانیاً۔ ہر حالت میں خاص قابلتیں بیرونی شکل (خط و خال) کے خاص نشانات سے ہی ظاہر ہوتی ہیں۔

ثالثاً۔ جب بیرونی شکل میں کسی قسم کی تبدیلی پائی جائے تو ضرور اس کے متعلق کسی خاص اندرونی قابلیت میں کچھ فرق سمجھنا چاہیئے۔

متذکرہ بالا اصول تمام افراد کائنات پر حاوی ہیں۔ خواہ ہم عالم معدنیات کو لیں۔ خواہ عالم نباتات اور حیوانات کا مطالعہ کریں۔

کیونکہ بقول الفرڈ ٹی سٹوری صاحب

سیب کی شکل ہمیشہ یکساں ہوتی ہے۔ خواہ وہ کسی دور دراز جنگل میں خودرو درخت پر لگے۔ یا کسی شاہی باغ کے درخت میں لگے۔ کسی حالت میں نارنگی یا انار سے مغالطہ نہیں کھا سکتا۔ بلوط کا بیج ہمیشہ بلوط کے بیج کی

بقول الفرڈ فی سٹوری صاحب

"پیرانہ سالی اور بڑی اور ابھری ہوئی تھوڑی ہر دو لازم ملزوم چیزیں ہیں۔ ان اشخاص کی تصاویر میں جو سو سال یا اس سے زائد عرصہ تک زندہ رہے۔ یہ نشان صاف طور سے پایا جاتا ہے"۔

"پیرانہ سالی کی ایک اور علامت بڑے اور لمبے کان ہیں یہ نشان اس حالت میں عموماً بے خطا ہوتا ہے۔ جبکہ اگر چہرے کو ایک پہلو سے ہو کر دیکھیں تو وہ تھوڑی سے لے کر چوٹی تک بہت لمبا دکھائی دے"۔

"یہ امر ضروری نہیں ہے کہ جن اشخاص میں پیرانہ سالی کی علامتیں پائی جائیں وہ ضرور ہی زیادہ عرصہ تک زندہ رہیں۔ بلکہ میرے خیال میں اسیطرح اس کی تحویل کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ کہ یہ نشانات اس امر پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ صاحب نشان کسی بڑے عمر والے آدمیوں کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اگر وہ اعتدال اور معمولی حفاظت کو مدنظر رکھے تو ضرور بڑی عمر تک پہنچ سکتا ہے"

"اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ وہ اشخاص جن کے سر بڑے ہوتے ہیں زیادہ عرصہ تک زندہ رہتے ہیں۔ اس کی تشریح شائد اسطرح کر سکتے ہیں۔ چونکہ روح کا زیادہ تعلق دماغ کے ساتھ ہے۔ اسواسطے جسقدر زیادہ جگہ خاد دماغ میں تو اور روح کیلئے ہوگی۔ اسیقدر زیادہ عرصہ تک وہ اس فانی قالب میں رہ سکیگی۔ چھوٹے سر والوں کی نسبت بڑے سر والوں میں عموماً دیگر قوا خواہ برابر ہی کیوں نہ ہوں، ذہنی و جسمانی قوت برداشت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ تاکہ وہ علے الصباح عالم خواب سے بیدار نہ ہو سکتے ہوں اور فوراً ہی کسی امر میں تیزی طبع ظاہر نہ کر سکیں۔ تاہم زیادہ عرصہ تک دماغی کام کر سکتے ہیں۔ اور ان کی مانند بہت جلد نہیں تھکتے"۔

"چونکہ بڑے دل والے آدمی میں چھوٹے دل والے آدمی کی نسبت

"مضبوط دل یا صحیح دوران خون (جو اسی کیساتھ وابستہ ہے) ٹھوڑی سے ظاہر ہوتا ہے۔ جبکا قد۔ چوڑائی اور نیچے کیطرف کا جھکاؤ اس (دل) کی طاقت کو ظاہر کرتا ہے ایک بڑی۔ لمبی۔ چوڑی اور آگے کیطرف جھکی ہوئی ٹھوڑی۔ عمدہ دوران خون۔ حیوانی خصلت اور تیز جذبات کو ظاہر کرتی ہے چھوٹی تنگ اندر کیطرف مڑی ہوئی ٹھوڑی سست دوران خون اور بزدلی کی علامت ہے"۔

"وہ لوگ جن کے دل کا قطب نما (ٹھوڑی) خوب بھرا ہوا ہوتا ہے۔ صحیح اور تندرست دوران خون سے حظ اٹھاتے ہیں۔ ان کے دست و پا ہمیشہ گرم رہتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی سردی محسوس کرتے ہیں۔ یعنی بلا کسی تکلیف کے سردی و گرمی کو آسانی سے برداشت کر لیتے ہیں۔ پسینہ خوب آتا ہے اور ایسے لوگ بہت ہی کم کسی جسمانی بیماری میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔

اگر ٹھوڑی چھوٹی ہو تو نبض پھڑ پھڑاتی ہوئی۔ کمزور اور بیقاعدہ ہوگی۔ ایسے آدمی موسم گرما میں بھی عموماً سردی محسوس کرتے ہیں۔ تبدیلی موسم بہت جلد ان پر اپنا اثر کرتی ہے۔ اور اکثر دماغ میں جلن اور دباؤ محسوس کرتے ہیں"۔

مسٹر فاؤلر اس مضمون پر لکھتے ہیں "ایسے آدمی کو سرسام ہو جانے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔ کیونکہ وہ خون جو تمام جسم کی پرورش کیلئے دیگر اعضاء میں جانا چاہیئے تھا۔ زیادہ تر صرف دماغ تک ہی محدود رہتا ہے۔ ایسے شخص جب کبھی بیمار پڑ جائیں۔ تو پھر ان کے لیئے بحال ہونا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص بڑی ٹھوڑی والوں کی نسبت بہت جلد بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں"۔

علامات پیرانہ سالی

کے یہ پچھا جسقدر زیادہ پتلا اور چھوٹا ہوتا ہے۔ اسیقدر اس شخص کے مبتلا دق ہوجائیگا۔ زیادہ احتمال ہوتا ہے۔

فاؤلر صاحب اس مناسبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"خواہ کوئی انسان مدقوق خاندان میں سے ہو۔ یا نہ ہو۔ یہ نشان بالکل بے خطا ہوتا ہے۔ جن کی آنکھ کے نیچے اس مقام پر جو حالت دق میں یک سرخ ہوجاتا ہے۔ گڑھا سے پڑا ہوا ہو۔ اور چہرہ رخسارے کی ہڈی سے اوپر یا نیچے سے اور اس ہڈی اور ناک کے درمیانی حصہ کے درمیان میں اندر کیطرف دبا ہوا ہو۔ ان اشخاص کو دق ہوجائیگا بہت اندیشہ رہتا ہے برعکس اس کے جن کے یہ مقام خوب بھرے ہوئے ہوں۔ ان کے پھیپھڑوں کو خوب مضبوط سمجھنا چاہیئے۔"

متذکرہ بالا علامات کے علاوہ وہ آثار جو مریض دق میں ہونے ضروری ہیں یا جن سے کسی کے اس مرض میں مبتلا ہوجانیکا اندیشہ رہتا ہے مفصلہ ذیل ہیں۔

لمبا قد۔ دبلا اور نازک چہرہ و جسم۔ لمبی انگلیں و دیگر اعضاء تنگ سینہ آگے کیطرف کو جھکا ہوا جسم۔ لمبی گردن۔ تیز خط و خال۔ ہلکے اور باریک بال اور سرد پاؤں وغیرہ ہیں۔

اس لئے کوئی بات جو ان علامات کے برعکس نتیجہ رکھتی ہو۔ مدقوق خاندان کیلئے نعمت غیر مترقبہ سمجھنی چاہیئے۔

دل اور دوران خون

بقول سٹوری صاحب۔

۱؎ چہرہ چال چلن کا منظر مصنفہ الفرڈ سٹوری صاحب۔

Human Science ۔ ۲؎

پھیپھڑے اور دق

بقول الفرڈ ٹی سٹورس صاحب

"چہرے کا وہ حصہ جو پھیپھڑوں کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے آنکھوں کے نیچے وہ جگہ ہے۔ جو حالت دق میں یکایک سرخ ہو جاتا ہے۔ اور عالم صحت کے گلگوں رخساروں کا وہ حصہ ہے جو عموماً سرخ دکھائی دیتا ہے یہ امر کہ آنکھوں کا زیریں حصہ دق کی حالت میں سرخ ہو جاتا ہے۔ متواتر مشاہدہ اور تجربے سے پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ نیز یہ امر کہ رخساروں کا یہ خاص حصہ پھیپھڑوں کیساتھ پوری ہمدردی رکھتا ہے۔ اسواسطے ظاہر ہوتا ہے کہ جب پھیپھڑے سست ہوں تو یہ ہمیشہ زرد اور جب بالکل عالم صحت میں ہوں تو سرخ اور گلابی رنگ کا ہوتا ہے۔"

"حالت دق میں چہرے کا یہ مقام ہمیشہ اندر کیطرف دبا ہوا ہوتا ہے۔ ناک سے رخسار تک بیٹھا جاتا ہے۔ ہنستے وقت جسقدر وہ زیادہ بھرا ہوا اور ابھرا ہوا معلوم ہو۔ اسیقدر دق کیطرف کم میلان طبع سمجھنا چاہیے۔ برعکس اس

میں مورخہ ۲۲ جون ۱۸۱۸ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۶یا ۱۷ سال کی عمر تک جب وہ Danners Academy at Hadley Mass اور N. Y. Academy میں تعلیم حاصل کرتے رہے کھیت کے کام میں بھی مدد دیتے رہے۔ آپ ایمرسٹ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ جب آپ کے برادر صاحب مسمی O. S. بی اے کی ڈگری حاصل کی اس کے بعد سرفنی علم کاسہ سر کا مطالعہ کر کے اکٹھا ہی کام شروع کیا۔ ممالک متحدہ واقع امریکہ کے تمام حصوں میں لیکچر دینے کے بعد آپ مع اپنے ساتھی S. R Wells برطانیہ کلاں میں تشریف لائے آئے یہ جگہ آپ کو اسقدر پسند آئی۔ کہ تب سے یہیں اپنی رہائش اختیار کر لی ہے۔ علم کاسہ سر کے متعلق بہت اعلے اعلے تصنیفات آپ کی قلم سے نکلی ہیں اقتباس

معدہ اور قوت ہاضمہ

بقول الفرڈ ٹی سسٹوری صاحب :-

"چہرے کا وہ حصہ جو قوت ہاضمہ کیلئے قطب نما کا کام دیتا ہے دہن کے دونوں کونوں کا درمیانی حصہ ہے اور ڈاڑھوں کے مقابل کانوں کا زیرین یا رخساروں کا درمیانی حصہ ہے۔ جن کی یہ جگہ خوب بھری ہوئی ہوں۔ انکی قوت ہاضمہ ضرور عمدہ حالت میں ہوگی۔ برعکس اس کے جنہیں عموماً بدہضمی کی شکایت رہتی ہے۔ ان کی یہ جگہ اندر کیطرف دب جاتی ہیں۔ رخساروں میں گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ اور چہرا بہت دبلا پتلا ہوتا ہے۔ صحت کی یہ حالت زیادہ تر عالموں مصنفوں اور دماغی کام کرنے والوں میں پائی جاتی ہے اسکا باعث عموماً یہ ہوتا ہے کہ دماغی محنت کرنے سے جسم پر سارے سے زیادہ دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ اور بجائے ورزش وغیرہ کرنے کے وہ اکثر تمام دن اپنے خیالات میں ہی ڈوبے رہتے ہیں"۔

ڈاؤلر صاحب اپنی کتاب مسمی ہیومن سائنس میں چہرہ کے خاص خاص حصص کی قطب نمائی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"یہی قطب نمائی ہم کو بتاتی ہے۔ کہ کیوں اور کس طرح عالم صحت کی تمام حالتیں چہرے کے ذریعہ سے اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام کے خط و خال جسمانی حالات کو بمعہ ان کی موجودہ صحت و بیماری وغیرہ کس کمالیت سے ظاہر کرتے ہیں جس سے ہم خود بخود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ عمدہ خط و خال کسواسطے خوبصورتی کی ایک خاص علامت ہیں۔ اور کسواسطے حسن خوب سب کو مرغوب ہے۔ وجہ صاف ہے۔ یہ علامات اندرونی طاقتوں اور جذبات کی باقاعدگی و پاکیزگی پر دلالت کرتی ہیں"۔

Coho clam [illegible] Lorengo Fowler داتیج ہوپارک

ع ۔

چنانچہ اس باب میں یہ بتلایا جائیگا کہ پھیپھڑے۔ معدہ و دل کی طاقتیں چہرے کے کن خاص خاص حصّوں کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں جس کے باعث ہم صرف چہرے کو دیکھکر ہی بتا سکتے ہیں۔ کہ اس شخص میں فلاں قسم کی طاقت کم یا زیادہ ہے۔

ہمارے ناظرین میں سے اکثر ایسے ہونگے۔ جنہوں نے اپنے باپ دادا یا بزرگ رشتہ دار کو یہ کہتے ہوئے سنا ہوگا۔ یہ بیٹا فلاں زمانہ میں ہمارے شہر یا گاؤں، میں ایک ایسا حکیم رہا کرتا تھا۔ یا کہیں دور دراز ملک سے ایک ایسا خدارسیدہ یوگی آیا تھا۔ جو بلا نبض دیکھے یا تشخیص مرض کیلئے محض شکل دیکھکر ہی اندرونی بیماری وغیرہ کا حال سمجھ نسخہ تجویز کر دیا کرتا تھا۔ یہ سُنکر آپ ضرور سوچتے ہونگے۔ دبلا پتلا آدمی دیکھکر اتنا تو ہر شخص قیاس کر سکتا ہے۔ کہ یہ ضرور کسی بیماری میں مبتلا ہوگا۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی انسان محض بیرونی خط و خال کو دیکھکر ہی تمام اندرونی بیماریوں کو سمجھ لے۔

میں دعوے سے کہتا ہوں۔ اگر قیافہ دان کو علم طب میں کچھ بھی استعداد حاصل ہے۔ تو اس ترکیب سے بیماری کا حال بتا دینا اس کے لیئے بالکل معمولی سی بات ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم اس چھوٹے سے رسالہ میں اور نیز ان رسالہ جات میں جو رفتہ رفتہ اس سلسلہ میں شائع کئے جائینگے۔ بالکل سلیس عبارت میں پبلک کو بتا دیں۔ کہ کس طرح یہ امر ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم محض شکل دیکھکر کسی کی پوشیدہ بیماریوں کو دریافت کریں۔ نہیں۔ نہیں بلکہ ان رسالجات کی ہدایات پر عمل کرنے سے آپ انسان کی گذشتہ اور آئندہ زندگی کا فوٹو بھی اتار سکینگے

ساتھ ہے ملکہ دی ہے۔ اور اس لئے وہ (اس کے سسٹم کی بنیاد) بھی روح کے ساتھ ہی نیچہ فانی ہے"۔

چہرے کے بعض حصص کی قطب نمائی کے بارہ میں

تمام ناظرین جانتے ہونگے۔ قطب نما کس چیز کا نام ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں۔ علم ہیئت کی ترقی نے ہمیں اس قابل بنا دیا ہے کہ تاروں بھری رات میں ہم محض ان آسمانی قندیلوں کی رہنمائی سے ہی سمندر کی صاف اور بلا آہٹ سطح پر بلا تامل اپنے منزل مقصود کیطرف چلے جاتے ہیں۔ فرض کیجئے آدھی رات کے وقت جب ہم ساحل سمندر سے کوسوں دور ہو جائیں اچانک آسمان پر ابر چھا جائے۔ اور ہمارے قدرتی رہنماؤں یعنی تاروں کو ہماری نگاہ شوق سے پوشیدہ کر دے۔ تو تلائے۔ اس وقت اس بحر بے پایاں میں کون ہمارا رہنما ہوگا۔ بے شک سخت مصیبت میں گرفتار ہو جائینگے۔ لیکن ہمیں علم و ہنر کی ترقی دن بدن ہمارے راستے سے اس قسم کی صدہا رکاوٹیں دور کرتی جاتی ہے۔ اس ناگہانی مصیبت سے محفوظ رہنے کیلئے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا گیا ہے جو ہمیشہ اور ہر ایک حالت میں ہم کو ستارہ قطب یا قطب شمالی کی سمت بتلاتا رہتا ہے۔ اس آلہ میں مقناطیسی لوہے کی ایک سوئی لگی ہوتی ہے جس کا ایک خاص سرا ہمیشہ قطب شمالی کیطرف رہتا ہے۔ اس آلہ کو دیکھکر ہم ہر وقت بتا سکتے ہیں۔ کہ شمال و جنوب وغیرہ مختلف سمتیں کسطرف ہیں۔ اسی وجہ سے اس آلہ کا نام آلہ قطب نما زبان زد عام ہو گیا ہے۔

انسانی چہرے کے بھی خاص حصے ایسے ہیں۔ جو اس کی اندرونی انسانی طاقتوں کو جس شخص غور بین پر ظاہر کرنے کیلئے قطب نما کا کام دیتے ہیں

خط وخال میں نہیں بلکہ جسم کے تمام مختلف اعضا کی تناسب اور ڈیل ڈول
میں بھی نمایاں فرق ہے۔ تمام بنی نوع انسان میں دیگر اعضا کی نسبت
ٹانگوں کی لمبائی میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگرچہ دنیا کے بعض
حصوں میں لمبی اور بعض میں چھوٹی ٹھوڑی پائی جاتی ہے تاہم
ایک ہی نسل کے افراد کی شکل وشباہت میں بھی نمایاں فرق پایا جاتا ہے
ایک مشہور دندان ساز مجھے اس امر کا یقین دلاتا ہے کہ مختلف انسانوں
میں خط وخال کی تفاوت کی طرح دانتوں میں بھی بہت اختلاف ہوتا ہے۔

بقول ولیم میکڈوگال صاحب

"خواہ کچھ ہی فطرتی میلان طبع یا ذاتی برائی کیوں نہ ہو۔ یہ خط وخال پر گویا ایک خاص قسم کی مہر لگا دیتی ہے۔ بدمعاشی۔ کمینہ پن۔ ناپاکی۔ بغض۔ حسد۔ کینہ۔ بے رحمی۔ فضول غرور۔ بدزبانی۔ مکر۔ وغیرہ۔ غرضیکہ ہر ایک بدی چہرہ پر اپنا اثر ڈالتی ہے۔ اور اپنا خاص نشان لگا دیتی ہے۔ اسیطرح سنجیدگی۔ دانائی۔ عقلمندی۔ عالی حوصلگی۔ جوانمردی۔ نیک نیتی وغیرہ جیسے نیک اوصاف بھی انسانی خط وخال میں ایک خاص قسم کا دلفریب نظارہ پیدا کر دیتے ہیں۔

اول ہم کو بغیر کسی مزید تحقیقات کے تسلیم کر لینا چاہیئے۔ چونکہ روح غیر مادی ہے۔ اسواسطے ضروری ہے کہ مادی دنیا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے وہ مادی اعضا سے ہی مدد لے۔ اور جب ایسی حالت ہے۔ تو اس میں کلام نہیں۔ کہ مادی اعضا کو اس روحانی جزو کے ساتھ پورے طور سے متفق ہونا چاہیئے۔ جس کے زیر ہدایات وہ اپنا اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔"

"علاوہ ازیں علم قیافہ کی صداقتوں کو ظاہر کرنے کیلئے موجودہ مروجہ سائنسی علوم سے بھی ہم کو بہت مدد ملتی ہے۔ انسان کے چہرے و دماغ کی تشریح دانی ڈرمی ہمیں بتاتی ہے۔ کہ یہ سر صاحب کے سارے سسٹم کی بنیاد انسانی دماغ میں جو روح کا ایک مادی راز ہے۔ قدرت نے خاص اپنے

صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"ایک ہی نسل کے کوئی دو آدمی ایک جیسے نہیں ہیں۔ ہم لاکھوں چہروں کا آپس میں مقابلہ کریں۔ لیکن ہر ایک میں فرق ضرور ہوگا۔ صرف چہرے کے

۱۹-اپریل ۱۸۸۲ء تا شدہ انگلستان۔ گذشتہ صدی کا ایک مشہور و معروف مفکر اور خواص الاشیاء دان۔ ان کے والد بزرگوار Shrewsbury میں پیشہ طبابت کیا کرتے تھے۔ ۱۸۳۱ء میں کرائسٹ کالج کیمبرج سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اسی سال کپتان فٹزرے Capt. Fitzroy نے اس امر کا اعلان کیا۔ اگر کوئی خواص الاشیاء دان میرے ساتھ علمی تحقیقات کیلئے بحری سفر گوارا کرے تو میں اسے اپنے جہاز بیگل Beagle نامی میں رہائش کیلئے مفت کمرہ دونگا۔ ڈارون صاحب نے اپنی خدمات اس شرط پر مفت پیش کیں کہ اس اثنا میں جو کچھ نادر اشیاء میں جمع کرونگا وہ تمام میری ہی ملکیت تصور کیا جائیگی (جن اشیاء کو اس نے بعد میں مختلف پبلک دررگاہوں میں دیا) پانچ سال کے سفر کے بعد ۱۸۳۶ء میں اس نے ایک خواص الاشیاء دان کا سفر نامہ The Voyage of a Naturalist تصنیف کیا۔ اس کے بعد اس نے کئی سائنٹفک کتب تصنیف کیں جنمیں سے خاص خاص کے نام معہ تاریخ اشاعت مفصلہ ذیل ہیں۔

1. The Structure & Distribution of Coral Reefs 1842
2. The Orgin of Species by means of Natural Selection 1859
3. The Descent of Man & Selection in relation to Sex, 1871
4. The Expressions & Emotions in Man & Animals 1872
5. Insectivorous Plants 1875 & (6) Different Forms of Flowers in Plants of the same Species 1877

ڈارون صاحب یورپ کی کئی علمی مجلسوں کے ممبر تھے۔ ان کی تصنیفات نے موجودہ علم نباتات و حیوانات میں نمایاں تبدیلی و اصلاح کر دی ہے۔

دل ہے۔ جو جسمانی خط و خال پر اپنا اثر ڈالکر اس میں دلی جذبات کے مطابق کچھ تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔ یا معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یہ اسی بات پر صابر ہے۔ جیسا بارہا دفعہ کیا گیا ہے کہ مادی جسم جو دکھائی دیتا ہے غیر مادی اندرونی طاقتوں کا پورا پورا عکس ہے۔ اور یہی اصول اس سائنس کا لب لباب ہے۔"

"جو خیال اوپر ظاہر کیا جا چکا ہے۔ اُسے زیادہ پایہ صداقت تک پہنچانے کیلئے بیان کیا جاتا ہے۔ ہمیں آجتک کوئی دو توام بچے ہی ایسے نہیں ملے جو بالکل ایک جیسے ہوں۔ بلاشبہ وہ شکل و صورت میں ایک دوسرے کے ساتھ بہت کچھ مطابقت ظاہر کرتے ہیں۔ اور ایسی حالت میں وہ ضرور ایک جیسے ہوں۔ لیکن ایک باریک بین قیافہ دان یا ماں کی محبت بھری نگاہوں میں ان کی شکل و صورت میں خاص فرق پایا جاتا ہے۔ اور یہی فرق ان کی طبیعتوں اور خیالات کے اختلاف کا معیار ہوگا۔ ایک معمولی آدمی کی نگاہ میں تو بیشک وہ دونوں توام ایک دوسرے کا فوٹو ہونگے۔ لیکن اس بارہ میں آپ ذرا اس کے ساتھ تو مشورہ کر دیکھیں۔ جو انکا باعث تولد ہوئی ہے۔ اور جس نے ان کو گودی میں کھلایا ہے وہ فوراً ہی کہدیگی کہ ان کی شکل و شباہت میں یہ یہ فرق ہے اور ان دونوں میں سے فلاں میں یہ یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ اور فلاں میں یہ عیب یا نقص ہیں۔ اب کسی تجربہ کار قیافہ دان سے دریافت فرماویں۔ اور دیکھیں کہ وہ کس طرح ان تمام امور کی تصدیق کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ ان کے اختلافات کی کیا وجہ ہے"

بنی نوع انسان کے خط و خال و بناوٹ کی فرق کے بارہ میں ڈارون علیہ

Charles Robert Darwin کے ۱۲ فروری ۱۸۰۹ء سے

دیکھے بغیر کسی شخص کو اپنی ملازمت میں نہیں لیتا"۔
ولیم میکڈوول صاحب کا قول ہے۔
"تمام اشخاص اسبات کو مانتے ہیں کہ علم قیافہ میں ضرور کچھ نہ کچھ صداقت ہے۔ انسانی چہرا کسی خاص حد تک دلی جذبات کا عکس ہے لیکن ہماری معمولی انسانی عقل اور روزانہ تجربے اس امر کے شاہد ہیں کہ دلی جذبات کسی بیرونی جسمانی شکل اور چہرے کے ساتھ صرف کسی خاص حد تک ہی مطابقت نہیں رکھتے۔ بلکہ ان دونوں کو ایکدوسرے کے ساتھ پورا پورا اتحاد ہے دونوں میں سے کوئی اپنے متعلقہ ساتھی بغیر ہرگز نہیں رہ سکتا"۔
"اندازاً فی زمانہ تمام روئے زمین پر دس کھرب سے زائد بنی نوع انسان موجود ہیں۔ لیکن تواریخ سے پتہ ملتا ہے کہ اس قدر وسیع تعداد میں بھی آجتک کوئی ایسے دو انسان نہیں ملے جن کی شکل و شباہت بالکل ایکدوسرے کے مطابق ہو۔ اور اس لحاظ سے جنکا چال چلن ایک دوسرے جیسا ہو۔ ٹھیک جیسے جنگل کے لاانتہا پتیوں میں سے خواص الاشیا دان کو کبھی ایسے دو پتے نہیں ملے۔ جو شکل و شباہت میں بالکل ایک جیسے ہوں۔ اسیطرح تمام انسانوں کے درمیان بھی کچھ نہ کچھ ضرور تفاوت پائی پائی ہے۔ اہل دنیا کو مختلف نسلوں۔ قوموں۔ فرقوں دکنبوں وغیرہ میں منقسم کر سکتے ہیں۔ اور گو ہر فرقہ کے افراد میں خاص خاص باتوں میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ لیکن جسوقت بہ نظر غور دیکھا جاتا ہے تو کیا بلحاظ جسمانی ساخت اور کیا بلحاظ ذاتی قابلیت ہر بنی نوع انسان ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اور یہ اختلاف ہی ہے۔ جس پر اس کی نوعیت و شخصیت کا سارا دارومدار ہے۔ یہ اختلافات بعض صورتوں میں بہت ہی تھوڑے سے ہوتے ہیں۔ تاہم ہر نوع انسان کی شخصیت کو علیحدہ قائم رکھنے کیلئے کافی ہیں "علم قیافہ اس امر کے فیصلہ کرنے کی پرواہ نہیں کرتا۔ کہ آیا انسانی

ہے۔ اور تیسری کو بیتے وقت پہلے ہاتھ میں وزن کرتا ہے۔ یعنی وہ اس کے
رنگ اور بیرونی نشانات شکل وصورت سے ہی اسکا اندازہ کرتا ہے۔ اگر کوئی
اجنبی بحیثیت گاہک اس کی دکان میں آتا ہے۔ تو وہ خرید و فروخت کرنے
سے بیشتر بڑے غور سے اس کے چہرے بشرے کو دیکھکر اس کے خط
وخال سے کچھ خاص بات اخذ کرتا ہے۔ کیونکہ جونہی وہ اجنبی دوکان کے
باہر ذرا دور چلا جاتا ہے تو بسا اوقات وہ سوداگر مفصلہ ذیل فقرات سے اپنی
کچھ رائے ظاہر کرتا ہے۔ اس آدمی کی نگاہ سے ہی دیانتداری مترشح ہوتی ہے
یا اس کی نگاہ ہی کسی خاص خوبی یا بدی کا صاف صاف پتہ دیتی ہے۔"

پیپر صاحب اسی مضمون کے متعلق مزید بحث کرتے ہوئے تحریر
فرماتے ہیں۔

" علم قیافہ ہی۔ خواہ وسیع سے وسیع یا تنگ سے تنگ حدود میں
ہی کیوں نہ لیا جائے۔ تمام انسانی فیصلوں۔ کوششوں۔ افعال امیدوں
وغیرہ کا ماخذ ہے۔ یا ان تمام دلکش یا غیر دلکش تاثیرات کا جو بموجب دیکھنے
بیرونی اشیاء کے ہماری طبیعت محسوس کرتی ہے تمام زمانوں اور اوقات
میں از پیدائش تا دم مرگ اور ان کیڑے مکوڑوں سے لیکر جن کو ہم لاپرواہی
سے پاؤں کے نیچے کچل ڈالتے ہیں
فلاسفران زمانہ تک از آدم تا ایں دم علم قیافہ ہی ان تمام باتوں کا
موجب ہے جن پر ہم عمل کرتے ہیں۔ یا جن کے نیچے ہم برداشت کرتے ہیں
کیسا ہی عقلمند یا بیوقوف حاکم ہو۔ مجرم کو اس کے خط وخال سے جانچنے
کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی بادشاہ کسی شخص کو بیرونی شکل وشباہت کا
اچھی طرح سے جائزہ لئے بغیر کسی عہدہ پر مامور نہیں کرتا کوئی محصول افسر کسی نگران
کو کبھی بھرتی نہیں کرتا۔ جب تک وہ بلا لحاظ اس کے قد کے اس کے
دیگر بیرونی خدوخال کا اچھی طرح معائنہ نہیں کرلیا۔ کوئی آقا بیرونی چال ڈھال

یا تو صاف انکار کرتے ہیں۔ یا صرف یہ عذر پیش کرتے ہیں۔ یہ علم تمام باشندگان دنیا پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ اتنا تو وہ فوراً مان لیتے ہیں کہ اتفاقی چہرے کے خط و خال و خاص خاص نشانات سے نیکی و شرافت کے باعث ایک قسم کا اطمینان معوزیت اور بدی سے اس کے برعکس پایا جاتا ہے بلکہ یہاں تک بھی ماننے کو تیار ہو جائینگے۔ خاص خاص خط و خال تو ایک نظر دیکھ لینے سے ہی دلکش معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض سے طبیعت میں کچھ خاص قسم کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن جب ان کو یہ بتلایا جاتا ہے کہ ہر ایک روحانی خیال و طبیعت کا ہر ایک جذبہ چہرے سے منعکس ہوتا ہے یعنی چہرہ تمام اندرونی خوبیوں اور برائیوں کا عکس کمل ہے۔ تو انکی ضدی طبیعت جوش میں آجاتی ہے اور ان میں سے زیادہ تر جو اس کی سچائی کو اپنے عقیدہ کے مخالف پاتے ہیں۔ اس کی صداقت سے یا تو بالکل انکار کر دیتے ہیں۔ یا اسے محض وہم اور دھوکا ہی خیال کرتے ہیں ﷲ

"تاہم انسانی فطرت میں دوسری ذاتی خصلتوں کی مانند اسکا عقیدہ بھی پورے طور سے جاگزین ہے۔ نتیجے اس مضمون پر عقل نہیں دوڑا سکتے لیکن ان کی روزانہ خواہشوں اور نفرتوں کا وجود بھی اس علم کی ذاتی خوبی کے باعث ہے"۔

لیویٹر صاحب اس مضمون پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔:

"ہر ایک سوداگر اسباب سوداگری خریدنے سے پہلے علم قیافہ کی رو سے جانچ لیتا ہے۔ اگر وہ کسی دور دراز جگہ سے کچھ مال خریدتا ہے تو اپنی غرض کے مطابق اسباب خریدنے کیلئے اس علم کو استعمال کرتا ہے۔ صرف اس کے رنگ۔ عمدگی و بیرونی شکل و شباہت یعنی علم قیافہ سے ہی اپنا فیصلہ قائم کرتا ہے۔ وہ ایک جگہ سے لیتا ہے۔ دوسری لینے سے انکار کرتا ہے۔ Guinea گنی

اور ان کے متعلقہ اندرونی انسانی جذبات کا مطالعہ کرنے کے قابل ہو گئے ہیں
ولیم میکڈوول[1] صاحب اپنی کتاب "چہرے[2] میں دلی جذبات"
میں تحریر فرماتے ہیں:-

"علم قیافہ نے کبھی اس حد تک ترقی نہیں کی کہ اس کو علم حکمت و سائنس کے زمرے میں شمار کیا جائے۔ اور نہ اس امر کا خیال کیا گیا ہے کہ یہ بھی سائنس کہلانے کا مستحق ہے۔ اس واسطے اس کو سائنس کے درجہ تک پہنچانے کیلئے مجھکو عجیب عجیب تکلیفات و دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔"

"اگرچہ دیگر تمام ایسے مضامین پر جو اس علم سے کئی درجہ کم ضروری اور دلچسپ ہیں۔ سائنٹیفک طبیعتوں نے لگاتار اپنی توجہ کو مبذول رکھا ہے لیکن علم قیافہ کے بارہ میں یا تو وہ بالکل لاعلمی کی حالت میں سے ہیں۔ یا اس کو ایک فضول اور نکما علم سمجھ کر اس کی طرف سے لاعلمی ظاہر کی ہے۔ اس کی ذاتی خوبیوں کے باعث اس کی کچھ عزت کرنے کے بجائے بسا اوقات بڑے بڑے فلاسفران زمانہ نے تمسخر سے اسکا ذکر کیا ہے۔ بدیں وجوہات اگر ہمارا علم قیافہ مکمل اور تسلی بخش نہیں ہے تو چنداں تعجب کی بات نہیں"

"چونکہ ابھی تک عالموں کی نگاہ میں اس علم کی وقعت بالکل نہیں ہے اور یہ مروجہ حدود فلسفہ سے باہر ہے۔ اس کی اصل اور حقیقت پر بہت کم اعتبار کرتے ہیں۔ اس میں کلام نہیں۔ بہت انسان اتنا تو مانتے ہیں اس میں ضرور کچھ نہ کچھ سچائی ہے لیکن اس کے ضروری جزوی اصولوں کو ماننے کیلئے

۱۔ William Mc Dowall. F.S.A. Scot.
۲۔ Mind in the Face 3rd Ed:

کند ذہنی پر دلالت کرتے ہیں۔ چاندی کو سخت اور موٹے ناخنوں سے پیرانہ سالی کا پتہ لگتا ہے۔ لیکن ٹوٹے ہوئے اور اس میں گھسے ہوئے ناخن خراب صحت۔ سیاہ پتلے ناخن گمنامی خوشنما چیلے ناخن وفاداری و نیک طبعی پر دلالت کرتے ہیں۔ تازہ سفید ناخن آرام پسند طبیعت اور تانبے کی چادر جیسے رنگ والا ناخن شاہانہ طبیعت کا اظہار کرتا ہے۔ نصف دائرے کی مانند ناخن صحت جسمانی اور خوشی۔ پتھر جیسے سخت ناخن سخت بیوقوفی کو ظاہر کرتے ہیں"۔

سامدرک ودیا کے متذکرہ بالا لحاظ سے تین حصے کئے گئے ہیں علم قیافہ۔ علم دست شناسی۔ علم کاسہ سر۔ جنکا اب فرداً فرداً کچھ تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ ناظرین کتاب ہذا سے نہائت ادب سے گذارش ہے کہ وہ ضرور ان باتوں کو آزما کر دیکھیں جن میں کچھ فرق ہوا۔ اس سے مطلع فرمائیں۔ نیز اگر کچھ اور باتیں بھی ان کے تجربہ میں آئی ہوں۔ جو اس کتاب میں درج نہ کی گئی ہوں۔ ان سے بھی مولف کتاب ہذا کو اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔ تاکہ دوسرے ایڈیشن میں تصحیح و زیادتی کر دی جائے۔

علم قیافہ

ہمارے رشیوں نے اس متبرک علم میں یہاں تک ترقی کی تھی کہ وہ جسم کے نہ صرف چہرے بلکہ ہر ایک عضو کی بیرونی ساخت کو ایک نظر دیکھ کر کماحقہ انسانی فطرت کا مطالعہ کر لیتے تھے۔ اور اس کے ماضی و مستقبل کے حالات کو بتلا سکتے تھے۔ غربیوں نے جو فی زمانہ شرقیوں کو برسوں مادی علوم کی تعلیم دینے کا دم بھرتے ہیں۔ باوجود اسقدر عالم فاضل ہونے کے ابھی تک بلحاظ علم قیافہ صرف برائے نام ہی ترقی کی ہے۔ یعنی ابھی تک علم قیافہ کی مدد سے وہ صرف انسانی چہرے کے خاص خاص نشانات

انسان کی شکلوں۔ کھوپڑیوں۔ خط و خال و مختلف اعضاء میں اختلاف ہونے کا کچھ بیان تو آچکا۔ اب یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ کسی انسان کے ہاتھ کی بناوٹ۔ ناخنوں کی ساخت و لکیروں کی طرز دوسرے انسان سے تقریباً بالکل مشابہت نہیں رکھتی۔ چونکہ سائنس دنیا کی یہ شاخ ہی بجائے خود ایک علیحدہ علم کہلائے جانے کی مستحق ہے۔ اس علم کا نام علم دست شناسی رکھا گیا۔ گو اس علم میں اقوام یورپ و امریکہ نے چند رسالجات تحریر کیے ہیں۔ لیکن اگر ہم ان کا اہل مشرق کی کتب کے ساتھ مقابلہ کریں۔ تو بلاشبہ ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ اس علم میں غربیوں نے ابھی تک نمایاں ترقی نہیں کی۔ کیونکہ موجودہ سائنس کی مدد سے ان کی فہم و فراست اس علم کے دقیق مسائل سمجھنے کے ناقابل ہے۔

اہل چین سالہا سال سے غیر اقوام سے ملنا عار سمجھتے ہیں۔ چہ جائیکہ وہ کسی قوم سے کچھ اپنی بہتری کیلئے حاصل بھی کریں۔ ان میں علم دست شناسی کا رواج بہت ہی عرصہ دراز سے ہے۔ ابھی تک چونکہ اس خاص علم کے متعلق ہمیں اہل چین کی کوئی کتاب دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ صرف بلحاظ ساخت ناخن جو کچھ ان میں خیال کیا جاتا ہے۔ اور جو کچھ ہم کو معلوم ہے وہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

عـ۱۸ اہل چین کا علم دست شناسی ہمارے موجودہ آریہ ورت کے اس علم کی طرح محض ہتھیلی کی لکیروں اور ہاتھ کی بناوٹ تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ ہاتھ کی پشت کی لکیریں بھی غور سے ملاحظہ کیجاتی ہیں۔ اور نسوں کا اختلاف بھی اپنا اپنا خاص مدعا ظاہر کرتا ہے۔

دگاؤدم ناخن عقلمندی کو ظاہر کرتے ہیں۔ بیڈول اور ٹوٹے چھوٹے ناخن

عـ۱۸۔ انڈیپنڈنٹ ٹریبون لاہور۔ مطبوعہ ۲ جنوری ۱۹۰۶ء

دیا ہے سریلن وہ کتاب فی زمانہ نایاب ہے۔"

علم قیافہ کے ساتھ ساتھ ہی علم دست شناسی و علم کاسہ سر میں بھی ترقی ہونے لگی۔

مغربی اقوام موجودہ علم کاسہ سر کا موجد گال کو بیان کرتی ہیں بقول مصنف ٹسے آفر ڈیتھ۔

"جب گال صاحب کے علم قیافہ کے اصولوں کی تطبیق حیوانات کی حالت سے کی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ تعجب انگیز و حیرت خیز ہوتا ہے۔ انسان کی حالت میں ان کی مطابقت کا حال سب کو معلوم ہے۔ گال صاحب کی رائے کے موافق قاتل کے سر میں عجیب قسم کی نشوونما ہوتی ہے۔ اور انسانی کھوپڑی کے جا بجا ابھار سے محبت۔ پیار۔ شہوت تیزی وغیرہ کی موجودگی کا علم ہوتا ہے۔"

علم قیافہ اور علم کاسہ سر کے ساتھ ساتھ کچھ بیان علم دست شناسی کا بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر سامدک ددیا بالکل نامکمل ہے۔ یہی نوع

---

۹ مارچ ۱۷۵۸ء Franz Joseph Gall سے اگست ۱۸۲۸ء تک جرمنی کا ایک مشہور و معروف حکیم اور علم کاسہ سر کا موجد۔ شروع شروع میں کچھ عرصہ وائینم Vianna میں حکمی کرتا رہا۔ لیکن ۱۸۰۰ء میں اپنے دوست اور ساتھی سپرزہیم Spurzheim کے ساتھ کچھ عرصہ اعظم یورپ کے بڑے حصہ میں سفر کرنے اور لکچر دینے کے بعد پیرس دارالخلافہ فرانس میں پیشہ طبابت شروع کیا۔ اسکا زیادہ وقت اپنی اس نئی سائنس کی اشاعت اور یورپ میں کتابیں لکھنے میں صرف ہوا۔ وہ اپنی وفات سے چند ماہ پیشتر تک برابر اپنے پیشہ و تصنیفات میں مشغول رہا۔ نامی حکیم سکتہ کی بیماری سے فوت ہوا۔

فرق مذکیر و تانیث بیان کرتا ہے۔ اور اس اثنا میں وہ زیادہ تر رنگ بال جسم اعضا، رفتار و گفتار پر بحث کرتا ہے وہ مختلف اخلاق انسانوں کا حیوانات کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ آدمی کا شیر اور عورت کا چیتے سے مقابلہ کرتا ہے، مفصلہ ذیل اقتباس سے اس کے طرز خیالات پر بہت واقفیت ہوتی ہے۔"

"مختلف انسانوں میں مختلف اقسام کے ناک کی ساخت کی تشریح کرتے ہوئے مختلف قسم کی ساخت کو مختلف قسم کی انسانی طبیعت کے ساتھ وابستہ کرتے ہوئے ارسطو بیان کرتا ہے۔

"جس انسان کے ناک کا اگلا حصہ موٹا اور گانٹھ دار ہوتا ہے وہ مرد لاپرواہ اور سور جیسی خصلتوں والا ہوتا ہے۔ تیز نوک والے ناک تند و ترش انسان کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور نیز ایسے انسانوں کو جنکو ہم کتے کی طرح آسانی سے کسی امر کی ترغیب دلا سکتے ہیں۔ گول بڑے اور موٹے ناک انسان کے دلاور اور شیر دل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ نازک مڑے ہوئے ناک عقاب کی خصلتوں کو ظاہر کرتے ہیں یعنی اشراف لیکن لالچی چھوٹے یا چپٹے ناک شاہانہ عادات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور جن کو وہ ہرن سے تشبیہ دیتا ہے، کھلے نتھنے والے ناک تیز جذبات پر دلالت کرتے ہیں۔"

[1] بعض مورخین نے تھیوفریسٹس کی ایک تصنیف کا بھی جائزہ لیا

[1] Theophrastus فلاسفر یونان۔ ارسطو کا نہایت ہی عزیز شاگرد۔ ارسطو کے بعد لیکن نم Lyceum پریذیڈنسی میں اسکی اسامی کیلئے منتخب کیا گیا۔ جہاں اس نے ۲۵ سال تک تعلیم دی۔ اس نے کئی ... سے اسکا خاص مدعا ارسطو کے فلسفہ کی اشاعت تھا۔ یہ فلاسفر ۲۸۶ قبل مسیح فوت ہوا۔

مگر ہم علم قیافہ کی گذشتہ تاریخ کی چھان بین کریں تو ارسطو فلاسفر
یونان ہی پہلا شخص معلوم ہوتا ہے جس نے اس علم کو ایک باترتیب رسالہ
میں لکھا۔ اس رسالہ میں اس نے پہلے ۴ بابوں میں تو بطور تمہید طریقہ
حصول تعلیم بیان کیا ہے۔ اور خط و خال کے خاص خاص نشانات کو مختلف
جذبات یعنی شہزوری و کمزوری۔ عقلمندی و بیوقوفی۔ بزدلی۔ شوخی۔ غصہ وغیرہ
اور ان کے متضاد سے وابستہ کیا ہے۔ اس کے بعد وہ علم قیافہ کو بلحاظ

بقیہ حاشیہ۔ جاننے والے کے کسی شخص کو اندر آنے کی اجازت نہیں۔
ایتھنز دوبارہ آنے کے بعد وہ دفعہ پھر سسلی گیا۔ اور دوسری دفعہ تو ڈائیونی
سیس خورد (Dionysius the Younger)
شاہ سائی راکیوز (Syracuse) واقع سسلی کی سازشوں کے باعث
اس کی زندگی معرض خطر میں پڑ گئی۔ ان تمام مصائب و تکالیف کے باوجود افلاطون
بیاسی برس کی عمر تک زندہ رہا۔ اس کے مزید حالات کیلئے دیکھو نوٹ نمبر ۱ سقراط

۱۲ Alcibiades ۴۵۰ سے ۴۰۴ قبل مسیح تک زندہ
ایتھنز والا انتہائی فہ یونان آداب عمر میں یہ سقراط کا دوست اور شاگرد تھا ۴۳۱ء
سے ۴۰۴ء قبل مسیح تک جو جنگ ابین باشندگان ایتھنز اور موریا
Morea جو تواریخوں میں Peloponnesian War کے
نام سے مشہور ہے ہوا ہے۔ یہ ایتھنز والوں کی طرف سے ایک نہایت
ہی اعلیٰ مدبر اور جرنیل تھا۔ اس کی زندگی گردش زمانہ کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے اس
کے مفصل حالات History of Thucydides
Lives of Plutarch & Cornelius Nepos درج ہیں۔

۱۳ Apuleius

۱۴ Cicero

۱۵ Theophrynes

فطرتاً ایسی ہی واقع ہوئی تھی پیشتر اس کے کہ مطالعہ فلسفہ نے اس میں اصلاح کی۔

بقیہ حاشیہ۔ خوش مزاج۔ حوصلہ مند۔ صابر۔ اور سنجیدہ رہا۔ اگر وہ چاہتا تو وہ جیل سے فرار ہو سکتا تھا۔ لیکن اس نے ایسا کرنے پر لعنت کی۔ برعکس اس کے بموجب تحریر کرٹیو وہ بہت عرصہ تک ملکی قوانین کی فرمانبرداری کی عظمت کو بیان کرتا رہا۔ اور اپنے آخری مکالمہ میں جو کہ فیڈو میں درج ہے۔ اس نے روح کے لافانی ہونے کا اقبال کیا۔ اور اپنی تمنا وہی موت کا بڑی لاپرواہی سے ذکر کیا۔ انجام کار سقراط نے نہایت ہی خندہ پیشانی سے زہر پی لی اور اس طرح اس کے قالب فانی کا خاتمہ ہو گیا۔ مکالمہ The Dialogue مولفہ فلاطون اور قابل یاد Memorabilia مولفہ زینوفن سے سقراط کی قابلیت، علمیت و زندگی کے حالات وغیرہ تا روز قیامت صفحۂ دنیا پر آئندہ نسلوں کے لیئے باعث یادگار رہیں گے۔

عـ ۱۱ فلاطو Plato ۴۲۹ء سے ۳۴۷ء قبل حضرت مسیح تک باشندہ ایتھنز یونان کا ایک خاص گرامی فلاسفر۔ فلاطون ایک عالی نسب خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ سقراط کی زندگی کے آخری دس بارہ سال میں یہ اسکا ایک ہونہار شاگرد اور عزیز دوست تھا۔ سقراط کی وفات کے بعد سنہ ۳۹۹ قبل مسیح فلاطون نے بمع اپنے دوست اقلیدس (Euclid) کے کچھ عرصہ کے لیئے مقام میگارا (Megara) میں رہائش اختیار کی۔ازاں بعد مصر سسلی اور لوور اٹلی کے یونانی شہروں (Greek cities of Lower Italy) میں بہ تلاش حق و علم سفر کرتا رہا۔ چالیس سال کی عمر میں وہ ایتھنز واپس آیا۔ اور فلسفہ کی تعلیم دینی شروع کی۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے مکان پر یہ کتبہ کندہ کرا یا ہوا تھا۔ سوائے جیومیٹری (علم ہندسہ) کے

اکثر ادمیں یوں رقمطراز ہے کہ جب نزد ذی رتبی کے شاگردوں نے اس کے فیصلہ پر بحث کیا تو سقراط نے علانیہ اقبال کیا۔ کہ بیشک اس کی طبیعت "

بقیہ حاشیہ۔ طریقہ کو اختیار نہیں کیا۔ کیونکہ نہ تو اس نے باقاعدہ مصری کھولا اور نہ ہی لکچروں کے طریقہ کو اختیار کیا۔ اور اگر اس نے کوئی تصنیف لکھی بھی تھی تو وہ فی زمانہ نایاب ہے۔ اس کو اس امر کا کامل یقین تھا۔ کہ خداوند تعالے نے اپنا کوئی خاص فرشتہ اس کام کیلئے مامور کیا ہوا ہے۔ جو ہر دم اس کے ساتھ رہتا تھا۔ اور اسے عوام کو تعلیم و تلقین دینے کیلئے ترغیب دیتا رہتا تھا۔ چنانچہ اس مطلب کو مدنظر رکھکر: عموماً بازاروں۔ منڈیوں اور بڑے بڑے کارخانوں میں جایا کرتا۔ اور جو کوئی ذرا بھی خواہش ظاہر کرتا۔ اس کو اپنے عقیدہ اور فلسفہ کی تعلیم دیا کرتا۔ اس طریقہ سے اس کی اس قدر شہرت ہوئی۔ کہ ۴۰۶ قبل مسیح میں وہ ایتھنز کا مجسٹریٹ اعلے منتخب کیا گیا۔ آخر کار شاہ آرکن Archon کے دربار میں اس پر کفر کا الزام لگایا گیا۔ کہ وہ نوجوانان ایتھنز کے درمیان گندے خیالات کی اشاعت کرتا ہے۔ اپنے ملک کے آبائی دیوتاؤں سے منحرف ہو کر نئے نئے دیوتاؤں کی پرستش کا رواج دینا چاہتا ہے اگرچہ اس نے بموجب عذر سقراط The Apology of Socrates مؤلفہ افلاطون اپنے بچاؤ میں ایک زبردست اور نوبل تقریر کی۔ تاہم جیوری کی کثرت رائے سے اس پر وہ الزام لگائے گئے۔ اور موت کا فتویٰ دیا گیا۔ اس فتویٰ اور قتل کے وقوع میں آنے کے درمیانی حالات کو افلاطون نے نہایت مؤثر طریقہ سے بیان کیا ہے۔ سقراط تیس دن جیل میں رہا۔ جس اثنا میں اس کے دوست واحباب آتا رہے۔ فیڈو Phaedo کریٹو Crito سے اس سے ملتے رہے۔ کریٹو دو کتابوں کا نام ہے۔ جس سے ہمیں ان مکالموں کا پتہ لگتا ہے۔ جو اکثر اس کے اور اس کے احباب کے درمیان ہوتے رہے۔ نیز یہ کہ وہ اس اثنا میں کس قدر

کرتا ہے کہ ایک قیافہ دان زوفائی رس نے سقراط کے خط و خال سے یہ اندازہ لگایا تھا۔ کہ یہ شخص ضرور بیوقوف نفس پرست اور کند ذہن ہوگا۔ ایک اور مؤرخ

بقیہ حاشیہ۔ اسی سال Chalcis میں فوت ہوگیا۔ اور اسطرح اس نامی فلاسفر کی دنیاوی مصائب کا خاتمہ ہوا۔ اس نے اپنی تصنیفات زیادہ تر اپنی زندگی کے اخیری ۱۳ سال میں لکھیں اس کی تصنیفات میں قدرتی اخلاقی اور پولیٹکل فلسفہ۔ تواریخ شیریں بیانی وغیرہ غرضیکہ تمام قسم کے علوم کی کتابیں پائی جاتی ہیں۔

۱۰۔ Socrates ۴۶۹ سنہ ء سے ۳۹۹ سنہ ء قبل حضرت مسیح تک مشہور و معروف فلاسفر یونان۔ اس فلاسفر کے فلسفہ و دیگر حالات کی نسبت ہم کو زیادہ تر افلاطون اور زینوفن کی تصنیفات سے پتہ ملتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار مسمی سوفرانس کس (Sophroniscus) پیشہ بت تراشی اور والدہ صاحبہ مسمی فینا ریٹی (Phaenarete) آیا کا پیشہ کیا کرتی تھیں۔ اوائل عمر میں کچھ عرصہ تک تو وہ بھی بت تراشی کا پیشہ ہی کرتا رہا۔ لیکن ہمارے پاس یہ دریافت کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ کہ کس عمر تک وہ اس پیشہ میں لگا رہا۔ اس بعد اس نے کچھ عرصہ صیغہ جنگ میں ملازمت کی۔ چنانچہ ۴۳۲ سنہ ء قبل مسیح میں پوٹیڈیان (Potidaea) کی لڑائی میں حصہ لیا۔ جب اس نے الیسی بیاڈس کی جان بچائی اور ۴۲۴ سنہ قبل مسیح میں ڈیلیم Delium کی لڑائی میں لڑا جب السی بیاڈس نے اس کی جان بچائی اور اس (سقراط) نے زینوفن کی جان بچائی۔ بہادری میں ضرب المثل اور قوت برداشت میں لاثانی تھا کیونکہ محاصرہ پوٹیڈیا کے موسم سرما میں وہ عموماً ننگے پاؤں سفر کیا کرتا تھا۔ اس کی یہ عادت آخری دم تک رہی۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ کتنا عرصہ وہ لوگوں کو تعلیم و تلقین دیتا رہا۔ تاہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے۔ کہ اس نے اسوقت کے فلاسفروں کے مروجہ

علم کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ اور فیثا غورث اور سقراط[9] جیسے فلاسفر
زمانہ بھی اس کا لوہا مانتے تھے۔

اب بھی ایشیا، یورپ و امریکہ کی کئی قومیں اور سوسائٹیاں[10] اس پر
اعتقاد رکھتی ہیں۔

حسب تحریر انسائکلوپیڈیا دفعہ نہم۔

"افلاطون[11] ہمیں بتلاتا ہے کہ سقراط نے ایلیسی بیاڈس[12] کے محض خط
و خال دیکھ کر ہی اس کی آئندہ عظمت و جاہ و جلال کو بتا دیا تھا۔ ایک اور
شخص مسمی ایلیس[13] بیان کرتا ہے۔ کہ سقراط نے افلاطون کو صرف ایک
نظر دیکھنے سے ہی اس کی پنہاں لیاقتوں کو سمجھ لیا تھا۔ اور ارسطو[14] دیان

بقیہ حاشیہ۔ یونان کی ایک مشہور و معروف شاخ فلسفہ کا بانی۔ آپ کے
والد بزرگوار مسمی نکومیکس (Nicomachus) امنٹس ثانی
(Amyntas II) شاہ مقدونیہ کے عہد میں شاہی حکیم تھے۔ ۱۷ برس کی عمر
میں جب سایہ والدین سر سے اٹھ گیا۔ تو ارسطو ایتھنز (Athens)
میں چلا گیا۔ جہاں اس نے بیس سال بسر کیے۔ اول نصف دس برس
حکمت شاگردان سقراط خصوصاً افلاطون سے تعلیم حاصل کرتا رہا۔ اور باقی دس برس
میں اس نے اپنا مدرسہ جاری رکھا۔ افلاطون کی وفات پر اس نے بھی بعض کو خیرباد
کہی۔ ۳۴۲ سنہ قبل حضرت مسیح فیلقوس شاہ مقدونیہ نے اسے اپنے فرزند اور اپنی زندگی
(جو بعد میں سکندر اعظم کے نام سے مشہور ہوا) کی تعلیم و تلقین کے لئے مقرر کیا۔
۳۳۵ سنہ قبل مسیح میں فیلقوس کی وفات پر یہ دوبارہ ایتھنز چلا آیا۔ اور اپنی زندگی
کے باقی ۱۳ سال یہیں بسر کیے۔ اس کے آخری ایام بہت بری طرح سے گذرے
چند وجوہات کے باعث اس کے اور سکندر کے دوستانہ تعلقات میں فرق
پڑ گیا۔ اور اسے ۳۲۲ سنہ قبل مسیح ایک دفعہ پھر ایتھنز کو الوداع کر دینا پڑا۔ چنانچہ

بتا دیتے تھے۔ کہ وہ کس خاص ہنر میں ترقی کر سکتا ہے

پس سامدرک ودیا نے دو پہلوؤں میں ترقی کی۔

(۱) اس سائنس کا عالم کسی آدمی کے محض بیرونی خط و خال کو دیکھکر اس کی اندرونی پوشیدہ خصلتوں کو بیان کر دیتا تھا۔ اور

(۲) بیرونی شکل و شباہت سے اس کے گذشتہ اور آئندہ حالات کا اندازہ لگا سکتا تھا۔

اس علم سے ہمارے تمام آریہ پرکش بخوبی واقف تھے۔ اور اسکو عمل میں لایا کرتے تھے۔ اسکا کچھ کچھ بیان رامائن۔ مہابھارت پوران وغیرہ گرنتھوں میں سینکڑوں بار آتا ہے۔ جہاں کہیں ان کے مصنفوں کو کسی آدمی کا حال لکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہاں محض اس کی خوبصورتی جتلانے کو ہی، اس کے ہر ایک عضو کا بیان نہیں کیا گیا بلکہ اس لئے کہ انسان کے ہر ایک عضو کی ساخت میں ایک خاص راز پنہاں ہے۔ جس سے اس کے مزاج و عادات وغیرہ کی کما حقہ واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔

صرف ہمارے ہی ملک میں نہیں۔ بلکہ ایران کے آتش پرستوں کی پرانی کتابوں میں بھی اس متبرک علم کا پتہ ملتا ہے۔ پلاٹی ہمیں بتاتا ہے کہ جس وقت عہ زرتشت پیغمبر ایران پیدا ہوا۔ اس کے دماغ کا اوپر کا حصہ اس زور سے حرکت کر رہا تھا کہ اس پہ ہاتھ رکھنا مشکل تھا۔ اور یہ اس کی عقل کی نشانی تھی۔

اہل یونان بھی اس کو مانتے تھے بلکہ عہ ارسطو جیسے نامی فلاسفر نے اس

عہ رنداندر ماہ مارچ ۱۹۰۶ء ایک ماہواری رسالہ جو کہ زیر ایڈیٹری مہاشے مہر چند جی بی اے۔ آریہ بھون لاہور سے شائع ہوتا ہے۔

عہ Aristotle سنہ ۳۸۴ سے ۳۲۲ء قبل حضرت مسیح تک باشندہ ستگیرا

لوئیس نیگن صاحب اپنی کتاب "ڈے آفٹر ڈیتھ" میں تحریر فرماتے ہیں "تواریخ میں بھی انسانی طبیعتوں کے قدرتی میلان کے اختلاف قلمبند کئے گئے ہیں۔ پاسکل نے بارہ برس کی عمر میں تحریر اقلیدس کے بڑے حصہ کی تحقیقات کی تھی۔ اس کو کسی نے تعلیم نہیں دی تھی۔ نہ وہ علم حساب ہی سے واقف تھا۔ تحریر اقلیدس کی شکلیں اس کے کمرہ کے دروازے پر کھینچی ہوئی رہتی تھیں۔ یگنا میلو نامی گڈریے نے پانچ برس کی عمر میں حساب لگانے والی کل ایجاد کی تھی۔ موزارٹ نے چار ہی برس کی عمر میں باجہ بجانا شروع کیا۔ اور آٹھ برس کی عمر میں نظم میں ناٹک تصنیف کیا۔ تھرسا ملانیلو نامی لڑکی چار برس کی عمر میں اس خوبصورتی سے بین بجاتی تھی۔ کہ گویا اس نے ماں کے پیٹ میں ہی سیکھا تھا۔ رنبرنڈٹ پڑھنے کے پہلے استاد کی طرح نقشہ و تصویر کھینچ سکتا تھا وغیرہ وغیرہ"

تو کیا جب ہم دیکھتے ہیں۔ اور جیسا بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ انسانی خواہشات یا جذبات اگر کچھ عرصہ عمل میں لائے جائیں۔ تو وہ بلاشبہ خط و خال پر بہت اثر ڈالتے ہیں تو کیا ان بچوں کے خط و خال سے کوئی خاص بات بروقت پیدائش ظاہر نہیں ہوتی۔ جو کہ بچپن میں ہی خاص خاص علم و ہنر میں غضب کی لیاقت دکھلاتے ہیں۔

گذشتہ زمانہ کے خلاسفران ہند و یونان نے اس میں پوری پوری مہارت حاصل کی تھی۔ وہ ایک بچہ کے بیرونی خط و خال کو دیکھ کر ہی اس کی آئندہ زندگی کا فوٹو کھینچ دیتے تھے۔ اور ایک نوجوان کو محض ایک نظر دیکھ لینے سے ہی اس کے گذشتہ اور آئندہ حالات سے واقف ہو جاتے تھے۔ اور اس کے فطرتی خواہشات و جذبات کا اندازہ کر کے

Day after Death: Luis Fegins　ـــــ

مہارت حاصل کرلی۔ اور اب ہم اس قابل ہو گئے۔ کہ کسی انسان کو محض دیکھنے سے ہی اس کے خیالات اور چال چلن کا اندازہ کر لیتے ہیں۔

ہمارے رشیوں نے اسی حد تک اکتفا نہیں کی۔ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ ترقی کے زینہ پر آگے ہی قدم دھرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اتنی تحقیقات کرنے کے بعد فوراً خیال آیا۔ کہ دنیا میں جسقدر ذی روح ہیں۔ گو ان میں سے ایک ایک فرقہ کی بناوٹ بلحاظ تشریح بدن تقریباً ایک جیسی ہے۔ تاہم بلحاظ بیرونی خط و خال و مزاج و طبیعت تمام دنیا میں شاید ہی کوئی دو انسان ایسے ملیں گے۔ جو ایک جیسے ہوں۔ عقل اب حیران ہوئی۔ کہ اس کا باعث کیا ہے۔ کوئی معلول بغیر علت کے نہیں ہوسکتا۔ دنیا میں کوئی چیز بغیر کسی سبب کے دکھائی نہیں دیتی۔

مسئلہ آواگون آگے بڑھا۔ اور اس نے چشم زدن میں ہی تمام راز کا انکشاف کردیا۔ چونکہ ہمارے جسموں کی پیدائش و اموات کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے۔ اور آتما یعنی روح کبھی نہیں مرتی۔ نیز اس کے تمام اعمال کی سزا و جزا، اس کو ایک ہی جنم میں نہیں ملتی۔ کرم اعمال کا اثر بروقت موت جسم پوشیدہ حالت میں روح کے اندر رہتا ہے۔ اسواسطے ضروری ہے۔ کہ دوسرا جنم لینے پر اس کے گذشتہ جنم کی خواہشات و جذبات کا لب لباب اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اور حسب قانون قدرت اس کے بیرونی خط و خال پر بلا ریب اپنا بہت سا اثر پیدا کرتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ خواہ آپ کتنی ہی احتیاط کیوں نہ کریں۔ ضرور دو بچے جو خواہ حقیقی بھائی ہوں۔ اور ایک ہی ماسٹر کے زیر سایہ تعلیم پائی ہو۔ جوانی میں ان کے جذبات و میلان طبع ایک دوسرے سے مختلف ہو نگے۔ بعض بچے جنکے گذشتہ جنم کے سنسکار نہایت زبردست ہوتے ہیں بچپن میں خاص خاص رغبت ظاہر کرتے ہیں۔

ہیں پائی جاتی ہیں۔ تو کیا ہمیں یہ خیال کرنا چاہیئے۔ کہ تیز آنکھ اور ذہانت میں کوئی تعلق نہیں۔ کیا یہ بات محض اتفاقیہ ہی ہو سکتی ہے۔"

سنجیدہ دلائل کبھی اس امر کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ کہ ایک قوی الجثہ آدمی ایک کمزور کے ساتھ پوری پوری مشابہت دکھائے وہ انسان جو کہ کامل صحت جسمانی سے حظ اٹھا رہا ہو۔ اس کی شکل و شباہت بعینہ اس شخص جیسی ہو۔ جو تپدق کی آخری حالت میں مبتلا ہو۔ یا تندا اور زود رنج اور سرد مزاج والے آدمی کے بیرونی خط و خال میں بالکل فرق نہ ہو۔ طبیعت میں ایک قسم کا سخت انتشار پیدا ہوتا ہے جب ہم لوگوں کو اس امر کا اقبال کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ کہ خوشی و غمی راحت و رنج۔ محبت و نفرت وغیرہ وغیرہ متضاد حالتیں اور جذبات انسانی خط و خال پر کچھ اثر نہیں کرتیں۔"

ہمارے گذشتہ علوم و فنون کے خزانے زمانہ کے بیرحم ہاتھوں سے بہت کچھ برباد ہو چکے ہیں۔ اور جو ہیں ان کو کامل طور سے سمجھنے والے کمیاب ہیں۔ اسواسطے ہم کو کسی علم و سائنس کی گذشتہ تواریخ دیکھنے کیلئے بہت کچھ مورخین اقوام دیگر پر اعتبار کرنا پڑتا ہے۔

شروع شروع میں جسطرح یہ امر بلا حجت تسلیم کیا جانے لگا کہ انسانی طبیعت اپنی خوشی و غمی کا عکس فوراً چہرے پر ڈالدیتی ہے جس کے باعث دیکھنے والا فوراً ایک نظر میں بھانپ جاتا ہے۔ کہ یہ انسان اسوقت کس خاص حالت میں ہے۔ اسیطرح رفتہ رفتہ عوام الناس اس بات کو بھی تسلیم کرنے لگے۔ کہ اچھے یا برے جذبات جب کچھ عرصہ کیلئے عمل میں لائے جائیں۔ تو وہ بیرونی خط و خال پر ایک خاص نشان بنا دیتے ہیں نیز ہر ایک جذبے کا اپنا اپنا خاص نشان ہوتا ہے۔

اس درجہ پر پہنچکر ہم نے سامدرک ودیا میں ایک خاص حد تک

ناظرین ۔ معاف فرماویں ۔ کہ باب کے شروع میں تو لفظ سامدرک ودیا لکھا ہوا ہے ۔ اور میں کیا تضییع اوقات کرنے لگا ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ صبر کیجئے ابھی تمام معاملہ افشا ہوا چاہتا ہے ۔

گذشتہ آریہ ورت نے منجملہ دیگر علوم و فنون مادی و روحانی میں ترقی کرنے کے علاوہ ایک بڑا اور اہم مسئلہ آواگون بھی دریافت کر لیا تھا ۔ اور اس سے پورا پورا فایٔدہ اٹھاتے تھے ۔ اور اب بھی اس کے ہونہار بچے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔

علت و معلول کی دریافت اور چھان بین میں بھی غضب کی ترقی کر لی تھی ۔

شروع شروع میں تجربہ نے اس قدر تو بہت جلد سکھا دیا ۔ کہ انسانی شکل سے بہت کچھ اس کے اندرونی خیالات ہویدا ہوتے ہیں ۔

لیوٹر[*] صاحب تحریر فرماتے ہیں ۔ ۔

"چونکہ غصہ کے وقت انسان کے نس و پٹھے پھول جاتے ہیں ۔ تو کیا اسواسطے یہ امر ضروری نہیں ۔ کہ غصہ میں بھری ہوئی طبیعت اور نسوں کا پھول جانا ایک دوسرے کا علت و معلول سمجھا جائے ۔ مشاہدات نے ہم کو سکھا دیا ہے ۔ کہ سرد یعنی تیز اور روشن آنکھ اور تیز فہمی و ذہانت اکثر ایک ہی آدمی

---

[*] J. K. Lavater ۱۵ نومبر ۱۷۴۱ء سے ۲ جون ۱۸۰۱ء تک باشندہ زیورچ واقع سوئٹزرلینڈ ۔ وسوئٹزرلینڈ کا ایک مشہور و معروف شاعر و واعظ جو کہ زیادہ تر علم قیافہ کی ایک تصنیف کیلئے مشہور ہے ۔ جس کو اس نے سائنس کے درجہ پر پہنچانے کی کوشش کی ۔ جب فرانسیسی جرنل میسینا (Massena) نے زیورچ کو فتح کر لیا ۔ تو ایک موقع پر لیوٹر ایک عورت کو سر عام کسی دشمن کے حملے سے بچا رہا تھا ۔ جب اسے ایک گولی لگی اور بیچارے کا خاتمہ ہو گیا ۔

جن پر آجتک بلا کسی تصحیح و تبدیلی کے برابر عمل ہوتا رہا ہے حالانکہ اس نے خود اپنی تصنیف کردہ علم ہیئت کی کتابوں میں کئی پرانی کتابوں کے حوالجات دیئے ہیں جن میں سے اکثر اسوقت نایاب ہیں۔ اس سے بھی پہلے اگر آپ دیکھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں تو آپ دیکھیں گے۔ کہ فیثا غورث فلاسفر یونان نے سنہ ۵۲۰ء قبل مسیح یونان میں بڑے زور شور سے علم ہیئت کی انہیں صداقتوں کا اظہار کیا تھا۔ جنکا پرکاشک اسوقت کوپرنی کس اور نیوٹن وغیرہ کو بتایا جاتا ہے۔ فیثا غورث نے پبلک لائف بسر کرنے سے پیشتر دور دور ملکوں کا سفر کیا اور تمام باتیں مشرق سے ہی حاصل کیں۔ اسیطرح بھاسکر آچاریہ نے ہی سنہ ۱۱۶۱ء میں ایک کتاب مسمی زیج گنت تصنیف کرکے اول ہی اول دنیا میں موجودہ جبر و مقابلہ کے اصولوں کو رائج کیا۔

گذشتہ تواریخ کے مطالعہ کرنیوالوں سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ اور اور علوم و فنون کا بھی یہی حال ہے۔

باوجود اس قدر جاننے کے بھی کیا ہم اسی پر اکتفا کرسکتے ہیں۔ کہ آریہ ورت کے گذشتہ رشیوں نے صرف ان مادی علوم میں ہی ترقی کی ہے۔ نہیں بلکہ روحانی علوم میں بھی کمالیت کا درجہ حاصل کر لیا تھا۔

بقیہ حاشیہ۔ نے سنہ ۱۵[illegible]ء میں زمین نے اپنے محور اور سورج کے گرد گردش کرنے کو دریافت کیا۔

؎ Sir Isaac Newton باشندہ انگلستان ۲۵ دسمبر سنہ ۱۶۴۲ء سے ۲۰ مارچ سنہ ۱۷۲۷ء تک۔

؎ Pythagorus مشہور و معروف فلاسفر یونان۔ یہ فلاسفر سنہ ۵[illegible] برس قبل مسیح پیدا ہوا۔ بموجب انا کلپ پسی جلد اول صفحہ ۱۰۱ مصنف [illegible] صاحب ۱۲

لیکن افسوس کہ کچھ تو آجکل کے عالموں میں پچھلے استعاروں کے سمجھنے کا مادہ ہی نہیں رہا۔ اور جنہوں نے گذشتہ کتابوں کی تشریح کی ہے۔ ان میں سے زیادہ تر نے تو اور بھی غلط خیالات کی اشاعت کی ہے۔ اگر اس رسالہ کے معزز ناظرین میں سے کسی کو گذشتہ علوم وفنون کے جاننے کا شوق ہو۔ تو مولف رسالہ ہٰذا بڑے ادب سے اس کی توجہ کو آریہ سماج اور تھیوسوفیکل سوسائٹی کی تصنیفات و مولفات کیطرف مبذول کرتا ہے۔

افسوس کہ موجودہ زمانہ کے تعلیم یافتہ بے تعصب ہونے کا دم بھرتے ہوئے بھی اپنے آبائی خیالات کو تو پورے تعصب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مثلاً اگر فی زمانہ کسی تعلیم یافتہ نوجوان سے دریافت کیا جائے کہ علم ہئیت کی تواریخ تو سناؤ۔ تو فوراً یہی جواب دیگا۔

"جناب من۔ یہ کاپرنی کس[1] اور ٹائکو براہی[2] ہی تھے۔ جنہوں نے اس کے دقیق سائل کو اول اول دنیا کے روبرو پیش کیا۔ اور یہ نیوٹن[3] ہی تھا۔ جس نے کشش ثقل جیسے مفید اور اسوقت تک کے پوشیدہ قانون قدرت کو پبلک کے سامنے پیش کیا۔ حالانکہ اگر ذرا بھی کوشش کریں اپنی پرانی کتابوں کو زیر مطالعہ لائیں تو صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ گیارہویں صدی کے آغاز میں ہی اس آریہ ورت میں بھاسکر اچاریہ نے سدھانت شرومنی کو تیار کر دیا تھا۔ جس میں صاف طور پر مفصلہ ذیل مضامین پر بحث کیگئی ہے۔

زمین کی شکل۔ خلا میں اس کی جائے وقوع۔ باعث و قوانین گردش کشش ثقل کا عمل وغیرہ وغیرہ

---

[1] Nicholas Copernicus باشندہ پرشیا۔ ۱۹ فروری ۱۴۷۳ء سے ۲۴ مئی ۱۵۴۳ء تک۔

[2] Tycho Brahe ۔ اول الذکر نے ۱۵۲۰ء اور ثانی الذکر

کرو۔ اپنے گذشتہ دفینوں کو نکالو۔ خود بھی فائدہ اٹھاؤ اور دنیا میں اپنی اور اپنے ملک کی حیثیت بھی سنوار دو۔ تو صاف کہہ دیتے ہیں۔:

"جناب عالی۔ پرانی کتابوں میں پڑا ہی کیا ہے۔ وہ تو تمام محض قصہ کہانیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اور جہاں کہیں کسی علم کی بات بیان کرنے کا دعوے کیا گیا ہے وہ بھی بنرلیات سے پر ہیں"

اور مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

اولاً۔ شری مدبھاگوت پوران میں بیان کیا گیا ہے کہ زمین کے چاروں کونوں پر بڑے بڑے قوی الجثہ چار ہاتھی بیٹھے ہوئے ہیں تاکہ یہ تھامے رہیں اور زمین شیش ناگ کے پھن پر دھری ہوئی ہے۔ اور کہیں لکھا ہے کہ سورج دیوتا مشرق سے طلوع ہوتے ہیں اور مغرب میں غروب ہوتے ہیں۔

ثانیاً۔ رامائن میں درج ہے کہ راون سری رام چندر جی کو کھیر پاتال میں لے گئے۔ اور پھر کہیں مرقوم ہے۔ کہ ہنومان جی ایک پہاڑ کے پہاڑ کو اٹھا لائے۔

ثالثاً۔ گرڑ پوران میں لکھا ہے کہ مردہ کا اس اس طریقہ سے شرادھ کرنا چاہیئے۔ اور موت کے بعد انسانی روح کیسا تھ فلاں فلاں حادثات پیش آتے ہیں۔

رابعاً۔ رگ وید بھاگ ۸ سوکت ۹۰۔ منتر ۱۲ میں مرقوم ہے کہ برہمن برہما کے منہ سے کشتری اس کے بازو سے ویش۔ اسکی رانوں سے اور شودر اس کے پاؤں سے پیدا ہوئے۔

منتر ۱۳۔ چندرما اس کے دماغ سے نکلا۔ سورج اس کی آنکھ سے اندر اور آگ اس کے منہ سے۔ اور ہوا اس کے سانس سے نکلی۔

اور جو کہ صریح سائنس کے برخلاف ہیں۔

جبکہ وہاں سائنس پورے زور سے چمک رہی ہے۔ ہندوستان پر جہالت اور مفلسی کی اندھیری رات اپنا خوفناک پردہ ڈالے ہوئے ہے۔"

لیکن کیا اقبالمندی کا ستارہ کبھی خود نیا پر جاکر ساکن ہوگیا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اسوقت بھی یہ ستارہ برابر بحرالکاہل کو رفتہ رفتہ عبور کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور جاپان نے اسوقت غنیمت سے فائدہ اٹھانے کیلئے ایشیائی قوموں میں سب سے پہلے پیشقدمی کی ہے۔ اگر قانون قدرت پر اعتبار کیا جائے تو ضرور ہے کہ وہ زمانہ بھی دور نہ ہوگا۔ جبکہ ستارہ اقبال ایکدفعہ پھر اپنی دگنی شان وشوکت سے ہندوستان پر چمکیگا۔ اور یہاں کے مردہ علم وہنر میں از سرنو روح پھونک دیگا۔ آمین"

جسوقت ہم آریہ ورت کے گذشتہ علم وہنر وجاہ وجلال پر نظر ڈالتے ہیں۔ طبیعت میں فی الفور ایک سنسنی سی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے کہ کاش ہندوستان کو گذشتہ عظمت پھر بھی نصیب ہو۔ کونسا علم کونسی سائنس ہے۔ جس کو آریہ ورت نے کمالیت کے درجہ تک نہ پہنچایا ہو۔ لیکن کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ہر کمالے را زوالے۔ قانون قدرت کے روبرو کسی فرد بشر کو یارائے دم زدن نہیں آریہ ورت کے اپنے ہی ہونہار بچوں نے کہ جن پر اس ملک کی زندگی کا دارومدار تھا۔ خود غرضی وتوہمات میں پھنسکر اسکا ستیاناس کردیا اور اپنی ہستی کو بھاڑ غضب کھو دیا۔ کہ اب موجودہ تہذیب میں ہم کو تمام چیزیں مغربی روشنی میں ہی نظر آتی ہیں۔ اسوقت بھی کئی گریجویٹ ایسے ملتے ہیں۔ جن کو اپنے گذشتہ علوم کا کبھی خیال تک بھی نہیں آتا۔ بلکہ وہ اس وہم میں غلطاں وپیچاں ہیں۔ کہ اقوام یورپ وامریکہ سے راہ ورسم پیدا ہونے سے پیشتر ہندوستان میں ابتدائے آفرینش سے ہی جہالت چھائی ہوئی تھی اگر نہیں کہا جائے۔ بھائی اسقدر بے حوصلہ کیوں ہوتے ہو۔ ذرا کوشش

سامدرک ودیا

ہر کمالے را زوالے ہر زوالے را کمال

ایک قدرتی قانون ہے

بقول سوامی رام تیرتھ جی مہاراج

"اس قدرتی قانون کے روبرو علم و ہنر کا آفتاب بھی سر تسلیم خم کرتا ہے یہ مسلم امر ہے۔ کہ ایک زمانہ تھا جبکہ علم و دولت کا آفتاب ہندوستان میں نصف النہار پر تابان تھا۔ تواریخ کی ورق گردانی کرنے سے یہ امر صاف عیاں ہے کہ یہ ستارہ بھی دیگر اجرام فلکی کیطرح رفتہ رفتہ مغرب کی طرف بڑھنے لگا۔ یعنی دن اور شام بسر گذرتا ہوا مغرب کو بڑھتا گیا۔ پھر کوئی زمانہ آیا جبکہ مصر علم و ہنر کا سرتاج نظر آنے لگا۔ اس کے بعد حسب قانون قدرت یونان کی باری آئی۔ زاں بعد کچھ عرصہ تک روما نے بھی اپنی طالع مندی سے دنیا کو تسخیر کیا۔ پھر یکے بعد دیگرے جرمنی۔ فرانس اور سپین رفتہ رفتہ اس علم کی روشنی سے بیدار ہوئے"

"آخر کار انگلستان اس نور تاباں سے فیضیاب ہوا۔ سچ ہے دنیا میں کسی چیز کو قرار نہیں۔ یہ ستارہ مغرب کیطرف بڑھتا ہی گیا۔ اور دوسرے ملکوں کیطرح امریکہ میں بھی اوجالا کر دیا۔ ممالک متحدہ میں جا کر کیا اس نے قانون قدرت کا پورا پورا لحاظ رکھا۔ نیویارک سے ہوتا ہوا مغرب کی طرف بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ امریکہ کے ساحل کیلی فورنیا تک پہنچ گیا جب ہندوستان میں علم و عقل اس درجہ ترقی پذیر تھا۔ کہ فلاسفران زمانہ اس کے روبرو زانوے ادب تہ کرتے تھے۔ اسوقت امریکہ میں تاریک جہالت دور دورہ تھا اور اب

ڈیڈیکیشن

بصد عجز و انکسار یہ رسالہ بہی
خواہانِ ہند کی خدمت میں
نذر کیا جاتا ہے

بیادگار

جناب لالہ پیارے لال صاحب باری سرگباش ماموں حقیقی
مولف کتاب ہذا کہ اس علم میں
کمال مہارت رکھتے تھے
اور
دلچسپی لیتے تھے

سائکلوپیڈیا سے لئے گئے ہیں جنکا میں بہت احسانمند ہوں۔
فی زمانہ اتنی عمر انسان کی نہیں کہ اس علم بے پایاں کے ہر ایک مرحلہ کو خود حل کر سکے۔ جہانتک ہوسکا۔ مشاہدہ اور تجربہ مولف ہذا بھی اس میں قلمبند کیا گیا ہے۔ ناظرین باتمکین کی خدمت میں دست بستہ التماس مولف ہے کہ جہاں کہیں غلطی یا سہو۔ کہ خاصۂ فطرت انسانی ہے رہ گیا ہو اصلاح کیطرف قلم اٹھادیں۔ رائے گرامی سے خاکسار کو ممنون احسان فرمادیں کہ دوسری ایڈیشن میں اسکا تدارک کیا جائے۔
آخر میں میں اپنے مہربان لالہ جواہر لعل صاحب کالستھ کا بتہدل سے مشکور ہوں جنہوں نے میری درخواست پر رسالہ ہذا کے خاص خاص حصص پر نظر ثانی فرمائی ہے۔ اور دیگر مضامین متعلقہ نوٹ ہا سے میں بھی خاص طور سے مدد کرتے رہے ہیں۔

نے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھا۔ کہ اسکی ترقی کے کیا ذرائع ہیں۔ آپ کے
دل میں ضرور کھٹکا ہوگا۔ جب تک ہمارے قلب کی صفائی نہ ہو۔ اور ہمہ تن
مصروفیت سے کام نہ لیا جائے۔ ترقی کی امید مفقود ہے۔ جب تک دل
صاف نہیں۔ اعتبار نہیں۔ جب اعتبار نہیں۔ کوئی کاروبار چل نہیں سکتا
بیکاری سومفلسیوں کا ایک آزمودہ مجرب نسخہ ہے۔ اور ہزاروں
نااتفاقیوں کا ایک مہلک مرض ہے۔

جسطرح ہر ایک عضو ہر ایک خاص کام کیلئے مقرر ہے۔ اور دوسرا
کام کر ہی نہیں سکتا۔ اگر کیا بھی تو بھدا۔ بیڈھنگا۔ اسیطرح ہر ایک آدمی
ہر ایک کام نہیں کرسکتا جیسے ہر ایک آدمی کی شکل وشباہت میں
تفاوت ہے۔ ویسے ہی اس کی عادات ومیلان طبع میں بھی فرق ہے۔

ان وجوہات پر غور کرکے رسالہ ہذا ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ گر قبول افتد
زہے عزوشرف۔ اسرار مخفی کا آئینہ ہے۔ اور بہت کچھ مدد اس رسالے
سے روزگار قبول خاطر اختیار کرنے میں ملیگی۔ اسی سلسلہ میں علم دست
شناسی وعلم کاسہ سر وغیرہ پر بھی چند رسالجات فرداً فرداً شائع کئے جاوینگے
جن کی زیر ہدایات اگر عمل کیا جائے۔ اور ہر شخص اپنی طبیعت ومزاج
کے موافق پیشہ اختیار کرے۔ تو اگر کل نہیں۔ تو تین چوتھائی افلاس ہند
کا دور ہو جائے۔ مغرب کی طرح یہاں بھی تھوڑے عرصہ میں ہی بڑے
بڑے عالم موجد وہر کاشکٹ سائنٹسٹ وغیرہ وغیرہ دکھائی دینے لگیں۔

اس رسالے میں بہت کچھ مدد تصانیف انگریزی وہندی سے لیگئی
ہے جنکا رسالہ ہذا میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور نوٹ خاصکر کیسل کونسائیس
علٰے گو لفظی ترجمہ کا بھی کہیں خیال نہیں کیا گیا۔ تاہم حتی الامکان اس امر کی
کی سعی کی گئی ہے۔ کہ نفس مضمون کو برقرار رکھا جائے۔

Cassell's Concise Cyclopaedia
by W. Hatt Heaton

اودھر

ہمارا پیارا ہند آجکل سخت دام افلاس میں گرفتار ہے۔ جدہر دیکھئے مصیبت کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں۔ جدہر دیکھئے قحط اور وبا نے ڈیرا آجمایا ہے۔ سیکڑوں ہزاروں نہیں۔ لاکھوں ہی انہیں بواعث لقمۂ اجل ہو چکے ہیں۔ ایک طرف تو یہ حال ہے۔ دوسری طرف اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا۔ ہندوستان کا قدیم میوہ پھوٹ گدرایا ہوا ہے۔ بغرض کوئی اکیلا دکیلا جملہ متذکرہ بالا مصائب سے بچ گیا۔ تو اس نااتفاقی کا شکار ہوا۔

کیوں نہ ہو۔ ہر ایک کو اپنے پیٹ کی پڑی ہے۔ ذرائع معاش تو گنتی کے ہیں۔ مگر اخراجات کا کچھ شمار نہیں گھر کے دس آدمی ہیں۔ دسوں محنت مزدوری کر کے کماتے ہیں۔ ایک روز کیواسطے کوئی مہمان آجائے تو ہوش خطا ہیں۔ اوسان بجا نہیں۔ بیگانے تو بیگانے یگانے بھی بیگانے نظر آتے ہیں۔ ہمسائے پڑوسیوں کو ان کی بلا جانے کس نے پرسہ کر پھیا کو ھا ہے۔

کہنے کو تو سب کہتے ہیں۔ مگر عملی تدبیر کسی کو نہیں سوجھتی۔ سودیشی تحریک بجائے خود بہت اچھی ہے۔ ہزاروں لاکھوں کو اسی چلے سے روزگار ملجائیگا۔ بہت سا روپیہ جو ہر سال بدیشی اشیا کی خرید میں غیر ممالک کی نظر ہوتا ہے۔ وہ یہیں رہیگا۔ مگر فرمائیے صاحب۔ جب آپ

سامدرک ودیا

حصہ اول جزو

المعروف بہ

قیافہ شناسی

حصہ اول

مؤلفہ

کاہن چند کپور - کلرک - دفتر پنجاب لا - رپورٹر لاہور

مترجم لیسنس [?] ودانتا ماربرگ کی زندگی کا ایک خوفناک تجربہ -

۱۹۰۶ء

مطبوعہ حافظ آبادی پریس لاہور ۔

سادھارن نیم یا اصول

(۱) ست سنتوکھ وغیرہ اخلاق حسنہ کو کمانا۔
(۲) ست چت آنند شدھ بدھ کا پری پورن پرماتما پر یقین صادق لانا
(۳) اپنا سُدھار کر کے اپنے ہم جنسوں کو روحانی وجسمانی فائدہ پہنچانا۔
(۴) صلح کُل کو اپنا دھرم یا ایمان بنانا۔
(۵) عبادت حق سے درجہ اعلےٰ پانا۔ اور
(۶) آپ کو پہچان کر حق سے واصل ہو جانا۔

نوٹس

۳۔ قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک ۵ ر

________________ دستخط مصنّف

فہرست کتب ست دھرم اور ویدانت مت جو ست دھرم سیوک سے مل سکتی ہیں

نمبر	نام کتاب	قیمت بلا محصول
۱	گلزار معانی اردو	عہ ۸/
۲	آئینہ ہند جلد اول "	عا/
۳	" جلد دوم "	عہ ۳/
۴	" جلد سوم "	عہ ۲/
۵	قانون حقیقت "	۶/
۶	مناجات "	۳/
۷	شانت سرور اردو	
۸	" " گورمکھی	۱۲/
۹	" " ناگری	۱۲/
۱۰	برہمہ درپن گورمکھی	۸/
۱۱	بال رکھیا	۲/
۱۲	رام بلاس "	۴/
۱۳	" اردو	۴/
۱۴	ست گیان کلپ ترو "	
۱۵	" گورمکھی	۱۲/
۱۶	مجموعہ شانت سرور و ست گیان کلپ ترو اردو	
۱۷	کلید معرفت اردو	۲/
۱۸	چراغ حقیقت	۵/
۱۹	مکاشفہ فارسی	

نوٹ - جن کتب کے مقابل قیمت درج نہیں ہوئی وہ چھپنے والی ہیں یا چھپ رہی ہیں -
ست دھرم سیوک ملک چاندو رام منٹگمری

فہرست مضامین وغیرہ

غزل بھجن

بارنگ بار نمو نمُ	ہے جگت ادھارا
رہاؤ	
شانتی سروپ آنند کی مورت	ناشک دکھ سنسارا
پیارے ناشک دکھ سنسارا	
سب سکھ داتے پالک	دیال پربھو کر پارا
برہم وِدیا کے سوامی ایشور	گیاتے آتم سارا
پیارے گیاتے آتم سارا	
سَت اپدیش منوہر	میٹھے تم اپارا -
دنبھ نہ ہیر کھا لوبھ نہ جانیں	سب جگ کو ہِتکارا
پیارے سب جگ کو ہِتکارا	
مَن کے پاپ مٹادیں	ست گور پر اوپکارا
جیو ادھار نت کو دھر کر	لینو ست اَوتارا
پیارے لینو ست اَوتارا	
سب گُن پورن سوامی	واہ واہ رآم پیارا

مہارج شانتی سُکھ داتا	پر مانند سرو پنگ
سوامی پر مانند سرو پنگ	
نرگن سرگن سوامی	اُچرج روپ انوپنگ
اکل اَمل اچل اگوچر	برہم کو شتھ ادھارا
سوامی برہم کو شتھ ادھارا	
اندرے گُن مَن بھو پم	الکھیر گیان بھنڈارا
واسیہ دیو نارائن ایشور	رآم گوبند کہاویں
سوامی رام گوبند کہاویں	
سب دیوَن کے دیوا	نت دِشنو دھاویں
منگل روپ دُوکھ دُکھ ہرتا	سب وِگھنوں کے ناشک
سوامی سب وِگھنوں کے ناشک	
سرو کامنا پورن	آتم سُکھ پرکاشک
آرتی نمبر (۲)	
جے جے ستگور پیارا	سوامی جے ستگور پیارا

سوامی کو تم بینی گاویں	
انت پربھو کا دیاس	کپل مُن نہیں پاویں
پورن پُرکھ دیاپک اوّوے	نت نرمل ابنا شی
سوامی نت نرمل ابناشی	
انتر جامی درشٹا	گھٹ گھٹ کے واسی
اچل اچھد اکھنڈا نامے	ست چت آنند سارا
سوامی ست چت آنند سارا	
استک اناد نرنجن	اکرے اگم اپارا۔
شُدھ سروپ اچنتا نربھے	سروا تم اتی پیارا
سوامی سروا تم اتی پیارا	
سوینگ پرکاشی سواستھ	سب میں سب تے نیارا
جگ کرتا ہرتا دھرتا پربھو	ادبھت کھیل تمارو
سوامی ادبھت کھیل تمارو	
روپ نہ ریکھ اکارو	الیکھ ار رہت وکارو

نیکی کا مادہ ہے جس ماہیں	تانکو تاوت ہی رس جاوے
جانکے چت کو بدی نے گھیرُو	تاں بدکو بدی آئے دباوے
گو پرتھوی میں سب کے ملدے	پر جو بیج سوئی گُن آوے
گُن اوگن سب تجھ میں پورن	سنسکارن تے جیو ودھاوے
سنگ پرتاب تے رام پیارے	دُشٹ بنے اربرہم سماوے

آرتی نمبر (۱)

ادم جے چیتن دیوا	سوامی جے چیتن دیوا
رکھّی ارمُن پنچ مارے	نہیں پاوت بھیوا

رہاؤ

شیش مہیش گنیش دھینشے	سارد انت نہ آوے

سوامی سارد انت نہ آوے

اندر اوپندر سُر متی	برہما پار نپاوے
وایو اگنی آدِت انگرہ	گو تم جیمنی گا دیں۔

رآم کا نام ستار طنبورہ | باجت تال مردنگ

بھجن نمبر (۱۵)

سادھو سہج سمادھ لگیجے

ٹیک

شبدادی پر پنچ وِ شئے کو | اِندریوں ماہیں ملیجے

اندریوں کو پنچ کارن من میں | سبھے لین کر تجے

بُدھ میں من ہنکار بس بُدھ کو | اہنگ برت جیو سیجے

جیو آتم کو خالص کرکے | برہم کو شُدھ دیکھیجے

شانت آتم شُدھ نرگن ساکھی | پورن برہم منیجے

رآم کہت ئے چنتن دوارہ | ایکو برہم لکھیجے

بھجن نمبر ۱۶

ہر اک اپنی گت کو پاوے | جو کچھ بیجے سوئی اُٹھاوے

پچکاری ہت کی پیاؔ مارے	چھوٹی کیسر دھار
پیاؔ پیاؔ مورے انگ لاگی	دیکھو پیا گل ھار
سوئی سوہاگن جو سنگ پیتم	بچھڑی ہوئے خوار
پیاؔ سنگ رتیاں خوشیاں ملنے	بچھڑی نوں ربدی مار
دیکھو پیاؔ مورے انگن آیا۔	ہو گئی میں بلہار
رامؔ پیاؔ سنگ میں بھی رُلدی	ہو وے بہار بہار

بھجن نمبر (۱۴)

ہوری کھیلیں سنتن سنگ

ٹیک

جنکے سنگ تے دُرمت بھاگے	سُنسے ہوں سب بھنگ
جنکے سنگ تے شُدھتا ادبجے	لاگے گیان کا رنگ
جنکے سنگ میں پاپی اودھریں	جیوں سلتا مل گنگ
سُن سُن وچن پرکاشے گیانا	بھیجیں سگرے انگ
بھر پچکاری وچنن واری	ڈارت ہوئے اسنگ

ٹیک

مورے انگ سنگ لاگو رنگ ری نہ ہووے بھنگ

تو بھی آئے کھلائے پیاری پریم پچکاری کاری

مان تان چھوڑ سب پیاؔ دِن رین جپ

کھول دے کوار پیاری رآم آوے باری باری

بھجن نمبر (۱۴۰)

سکھی ری آج ہوئی گُلذا

ٹیک

رَلیل پیاؔ سنگ ہوری کھیلیں	جت کِت پیارا یار
دِل وِچ وُسدا ہردم پیارا	اکھیاں وِچ بہار
سب سکھیاں گل خوشی دا چولا	سِر بھوچھن زربدار
پریم بہری دے مَدکر ماتے	بَندھ گئی نینوں میں تار
ناچیں گادیں خوشیاں مناویں	گُھنگرن کی جھنکار

بھجن نمبر (۱۱)

پیاؔ سنگ لاگ رہی موری چھتیاں
سُن میں پیاؔ دے پریم دی رتیاں
سب سکھیاں سُن مگن بھئی ہیں
مُدھر رسیلی دیکھو پیاؔ دی بتیاں
شیر شکر ہو رلِل وِچ رہیں
چھُٹی میں لکھنو پیاؔ دل پتیاں
سارا تنجن ایویں ہی رہیو سے
اِک دو وِچوں ہو نیاں کتیاں
پیاؔ سنگ رام پیاؔ میں ہوئی
پیاؔ دے گیان سُگندھ دی متیاں

بھجن نمبر (۱۲)

کھیل رہی پیاری ہوری پیاؔ سنگ واری واری
تورے مَن تَن لاگے پیاؔ دی کٹاری کاری

کھا کھا دُنبے وانگ پلے نے	ایہ کال پلنگ دا چھیلا ہے
جاں گھر وچ توں بن بن بہنے	خویش قبیلے دوست بنیے
بے اوڑک دا دھن جڑینے	تیرے ساتھ چلے نہ دھیلا ہے
کیوں غافل ہو کے سو رہوں	کیوں لعل اِمولک کھوئے رہوں
کیوں عقل دا اندھا ہوئے رہوں	ایہ رآم بھجن دا دیلا ہے

بھجن نمبر (۱۰)

آؤ سکھی پیا دیکھن چلیئے پیارے رنگ رنگیلے نوں

ٹیک

جاں کے سر پہ تاج خدائی	ملئے یار رسیلے نوں
جانکی سوبھا گت پورن	دیکھو چھیل چھبیلے نوں
جانکی مرلی جگ دس کینو	سنئے خوب سریلے نوں
سرو اتم ہت کاری سرب کو	سچے رآم وسیلے نوں

بھجن نمبر (۸)

توں تن دا اوڑا پھیر کوڑے — توں دھرم دا سُترا ٹیر کوڑے

ٹیک

کیوں سُتی ہیں بیپرپاریبی	تیرے پھر دی ہے موت چفیر کوڑے
توں دیکھ اوناں دَل مُڑمُڑ کے	جناں لایا نام دا اُڈھیر کوڑے
توں کرلے کم اِس دِہیڑے وچ	جو ہووے جی دی خیر کوڑے
ہُن بھج لے رام پیارے نوں	نہیں آونا ایتھے پھیر کوڑے

بھجن نمبر (۹)

ایہ دو دم دا جگ میلا ہے	تَیں جانا ایتھو اکیلا ہے

ٹیک

کیوں آکڑ آکڑ چلنا ہے۔	توں یم دا بکرا پلنا ہے۔
تَین اَنت مٹی وچ رلنا ہے	تیرے سرتے کال کُریلا ہے
جس تن دا توں مان کرےنے	جس نوں عطر پھُلول لگےنے

ٹیک

چودہ طبقاں دی سیر ہے وچ تیرے	ذرہ پاکھاں اپنی سار کوڑے
سدپی اگیان دا با نور ہیئے	کیئوں بھر دی ہیں گھر گھر خوار کوڑے
حق چھوڑ نا حق ول دھاؤ ہئیں	کمیں پے گئی تینوں دھار کوڑے
مل رام پیارے نوں گل لگ کے	توں بھرم دا گھنڈ اوتار کوڑے

بھجن نمبر (۷)

کت چرخہ برہم وچار کوڑے	تیں چھڈ ناں ایہہ سنسار کوڑے

ٹیک

تیرے تکلے وچ کیہاں ول پیا	توں جھبدے ول نکار کوڑے
تیرے سیاں کت کت بیٹھ گیاں	تیں اج ہوں نہ پایا سار کوڑے
ایہہ چرخہ رنگ رنگیلا ہے	توں اس دی شان سنبھار کوڑے
ایہہ رام نے ساجیا چرخڑی	کت سوت تاں تانی چاڑ کوڑے

تن جھکاؤں من جھکاؤں سجدہ کر دیا		رام تیرے بن کوئی میرا خدا نہ ہو

بھجن نمبر (۵)

توں میرے منا بیری گن کونت گا

ٹیک

سوہنگ طبلہ سُرت سرنگی		پریم کی تار بجا
شُدھ چدانند میں مگن ہوئے کر		دیکھ ہنگ بھلا
سردھا سہت سُنو برہم و دیا		مُکت پدارتھ پا
بندھ مُکت تے مُکتے ہو کے		شانت مست گھر جا
دُرلبھ مانش جنم کو پا کے		پورن لابھ اوٹھا
رام کہت تج اندرے رس کو		برہما نند سما

بھجن نمبر ۶

تیرے اندر برہم اپار کوڑے		توں دل درپن کو نہار کوڑے

پھول میں گندھ اگن میں جوتی	تِل تِل ماہیں وِیاپئے
سب کی آدار انت ہے سبکی	سوامی سب کا ماپئے
ایک اکھنڈ نرانجن اکرے	وید ہی تا ہے الاپئے
شُدھ چدانند سرب کا آتم	غیر نہیں کوئی آپئے
ترِیا ماہیں گئی برت میری	مِٹ گئے سگلے تاپئے
مُون بھئے اندرے من ماتا	اڈّے جاپ ہی جاپئے
نینیں نیند بھری سرواتم	رام ہی آپے آپئے

بھجن نمبر (۴)

غزل

وہ نہ کروں کام جو تیری رضا نہ ہو	وہ نہ سنوں نام جو تیری ثنا نہ ہو
وہ نہ دیکھے آنکھ جہاں شہ ہو تیرا جلو	وہی دیکھوں حُسن جو تیرے بنا نہ ہو
اپنی رحمت کا دوار کھول مجھ پہ دو	وہ ہے مُردہ دل جو تجھ پہ آفدا نہ ہو
میرے پیارے میرے سوامی میرے تم خُدا	کون میرا ہے یہاں جو توں میرا نہ ہو

بھجن نمبر (۲)

پربھ جی موہے بھروسا بھارا

ٹیک

تُم ہی مات پتا تُم سوامی	تم ہو پران ادھارا
ساچی بُدھ ساچا دھن دیجے	ہے ست گور داتارا۔
سرب وِگھن ناسیں مَن تَن کے	ہے دُکھ بھجن پیارا
تُمرے یَش گُن منگل گاؤں	ہے پربھو پرم کرپارا
اَنبرت سِندھ پربھو تُم ماہیں	مگن ہوئے تن سارا
نِشو سروپ نِرامے نِرمل	رام اناد اپارا۔

بھجن نمبر (۳)

پربھو میرا سب جگ پورن جاپے

ٹیک

جَل تھَل ماہیں ایکو رمّیا	دوجا نہ کوئی تھاپے

بھجن نمبر (۱)

پربھو نرِوکار ایک ادوے انوپنگ ۔ سرب جگت دھار و سرب نام روپنگ

سرب شکت سوامی مہاں تیج ونتا ۔ مہاں کال مہادیو مہاں بھوت روپنگ

مہاں بل مہاں کل سرب رِدی رِکھ ۔ مہینسنگ گینسنگ سُر بھوپ بھوپنگ

اکھنڈو اکالنگ اجونی اچِنتنگ ۔ سری رام پیارو چِدانند روپنگ

نمو آد پرکھنگ نمو آد دیوتا ۔ نمو وِشن وپنگ نمو شو سروپنگ

۱ رب ۔ حق ۲ اوحد ۳ بے مثل ۴ واحد ۵ لاشریک ۶ بے نظیر۔ قابل حمد و ثنا۔ ۷ کُل جہان کی پناہ ۸ مجموعہ اسماء و صفات ۹ قادر مطلق ۱۰ نورانی ۔ ۱۱ موت کی موت۔ ۱۲ فرشتوں سے اعلیٰ ۱۳ بزرگ تر ۱۴ طاقت کل ۱۵ قدرت کل ۱۶ کُل ملکوں کا پیدا ۱۷ خالق رحیم ۱۸ خداوند عالم ۱۹ شہنشاہوں کے بادشاہ۔ ۲۰ لازوال ۔ ۲۱ بے حد۔ ۲۲ بیزار فرقہ ۲۳ بیدائش سے فارغ ۲۴ یکساں ۲۵ عین علم و دانائی سرور ۲۶ مجید۔ ۲۷ سب کی ابتدا ۲۸ ذات ۲۹ محیط کُل عالم ۳۰ سبب نجات ۔ کلیات صورت ۔ سب کی عبادت

ہو کر سرچشمہ آرام و شانتی ہو گا۔
سالک نے مستی میں آکر حیرت کی اُمنگ میں کہنا شروع کیا۔

غزل

شمع رو جلوہ کُناں تھا مجھے معلوم نہ تھا
صاف پردے میں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
گُل میں بُلبُل میں ہر اِک شاخ میں پتّے میں
جا بجا اُس کا نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
بغلط ہستئ موہوم سمجھتے تھے جو گھر
پر وطن اپنا جہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
سچ تو ہے کہ سوا یار کے جو کچھ تھا حیات
وہم تھا شک تھا گُماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

فرد

شراب شوق پیتا ہوں نہ مرتا ہوں نہ جیتا ہوں
کفن اپنی کمائی کا میں دن اور رات سیتا ہوں

اوم شانتی شانتی شانتی

کے لئے باہر آیا ہے۔ تو پھر اس کی پریشانی رفع کرنی سخت مشکل کیوں نہ ہو سالے
سالک اس خیال کی یہ حالت ہے کہ جب کوئی شبد دریٔ گوش پر حلقہ زن ہوتا
ہے تو خیال فوراً سب کو چھوڑ کر اُس سے ملاقی ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شے آنکھ
کے سامنے آتی ہے تو فوراً اُسے دیکھنے لگ جاتا ہے۔ علےٰ ہذا القیاس اسلئے
اس خیال کا روکنا ناممکن ہو رہا ہے ہاں اگر کوئی شخص اپنے دروازوں پر
دربان استادہ کرکے اُن کے نام حکم صادر فرماوے کہ بلا اجازت کسی کو اندر آنے
نہ دو تو وہ شخص خیال کی بیرونی پریشانی رفع کر سکتا ہے۔ دربان یہ ہونے
چاہئیں۔ درِ گوش بر پربھوس یعنے حمدِ الہی۔ درِ بنجا یعنے لس برنکھبا یا برداشت
درِ چشم پر بیراگ یا نفرت۔ درِ زبان پر سنتوکھ یا قناعت۔ درِ بینی پر سم یعنے
یکسانی۔ اس صورت میں باہر کی غلاعت اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ اندر کے
خیالات اندر ہی رہتے ہیں۔ اور اندرونی خیالات کی پیدائش کا معدن من
اندر ہے جو رُجی یعنے اُلفت۔ بھے یعنے خوف۔ نر بلتا یعنے ناطاقتی۔
ادھیرج یعنے بے حوصلگی۔ سنسکار یعنے سابقہ افعال کی تاثیریں یا جس کو جنر
گیٔب یعنے مخفی نقوش بھی کہتے ہیں گُن یعنے سن برج یم۔ پران یعنے کرنا گتی۔
(حس کے ذریعہ حرکت پیدا ہوتی ہے) کے ذریعہ خیالات جائز یا ناجائز پیدا کرتا
ہے۔ اس کے صاف اور ایکاگر کرنے کا طریق ہے کہ ہر وقت مَن کی ری کو
شُدھ چیدا مد بریم کے آکار رکھنا اور سجانی یعنے ہمذا۔ نہ خیالات کے پرواہ
یعنے تسلسل سے وِجاتی برتوں یعنے دیگر خیالات کو احاطہ دل سے باہر نکالتے
رہنا مطلب ہے کہ جب کوئی سساری یا سروپ بر آورن کر نیوالا خیال
پیدا ہو تو فوراً اُس کو صدوں فراموشی میں ڈالکر فعل پیراک سے حصل کرنا یا
بالکل ایسے خانۂ دل سے بدر کردینا مناسب ہے۔ ہرگز کسی بنال بد اور
ناجنس کو موقع نہ دیا جاوے کہ وہ خانۂ ضمیر میں ا ا حاطہ جما سکے۔ بلا سرسری
طور پر معمولی خدمت لینے کے بعد اُن کا ترک واجب ہے۔ اور خیالات متعلق
عُرفان یا شُدھ بہاونا کو ہروف کے شُغل سے پُختہ کرے تو من یعنے دل صاف

سمجھتا ہے اور ایسا اپنی ذات دایم السرور میں مخمور رہتا ہے۔

فرد

نیستی ہستی ہے یارو اور ہستی کچھ نہیں بے خودی مستی ہے یارو اور مستی کچھ نہیں

دیگر

پائے رغبت نگذارند بدامانِ بہشت ہمہ در سیر گلستانِ گریبانِ خود اند

دوہا

سُرت اسوار دھیان کا گھوڑا گگن تماشے جانا
گگن ماتھ اک باغ عجائب چُن انبرس پھل کھانا

سالک۔ چونکہ دل بیشمار خیالات کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا اس کی پریشانی رفع ہونی احاطہ امکان سے باہر ہے۔

عارف۔ گو دل بیشمار خیالات کا مجموعہ ہے مگر اس میں یہی صفت ہے کہ جب ایک خیال نمودار ہوتا ہے تو باقی کُل خیالات پوشیدہ ہو جاتے ہیں گویا دل ایک ہی خیال کے آکار رہتا ہے۔ اور خیال وِشئے پدارتھ کے موافق پیدا ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خیال یعنے برتی کے نکلنے کے پانچ دروازہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) گوس یعنے سروت (۲) جس لاسہ یعنے تچا۔ (۳) چشم یعنے چکھشو (۴) زبان یعنے رسنا اندری (۵) بینی یعنے ناسکا۔ ان پانچ دروازوں سے خیال باہر نکل کر دِسے پدارتھوں یعنے شبد (آواز)۔ سپرش (لمس)۔ روپ (شکل)۔ رس (ذائقہ)۔ اور گندھ (بو) سے شامل ہوتا ہے اور ملتے ہی اُس چیز کے موافق ہو جاتا ہے۔ جس سے اُس چیز کے مطبوع یا نامطبوع ہونے کا علم ہوتا ہے اور جو علم سا بھاس انتھکرن کے جسکو جیو آتما بھی کہا گیا ہے۔ راگ دویش یعنے شادی وغم کا موجب ہوتا ہے۔ گویا خیال کی پریشانی یا جمعیت کا سبب محض صحبت اشیا ہے۔ لہٰذا جس قسم کی چیز ہوتی ہے۔ اُسی قسم کی حالت ہو جاتی ہے۔ چونکہ خیال نے باہر کیطرف جاتا ہے اور اُس چیز کے آکار بھی ضرور ہوتا ہے کہ جس کے سُننے دیکھنے وغیرہ

قدم قدم پر خوف دامنگیر ہے۔ ہر طرف مایوسی اور نا اُمیدی کی نظیر ہے۔ جہاں کہاں مطلب پرستوں اور خود غرضوں کی بھیڑ بھاڑ ہے۔ ہر ایک گیان۔ دھیان پریم۔ ویراگ۔ سردھا اور بھگتی کے مال کو لوٹنے میں تیار ہے۔

اے میری جان! ذرہ سنبھل کے چلنا۔ ہر اک سے ظاہری سلوک رکھنا مگر دل سے نہ ملنا۔ سارے تیرے دل کو لینا چاہتے ہیں۔ بھلا ایک دل تو کس کس کو دیگا دل ایک اور لینے والے انیک ہیں۔ یہ پاک جوہر جس کسی کے ہاتھ آتا ہے۔ وہ اس کا ایک آدھ ٹکڑہ توڑ کر زایل کرتا ہے اس صورت سے کُل دلدار دل دیکر شکستگی و پراگندگی کا ثمرہ اُٹھاتے ہیں ہاں اگر کوئی صاحب ہمت دولت پوری پوری احتیاط اور خبرداری سے اس آئینہ کی حفاظت رکھے اور ایک ادّویت بزوکار سرواتما سچدانند برہم سے ملادے تو یقین ہے کہ وہ شخص دل کی انبرت بھری تاثیروں سے محظوظ ہو کر زندگی کا لُطف اُٹھائیگا اور حیات ابدی پائیگا۔ ورنہ بجز افسوس اور پشیمانی کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اے دل تو اپنی بہبودی کو مدِنظر رکھکر آب وگِل سے نہ مِل۔ تجھے ہر تے پیارے پربھو کا جلوہ دکھائیگی بلکہ قطرہ قطرہ اور تِل تِل۔ تو اپنے ادھشٹاں کو پہچان اور اُسی میں سُکھ مان۔ تو ست چت آنند سروپ آتما ہے۔ اپنے یا بیگانے کسی بھوتک سرر سے تیرا واستو یعنے حقیقی تعلق نہیں بس تو اپنی ذات میں قائم رہو۔

سالک۔ اس آشوبگاہ دنیا میں انسان کو آرام و شانتی کس طرح نصیب ہو؟

عارف۔ خیال جب تک بیخود نہ ہو تب تک اس اسوبگاہ دنیا میں آرام و شانتی نصیب نہیں ہوتی۔ اور جب خیال نمک کی پُتلی کی مانند ذات کے سمندر میں محو ہو جاتا ہے اُس وقت وہ سرور اور لذت حاصل کرتا ہے جو قیصر ہند یا چکرورتی راجوں کو بھی میسر نہیں۔

تا مست نگردی نکشی بارِ گراں عشق ــ آرے شترِ مست کشد بارِ گراں را

بیخودی کا وہ نشہ ہے کہ جس سے عامل متوارا ہو کر شاہی دولت کو بھی ہیچ

درجہ پر پہنچاتے ہیں۔ لہذا ان پر تادم حیات تہ دل سے عمل کیئے چلو۔

روایت ہے کہ ایک صاحب تمیز بادشاہ نے بوقت نزع اپنے لڑکوں کو بُلا کر کہا کہ میں نے تمہاری خاطر چار لاکھ جواہرات بے بہا یعنے ہدایات کا خزانہ جمع کیا تھا۔ مگر اب اتنا وقت میرے پاس نہیں رہا کہ کُل خزانہ تمہارے تئیں تقسیم کر سکوں۔ لہذا اُن میں سے چار ہدایات منتخب کر کے کہتا ہوں متوجہ ہو کر سنو اور عمل کرو۔ اِن چار پر عمل کرنے سے تمہیں چار لاکھ کا فائدہ ملیگا۔ لڑکوں نے دست بستہ التجا کی کہ براہ مہربانی رحم فرما کر ہمیں وہ ہدایات عطا فرمایئے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ دو امر یاد رکھنے کے قابل ہیں اور دو بھُلا دینے کے۔ لڑکوں نے عرض کی۔ کہ اے حضرت کون دو امور قابل یاد ہیں اور کون قابل فراموشی۔ بادشاہ نے کہا کہ اپنا مالک اور موت ہر وقت یاد رہنے چاہیئے۔ اور اپنی بھلائی اور دوسرے کی بُرائی بھُلا دینی واجب ہیں۔

اے سالک! جبکہ مہاراجہ راون سری رام چندر جی کے ہاتھ سے بان کھا کر زمین پر گرا اور قریب تھا کہ جان دیدے اُس وقت سری رام چندر نے لکھشمن سے کہا کہ جلد جا کر حسب شرائط ارادت راون سے کوئی نصیحت حاصل کر لو وہ بڑا پنڈت دگیانی ہے۔ لکھشمن نے حسب الارشاد سری رام چندر جی راون کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ راون نے فرمایا کہ گذشتہ کی یاد اور آئندہ کی انتظار نہ کر کے حال میں خوشحال رہو۔ بس اطمینان کے لئے یہی کافی ہے۔

اے سالک مفصلہ ذیل ہدایت کو بیان کر کے اس حصہ کو ختم کرتا ہوں اور شانتی و آنند کا تحفہ تیرے آگے دھرتا ہوں۔ دوسرے حصہ میں تجھے چینی پو کا فسانہ سناؤنگا اور تیرے دل کا خدشہ مٹاؤنگا۔

ہدایت

اے میرے پیارے یہ دُنیا ٹھگوں کی بستی ہے۔ کہیں بلندی کہیں پستی ہے

کی طرف مائل کرنے کے واسطے ہدایت فرمائی۔ عیالی نے جواب میں عرض کی۔ کہ اے حضرت مفصلہ ذیل چھ امورات کا میری لوحِ ضمیر پر نقش ہے جس کے موجب عمل کرتا ہوں۔ اُس کے علاوہ جو کچھ آپ ہدایت فرماویں اُس پر بھی عمل کیا کرونگا۔

(اول) جب تک حق حلال سے روزی حاصل کر سکتا ہوں۔ حرام کی طرف رغبت نہیں کرتا ہوں۔ مگر حلال دنیا سے کبھی کم نہیں ہوتا۔

(دوئم) حتے الامکان سچ بولتا ہوں اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہوں۔

(سوئم) جب تک مجھے اپنی عیب بینی سے فرصت نہ ملے۔ تب تک دوسرے کے عیب نہیں دیکھتا ہوں مگر میرے میں اس قدر عیب ہیں کہ دوسروں کی عیب جوئی کی فرصت نہیں پاتا۔

فرد

صائب بہ عیب خویش فتادست کارِ ما زاں رو زباں زنیک و بدِ خلق بستہ ایم

دیگر

فرصتے دیدنِ عیب و ہنرِ خلق کجاست کہ بصد چشم شب و روز نگہبان خود آند

(چہارم) جب تک شیطان یعنے نفس امارہ کو اپنی آنکھ سے مُردہ نہ دیکھ لوں تب تک اس سے بیخوف نہیں ہوتا ہوں۔

بڑے موذی کو مارا نفسِ امّارہ کو گر مارا نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

(پنجم) جب تک خداوند کریم کا خزانہ مالامال دیکھتا ہوں۔ تب تک مخلوق کے خزانہ کی طرف نظر نہیں کرتا ہوں۔ مگر ہر بھو کا خزانہ ہمیشہ بھرپور ہے۔

نکلتا ہے جو ہر گُل زر بکف گلزار عالم میں خدا جانے زمیں میں دفن یہ کس کا خزانہ ہے

(ششتم) جب تک اپنے دونو قدموں کو بہشت میں پہنچا ہوا نہ دیکھوں تب تک اپنے کسی عمل پر نازاں نہیں ہوتا ہوں۔ کیا معلوم انجام بخیر ہو یا نہ۔ مہاتما نے فرمایا کہ بس یہی چھ اصول ہیں جو انسان کو اولیا یا فرشتہ کے

(۲) جواب منجانب مسمات حیات۔

جہاں خوش است ولیکن حیات میباید
اگر حیات نہ باشد جہاں چہ کار آید

(۳) جواب فنا۔

جہان و حیات وہمہ بے وفاست
فنا را طلب کن کہ آخر فناست

آخر ش بادشاہ جہان ۔حیات ۔ اور فنا سے مایوس ہو کر دلارام کے پاس آیا اور کہا کہ اے پیاری جان میری بازی ہر گئی ہے اور جہان وغیرہ میں سے کوئی بھی وزیر کے پاس جانا پسند نہیں کرتی۔ گو توں مجھے دل وجاں سے پیاری ہے مگر کیا کروں لاچار ہوں تم میں سے کسی نہ کسی کو ضرور وزیر کے پاس جانا مناسب ہے کہ میرا قول قائم رہے۔تب دلارام نے جو بازی سے واقف تھی کہا۔

شاہا دو رُخ بدہ دلارام را مدہ
فیل پیادہ پیش کن اسپ کشت مات

بدیں صورت جیو اس جہان کا بادشاہ ہے ۔ اور من کے مقابلہ میں بازی کھیل رہا ہے ۔ بازی ہر جانے پر اُس کو جہان حیات اور فنا جواب دیکر مایوس کر دیتی ہیں ۔ مگر چوتھی رانی دلارام یعنے شانتی بچنے کا طریق بتلاتی ہے ۔کہ اے بادشاہ دو رُخی یعنے دل کی پریشانی کو دیدے ۔مگر جمعیت خاطری کو نہ دے ۔ دیہ ابھمان جو فیل کی مانند ہے اُس کا پیادہ مَیں پنا ہے اس پیادہ کو آگے بڑھا یعنے آپ کو سچد آنند روپ آتما جان اور وچار اسپ کے من کو کشت دے تو تجھے فتح حاصل ہوگی۔

سالک ۔ القصہ انسان کو کیا کرنا چاہئے کہ جس سے فائدہ عظیم حاصل ہو؟

عارف ۔ مفصلہ ذیل چند روایات کہتا ہوں گوش ہوش سے سنو۔

روایت ہے کہ کسی ایک پراوپکاری مہاتما نے ایک عیالی کو حق تعالےٰ

مقتول ہو رہی ہے۔ پس تو کسی قسم کا خوف یا وہم نکر بلکہ میری مرضی کے موافق قدم دھر۔ تیرا بھلا ہو گا۔

عارف نے کہا الغرض اس قسم کے سخنان نصیحت آمیز و حکایات حقیقت پیز کو سکر ارجن کے گلے سے گرہ الفت کٹ گئی اور نہایت خاکساری و فروتنی سے دست بستہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ اے میرے مہربان سری کرشن آپ کی نظر شفقت سے میرے دل سے گردِ اُلفت کا بادل اُڑ گیا ہے اور اصل حقیقت کا آفتاب نظر آیا ہے۔ اب جو کچھ آپ ارشاد فرماویں وہ کرنے کو تیار ہوں۔ سری کرشن نے فرمایا کہ دشمن سے لڑ اور ستیہ دھرم کی حفاظت کر۔

عارف۔ پس اے سالک۔ راہِ حق پر چلنے کے لئے اُلفت ناجائز سے قطع تعلق لازم ہے۔ کیونکہ روح اُلفت ناجائز کی وجہ سے نفس امارہ کے مقابلہ میں شطرنج ہار کے ساتی بیگم کے دیدینے کو تیار ہے۔ جلد تدارک واجب ہے۔

سالک۔ دست بستہ ملتجی ہوا کہ وہ کیا حقیقت ہے؟

عارف۔ ایک دن کسی ایک بادشاہ نے اپنے وزیر صاحب تمیز سے بیگم بیگم داؤ پر لگا کر شطرنج کھیلنی سروع کی۔ کھیلتے کھیلتے بادشاہ کی بازی ایسی حالت پر آٹھیری کہ بادشاہ کو بازی کے ہر جانیکا خطرہ پیدا ہوا۔ بلکہ بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا اور زنان خانہ میں آکر اپنی بیگموں سے استفسار کرنے لگا۔ کہ تم میں سے کون وزیر کے پاس جانے کو رضامند ہے بادشاہ کی چار بیگمیں تھیں۔ اور اُن کے نام یہ تھے۔

جہان۔ حیات۔ فنا۔ اور دلآرام۔ اِن ہر چہار بیگموں نے تدریجاً بادشاہ کو اُس کی دریافت پر بہ تفصیل ذیل جواب دیئے۔

(۱) جواب منجانب مسمات جہان۔

تو بادشاہِ جہانی جہان زدست مدہ

کہ بادشاہِ جہان را جہاں بکار آید

جڑے ہوئے ہیں۔ ایسے من کو قائم کرنا بہت مشکل ہے۔ جیسے اکاس میں ہوا کا روکنا محال ہے۔

دوہا

چل وَل پتر سَات پٹ دامن کچھک ماتھ   بھوت دیپ دیک سکھایوں من کت تاتھ

تشریح۔ جس طرح درخت کے پتے۔ جھنڈے کا کپڑا۔ بجلی۔ کچھو کی پشانی۔ بھوتوں کا چراغ اور چراغ کی لاٹ چنچل ہے اسی طرح من کی حالت ہے۔

اے ارجن یہ سچ ہے۔ مگر جس شخص کا خیال دائمہ ذات حق میں محو و مستغرق رہتا ہے۔ وہ اس کو قابو کر سکتا ہے۔

ارجن نے سوال کیا۔ کہ جو ارادت مند راہِ حق پر چلا ہے۔ مگر کافی تدارک کے نہ ہونے سے یا کسی خواہش کی وجہ سے کماحقہٗ ستگیان کو حاصل نہ کر کے بحر فنا میں غرق ہو گیا ہے۔ اُس کو کیا نتیجہ ملے گا؟

سری کرشن نے جواب میں فرمایا وہ شخص شریف اور آسودہ گیانیوں کے خاندان میں پیدا ہو کر اپنے عمل کو کمال تک پہنچاتا ہے۔ اور حق سے واصل ہو کر نجات ابدی و سرور سرمدی پاتا ہے۔ القصہ اے ارجن مجھکو میرا بھگت بہت عزیز ہے اور تو بھی میرا بھگت ہے لہذا میں تمہارے مفید مطلب کہتا ہوں کہ جنگ کے لئے جلد آمادہ ہو اور کمر ہمت باندھ۔ ورنہ پچھتائیگا۔ اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ ارجن نے سنکر مُنھ پھیر لیا اور سخنان نصیحت آمیز کو قبول نہ کیا۔ تب سری کرشن نے اپنا ویراٹ سروپ دکھلایا اور زبان دُر فشاں سے فرمایا۔ کہ اے ارجن تو میری حقیقت سے بالکل ناواقف ہے۔ مَیں وہ مرد کامل ہوں۔ جو محیط کُل عالم ہے۔ اور جس کے ظہور کا نور ہر جگہ پُر و سالم ہے۔ اے ارجن زمین میں خشکی۔ آب میں طراوت۔ آفتاب میں شعاع۔ مہتاب میں ضیا۔ وید اور کتب میں اسم اعظم۔ ہر طالب کا مطلوب۔ ہر عاشق کا معشوق۔ ہر عابد کا معبود۔ ہر زور آور کا زور۔ ہر عاقل کا عقل۔ غرضیکہ ہر جسم کی جان میں ہوں۔ میں ہی کُل عناصر میں موجود ہو کر کُل مخلوقات کی پیدائیش اور فنا کرتا ہوں۔ میری قدرت ایک جگہ قاتل اور دوسری جگہ

سوال۔ ہے بھگوان گیان کی حصول سے انسان کی کیا حالت ہوتی ہے؟
جواب۔ ہے ارجن جس کا اگیان گیان کے ذریعہ رفع ہو گیا ہے۔ اُس شخص کا خیال عقل اور کُل مطالب حق یعنے پرمیشور میں محو ہو جاتے ہیں۔ وہ شخص پرمیشور کو سرو ویاپی یعنے محیط عالم جانکر یکساں نظر رہتا ہے۔ اور راگ دویکھ یعنے اُلفت و رنج سے فارغ ہو کر ہمیشہ آننند کے سمندر میں مگن رہتا ہے۔
سوال۔ سنیاسی کس کو کہتے ہیں؟
جواب۔ ہے ارجن جو شخص بلا غرض حواس سے نیک افعال کو کرنے والا ہے۔ اور من سے دنیاوی خیالات کو ترک کر دینے والا ہے۔ وہ سنیاسی و یوگی ہے۔

چوپائی

بن پد چلے سُنے بن کانا کر بن کرم کرے بدھ نانا
سنا رہت سکل رس بھوگی بن بانی وکتا بڈ جوگی

جس کو لذات حواس و ذریعہ لذات حواس سے رغبت نہیں رہتی۔ وہ لوگ ارودھ سنکلپ سنیاسی یعنے فقیر کامل حق سے واصل کہلاتا ہے۔ یوگ ارودھ کو چاہئے۔ کہ خواہشات نفسانی و لذات جسمانی کو ترک کر کے تنہا ایک گوشہ میں صاف سُتھری اور ہموار جگہ بر نرم آسن بچھا کر بیٹھے۔ اور خیال کو ذات کُل میں محو کر کے یوگ ابھیاس کرے۔ اِس شغل کے وقت عامل کو مناسب ہے۔ کہ جسم کو سیدھا اور قائم رکھے۔ اے ارجن جو شخص بہت کھانے والا۔ یا نہیں کھانے والا ہے۔ اور جو بہت سونے والا۔ یا نہیں سونے والا ہے۔ وہ یہ عمل نہیں کر سکتا۔ لہذا کھانے و سونے کے لئے اعتدال واجب ہے۔ اے ارجن بجُز اس عمل کے انسان کا دل شانت نہیں ہوتا جیسے جہاں ہوا نہیں ہوتی۔ وہاں چراغ بالا استقرار رہتا ہے۔ اُسی طرح یوگ ابھیاس سے خواہشات کے رفع ہوئے دل قرار پکڑتا ہے۔
ارجن نے کہا۔ اے کرشن۔ من بہت چنچل ہے جو ہر وقت جسم اور حواس کی صحبت سے پریشان و حیران رہتا ہے۔ اور جس بلس قسما قسم کے خواہشات

کہ ہر ایک حس اپنے فعل میں مائل ہے۔

چھند

بج وشیئن میں اندرے درتیں تا نسوں ناہیں مبر اسنگ
میں اندرے نہیں تم اندرے نہیں بس ساکھی کوٹستھ اسنگ
بھوگیں وِشے کہ تیاگیں اندرے موہ کو لگے نہ رنچک رنگ
یہ سنچا گیانی کایاں تے کرتا دیکھے کرے نہ انگ + +

جو لوگ میرے اس اصول کو برحق تصور کرتے ہیں۔ اور کسی طرح شکایت نہیں کرتے۔ وہ دانا ہیں۔ مگر اے ارجن حواس کو مرغوب اشیار کی حصولی سے خوشی اور نامرغوب اشیار کی حصولی سے رنج ہوتا ہے۔ اس لئے سالک راہ خُدادانی کو اِن کے زیر نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ انسان کے دشمن ہیں۔
ارجن نے سوال کیا۔ کہ مرض خواہش سے کس طرح رہائی ہو سکتی ہے۔ سری کرشن نے جواب میں کہا کہ عقل کے روشن کرنے والے ایشور کو جان کر اور حق الیقین کے ذریعہ کُل وہم و گمان کو رفع کر کے اس بڑے زبردست دشمن کام کو فتح کرو۔ جو لوگ اُلفت خوف اور غصہ سے فارغ ہو کر پرماتما میں چت لگاتے ہیں۔ وہ اعلےٰ درجہ پاتے ہیں۔ پرماتما ہر کس کو اُس کے عمل اور یقین کے موافق نتیجہ دیتا ہے۔ لہذا نیک و بد اعمال کو بخوبی سوچ کر عمل میں لانا دانشمندی ہے۔ ارجن نے عرض کی کہ گُناہاں کے سمندر کو عبور کرنیکا کیا ذریعہ ہے جواب میں سری کرشن نے فرمایا کہ گیان یعنے معرفت حق اس سمندر سے پار ہونیکے لئے نہایت پختہ جہاز ہے۔ اے ارجن جیسے آتش سوزاں لکڑیوں کو بھسم کر ڈالتی ہے۔ اُسی طرح گیان کُل افعال ذمیمہ کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔
سوال۔ گیان کس طرح سے ہوتا ہے اور نجات کس طرح سے؟
جواب۔ ہادی کامل یعنے ست گور کے سُخناں پر یقین صادق رکھنے سے گیان حاصل ہوتا ہے۔ اور گیان سے نجات۔ برخلاف اُس کے جو شخص گور کے وچنوں پر یقین نہیں لاتا۔ وہ شخص لوک پرلوک میں کہیں بھی سُکھ نہیں پاتا۔

ہوتے ہیں۔ مگر اُس کے دل میں کسی قسم کا وکار یعنے عیب پیدا نہیں ہوا۔ وہ شخص
نجات حاصل کریگا۔ اور دوسرا جس کو لذات حواس کی خواہش ہے محروم رہیگا
ہے ارجن جو شخص خودغرضی و نفسانیت کو چھوڑکر مروّت کے کام کرتا ہے۔ اور
فخر و انانیت سے پاک ہے۔ وہ شخص شانتی یعنے آرام کو حاصل کریگا ہے ارجن
یہ برہم گیان کی نیشٹا یعنے حق الیقین ہے۔ اس یقین والا موکھ پد کو پراپت ہوتا
ہے۔ ارجن نے سوال کیا۔ کہ ہے بھگوان براے مہربانی مفصل فرمایئے۔ کہ
گیان بہتر ہے یا کہ کرم۔ سری کرشن نے فرمایا۔ کہ جب تک انسان نیک افعال
نہ ہو۔ تب تک گیان حاصل نہیں ہوتا۔ جو شخص ظاہرا کرم اندریوں کو روک
کر من سے لذات کا خیال کرتا ہے۔ وہ شخص بیوقوف و ریاکار ہے۔ ہے ارجن
جو شخص ضبط حواس اور نفس کشی کرنے والا ہے۔ اور نتیجہ افعال سے فارغ ہوکر
فعل کرتا ہے۔ وہ عارف و دانشمند ہے۔ پس اے ارجن خواہش لذات سے
فارغ ہوکر اپنے درن آسرم کے کرم کر یہ برہماجی کا حکم ہے۔ کہ یگ یعنے مروّت کے
کام کرو جس سے تمہاری بہبودی ہوگی۔ ہے ارجن ان سے کُل مخلوقات پیدا ہوتی ہے
اور ان بارش کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ بارش یگوں سے اور یگ نیک فعال سے ظہور
میں آتے ہیں۔ نیک افعال کتب مقدس میں درج ہیں اور کتب مقدس ایشر برہم سے ظاہر
ہوتی ہیں۔ پس پراوپکار یعنے رفاہ عام کے کام کرکے ذات محیط کل عالم یعنے پار
برہم پرماتما کی خوشنودی حاصل کرو۔ جو لوگ حکم الٰہی کے برخلاف چلتے ہیں۔ وہ
لوگ پاپی اور عیش و عشرت میں ان کی حیات بے سود ہے۔ ہے ارجن۔ گو ہم
ہر ایک قسم کی خواہش سے فارغ ہیں تاہم کرم کرتے ہیں کیونکہ اگر ہم خود سُست و کاہل ہوں۔ تو
عام لوگ کرم بھرشٹ ہو جاوینگے۔ اور دنیا میں حرام کاری پھیل جاویگی۔ دیکھو ہر ایک ارکان عالم
یعنے سورج زمین وغیرہ سب اپنے کام پر تعینات ہوکر اپنے فرض کو نہایت خوبی سے ادا کر رہے
ہیں۔ جس سے دنیا کا انتظام نہایت عمدگی سے چل رہا ہے۔ پس خودغرضی کو
چھوڑکر مروّت عام کے کام کرنے مناسب ہیں۔ ہے ارجن دانشمند آپ کو
حواس و افعال سے الگ جانکر بکلی سے فارغ رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں

ارجن نے کہا مجھے سورگ وغیرہ کی خواہش نہیں۔ سری کرشن نے فرمایا تب
تو تو استھت پرگ کا درجہ رکھتا ہے۔ ارجن نے پوچھا۔ استھت پرگ
کس کو کہتے ہیں اور اُس کے کیا نشان ہیں ؟ سری کرشن نے کہا کہ جس
وقت انسان کل خواہشات کو ترک کرکے اپنی ذات میں سیر ہوتا ہے اُس
وقت استھت پرگ کہلاتا ہے۔ دُکھ ملنے سے جس کو رنج نہیں ہوتا۔ اور
سُکھ کے وقت جو خوشی خوف اور غصہ سے فارغ ہے۔ وہ استھت پرگ مُنی
کہلاتا ہے جو شخص کسی سے اُلفت نہیں رکھتا اور بہرحال راضی ہے۔ وہ
شخص محویت ذات حق کا ذائقہ چشاں ہے۔ اے ارجن یہ اندریاں یعنی
حواس خمسہ بڑی زبردست ہیں۔ کیونکہ دانشمندوں اور تدارک کرنے والوں
کو بھی اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ لہذا طالب نجات کو چاہیے۔ کہ اپنی اندریوں
کو سب طرف سے کھینچ کر شُدھ چدانند برہم میں لگائے رکھے۔ جو شخص دنیاوی
آرام یا خوشیوں کے خیال میں رہتا ہے۔ اُس کے دل میں فانی اشیا کی
حصول کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اُس خواہش سے غصہ نمودار ہوتا ہے
غصہ کے نمودار ہوتے ست شاستروں اور ستگورو کے سخنان بھول جاتے
ہیں۔ اور اس فراموشی سے عقل گم ہو جاتا ہے۔ اور عقل کے نشٹ ہوئے
خود نشٹ ہوتا ہے۔ من اور اندریوں کو قابو کرنے والا شانتی کو حاصل کرتا ہے
جس وجہ سے اُسکے کُل دُکھ فنا ہو جاتے ہیں جسکی اندریاں قابو میں نہیں۔
اُسکی بُدھی میں ست اُپدیش جاگیر نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وہ دھیان کرسکتا ہے
ایسے شخص کے دل میں آرام یعنی شانت نہیں اور جیت شانت بنا موکھ آنند حاصل
نہیں ہوتا۔ ہے ارجن غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے اگیانی جنوں کی جو
رات ہے اُس میں جیت اندرے جاگتے ہیں۔ اور جو سب بھوتوں کی عالم
بیداری ہے۔ وہ تت درشی منیوں کی رات ہے۔
ہے ارجن جیسے سمدر میں سب طرف سے ندیوں کا پانی آپڑتا ہے۔ مگر بحر عمیق
اپنی حد سے باہر نہیں آتا۔ اسی طرح جس اہل دل کو ہر ایک قسم کی وستے سُکھ پراپت

کہ میں جھوٹی و بے بنیاد سلطنت کی ہوس میں اپنے خاندان کی بیخ کنی کرنے
میں فائدہ حقیقی نہیں دیکھتا۔ اس خیال سے میرے میں لڑائی کرنے کی تاب
نہیں رہی۔ سری کرشن نے مسکرا کر ارجن سے کہا۔ کہ تم اُس کا فکر کرتے ہو
جس کا فکر نہ کرنا چاہیئے۔ لہٰذا تمہاری عقل اپنی حالت پر نہیں کیونکہ دانشمندان
دوراندیش و عارفان حقیقت کیش کسی کے مرنے سے بحر فکر میں غوطہ زن نہیں
ہوتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دراصل کسی چیز یا بشر کا کالعدم نہیں ہوتا بلکہ دور زمانہ
سے تبدیل صورت ہوتی ہے۔ جس کا روکنا کسی کے اختیار میں نہیں۔ پس
درد اُلفت بیجا ہے۔ ارجن نے پوچھا۔ اے بھگون۔ مرض اُلفت کے پیدا
ہونیکی کیا وجہ ہے؟ سری کرشن جی نے فرمایا۔ کہ حواس کو تعلق اشیا فانی
موجب اُلفت ہے۔ جس سے اس وجود میں رہنے والے روح کو سردی گرمی
سُکھ دُکھ وغیرہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ تعلق اُدتپت ناش وان یعنی پیدائش
فنا پذیر ہونے سے فانی ہے۔ اس لئے اس کی برداشت واجب ہے۔
جو اس کی برداشت کرنے والا ہے وہ رستگار ہونے کے قابل ہے۔ اے
ارجن۔ فانی شے حق نہیں ہوتی اور حق فانی نہیں ہوتا۔ اور یہ بھارت آتما
دائمہ قائم اور باقی ہے۔ اس کا وجود سے تعلق عارضی اور فانی ہے۔ لہٰذا تو
اُلفت کو ترک کر کے جنگ پر آمادہ ہو۔ ارجن نے کہا جبکہ ظاہرا آتما مرتا اور
مارتا نظر آتا ہے تو کس طرح سے سمجھا جاوے کہ آتما نت ہے۔ سری کرشن نے
فرمایا جو شخص اس آتما کو مرتا یا مارنیوالا سمجھتا ہے وہ جاہل ہے۔ بہ نظر حقیقت یہہ
آتما نہ کسی کو مارتا ہے اور نہ کسی سے مرتا ہے۔ بلکہ دائمہ موجود ہے۔ جیسے انسان
ایک کپڑے کو اُتار کر دوسرا پہن لیتا ہے۔ اُسی طرح یہ آتما ایک وجود کو چھوڑ کر
دوسرا اختیار کر لیتا ہے۔ اسلئے ترک جسم سے غم والم بیجا ہے۔ اے ارجن یہ
نت آتما ہتھیاروں سے زخمی نہیں ہوتا۔ اگن سے نہیں جلتا۔ پانی سے نہیں
گلتا۔ اور ہوا سے نہیں سوکتا۔ کیونکہ لطیف باقی اور قدیم ہے۔ اور یہ آتما محسوسیت
حواس سے برتر ہے۔ اے ارجن بزدل نہ ہو۔ دھرم یُدھ سے تجھے سورگ ملیگا۔

نشٹ ہو جاتا ہے تیسے آتم ندھیاسن سے اس سنسار کی جو سرو کلیشوں اور
پاپوں کا مول ہے بیج کنی ہو جاتی ہے۔ پس اے پیارے مانش سریر کے
دھارن کرنے والے اور سرو مخلوقات سے سرشیٹ آپ اپنی سریشٹتا کے بحال
رکھنے کے لئے ایسے افضل اور اُتم دھرم کو عمل میں لاویں اور تمہاری ہمت
کرنے پر پرمیشور پرماتما بھی تمہاری مدد کرینگے اور تمہارے سہایک ہو کر
تمہیں دن بدن ترقی کرنے کی ہمت بخشینگے اور اگر تم خود ہی سُست ہو رہو
گے تو پھر تمہارا اُٹھنا محال ہے۔ خود ہی ہمت کرو یہ کُل تم میں ہے۔ اور تم
کُل میں ہو جان کی جان اور دل کے دل ہو۔ اپنی مستی سے متوالے رہو
دنیا جھوٹی ہے اس سے کنارے رہو۔ یہ برہمہ ذنگل ہے۔ سو رہیرون کی فتح
کا منگل ہے۔ ہمت نے سالک کا لباس بدل کر عارف سے دست بستہ
التجا کی کہ براہ نوازش وہ ہدایت فرمائیے جس کو سُن کر میرا دل رشتۂ اُلفت
قطع کر کے محویت بذات حق حاصل کرے۔ عارف نے کہا مختصر طور پر کرشن
گیتا کا اُپدیش کرتا ہوں گوش ہوش سے سُن۔

گیتا سار

جبکہ کوروں اور پانڈوں کی بے اندازہ فوجیں باہم جنگ کرنے کے لئے دھرم
کھیتر میں جمع ہوئیں اُس وقت ارجن نے اپنے رتھ کو ہر دو افواج کے مابین
استادہ کرا کے ہر اطراف پر اپنے رشتہ داروں کو دیکھا تب اُسکے دل میں
اُلفت نے پیدا ہو کر یہ کہنا شروع کیا کہ اے ارجن اس وقت جن سے تم جنگ
کرنے پر آمادہ ہوئے ہو وہ سب تمہارے بزرگ و متعلقین و دوست ہیں۔ حیف
ہے کہ دنیاوی و بے بقا خواہشات کے پورا کرنے کے لئے اپنے خاندان کو
برباد کرنا چاہتے ہو جلد اس خیال سے باز آجاؤ۔ اُس وقت ارجن نے اپنے
کوچوان سری کرشن سے کہا کہ میرے رتھ کو پیچھے ہٹا۔ میں جنگ کرنا نہیں
چاہتا۔ سری کرشن نے ایسے خوفناک وقت میں جبکہ ہر جانب سے بہادران
جنگ کے لئے موجود تھے۔ پست ہمت ہونیکی وجہ دریافت کی۔ ارجن نے کہا

کو ابھیاس کرتا ہوا دیکھ کر کسی ایک دوسرے شخص کو اپنے جنم کا دوسرا دل لشین ہو کر ایشور کا بھجن۔ ایشور کی پرارتھنا۔ ایشور کا دھیان۔ اور ایشور میں محویت کا شوق پیدا ہوا۔ وہ نیا شخص جو بمثل ایک لڑکے کے ہے اُس سبھا میں آکر اس قسم کی پرارتھنا کرنے لگا۔ کہ ہے بھگوان ہے ایشور پرائن پرشو ہے مہاتما اور ہے جگت میں اُپکار کرنیکے لئے اوتار لینے والے۔ میں انجان موڑھ متی آپکی سرن آیا ہوں۔ آپ کرپا درشٹی دھار کر مجھے ست سروپ آتما کا درشن کرادیں۔ اور ساتھ ہی وہ سادھن بتلا دیں۔ جس سے میرا چت ایکاگر اور شدھ ہو کر پورن دیو پرماتما میں نچل استھتی پاوے۔ اُن مہاتماؤں نے بڑے پرسن ہو کر کہا کہ ہے پیارے تو دھن ہے۔ کیونکہ اس سنسار میں پرمارتھک وستو کا پریم اوتپت ہونا بڑا دُرلبھ ہے۔ اور اوتپت ہو کر قائم رہنا بہت ہی مشکل ہے۔ اگر تو یہ چاہتا ہے تو تو ہمیشہ ہمیں سبھا میں بیٹھ کر دیکھا کر اور ساتھ ہی پربھو پرماتما کا سمرن کرتا رہا کر۔ کہ جس سے شدھ اور پوتر اوستھا کی پراپتی ہووے کچھ روز گذرنے پر جبکہ اُس جگیاسی کا شوق بڑھتا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سبھا روپی اکھاڑے کی مٹی کپڑے اُتار کر ملا کر یعنی اس سبھا کی ٹہل کیا کر۔ اس کے بعد اُس اکھاڑے میں لیٹنے یعنی آسن جما کر بیٹھنے اور دل لگا کر سخنان کو سننے کی اجازت ہوئی۔ جس عمل کے بعد اُس پُرش کو مہاتماؤں کے وچنوں کا سننا اور اُن پر سچے دل سے ایمان یا یقین لانا اور یقین لا کر اُس کے مطابق چلنا حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ پہلوان روپی مہاتما اُس لڑکے کو اپنے ساتھ لیکر ایسی کشتی کرتے ہیں۔ کہ وہ لڑکا بھی اُس پہلوانگی سے مالا مال ہو کر چت کی ایکاگرتا۔ چت کی نرودہتا۔ چت کی پرسنتا۔ برہم ویکھے استھتی۔ پورن آنند۔ پورن شانتی۔ سرب وکاروں اور سوگوں کا ناش پراپت کرتا ہے۔ سرب پاپ کٹے ہو جاتے ہیں۔ ہر وقت منگل اور آنند کی لہریں اُٹھ رہی ہیں۔ ہر ایک پدارتھ سے پیارے کا درشن ہو رہا ہے۔ سنسار کا کہیں نام تک نظر نہیں آتا۔ جیسے سورج کے نکلنے سے اندھیرا

کرنے والو میں آپ کی سرن آیا ہوں مجھے بھی اپنے ساتھ لے کر دنگل کرنا سکھلادیں کہ جس سے میں اپنے جسم میں طاقت بڑھا کر حظ اٹھاؤں اور تمہارے اپکار کے گن گاؤں۔" اُن پہلوانوں نے لڑکے کی بات سن کر کہا شاباش شاباش!! تو دھن ہے! تو دھن ہے!! کہ تجھے اس قسم کا شوق پیدا ہوا ہے۔ اگر درحقیقت تیرا شوق سچا ہے اور تو ایسے چاہتا ہے کہ میں پہلوان ہو جاؤں تو تُو اول روزمرہ بلاناغہ وقت معینہ پر اس جگہ آکر بیٹھا کر اور ہمیں کشتی کرتا دیکھا کر وہ لڑکا اُسی طرح کرنے لگا۔ جوں جوں اُنہیں کشتی کرتا دیکھے توں توں اُس کے دل میں شوق بڑھتا جاوے۔ اور دل میں کہے۔ کہ وہ مبارک دن کون ہوگا جبکہ میں بھی ان پہلوانوں کی طرح بڑی ہمت وطاقت سے دنگل کرونگا۔ کچھ دن گذرنے پر اُن پہلوانوں نے اُسے کہا کہ اب تو اپنے بدن کے کپڑے اُتار دے۔ اور ایک لنگوٹ باندھ کر ہمارے اس اکھاڑے کی مٹی اپنے بدن پر ملا کر۔ وہ لڑکا اسی طرح سے کرنے لگا۔ جیوں جیوں وہ مٹی اُس کے بدن سے ملی تیوں تیوں اُس کے دل میں پہلوانگی کی خواہش بڑھنے لگی۔ کتنے روز وہ لڑکا اسی طرح کرتا رہا۔ بعدہٗ ان پہلوانوں نے فرمایا کہ اب تو اس اکھاڑہ میں لیٹا کر۔ لڑکا اُن کے فرمان کے بموجب کئی روز تک وہاں لیٹتا رہا تب پہلوانوں نے کہا کہ جب ہم کشتی سے فارغ ہو جاویں تو ہمیں لتاڑا کر کوئی دن پہلوان یہ خدمت اُس سے لیتے رہے جس خدمت کے وسیلے اُس لڑکے کا وجود اپنے اُستاد کے وجود سے مل کر اُن کی پہلوانگی کی تاثیریں اپنے میں لینے لگا۔ اُس کے بعد اُن پہلوانوں نے چھوٹے چھوٹے پہلوانوں کے ساتھ بھڑنے کو حکم دیا۔ کبھی اُس لڑکے کی ٹانگ کو ضرب لگتی اور کبھی بازو ٹوٹ پڑتا مگر وہ لڑکا بھڑنے سے باز نہیں آتا۔ کیونکہ اُس کے دل میں پہلوانگی کا شوق از حد تھا۔ الغرض وہ لڑکا اپنے شوق اور اُستادوں کی ہدایت پر عمل کرنے سے کچھ عرصہ کے بعد نامی گرامی پہلوان ہو گیا۔ اسی طرح آتم ندھیاسن سبھا میں کئی ایک ابھیاسی پُرشوں

آزاد رہیں مگر دل غلطی سے بوجہ صحبت بد قدرتی انتظام کے برخلاف عمل کرتا ہے جو باوجود موجودگی اس قدر سامان فرحت و انبساط کے بھی دُکھ پا رہا ہے اور تکلیفیں اُٹھا رہا ہے۔ اگر اب بھی دل اپنے خیال کی روانی کو پھیر لے اور صاحبدلان یعنی مہاتما پُرشوں کی صحبت میں آوے۔ سرد ہا اور پریم سے اُن کے سُخنان کو سُنے اور اُن سخنان کے ذریعہ اپنی سمرتی کے صندوق سے کُل دیرینہ غلاظت کو جو بصورت خیالات جمع ہے نکال نکال کر و سمرتی میں ڈالتا جاوے اور سمرتی میں تازہ تازہ اور نئے نئے خیالات متعلق صداقت و حقیقت یعنی سچائی اور دھرم۔ معرفت حق و خود یعنی برہم آتم گیان وغیرہ جمع کرتا جاوے تو چند روز میں دُرست ہو کر نئی بہار دکھائیگا آپ کو اور اپنے حاشیہ نشینوں کو ابرت بھری تاثیروں سے موثر کر کے حق سے ملائیگا۔ یہ قُدرتی صندوقیں ہر ایک دل کو قدرت سے ملی ہوئی ہیں انہیں کے ذریعہ کُل کام سرانجام پا رہے ہیں۔ پس اِن صندوقوں کا انتظام بروئے عقل یعنی وچار کرنا ہر ذی روح پر واجب ہے کہ جس سے یہہ اعلےٰ طاقت معدن آرام و جمعیت ہو کر سرور سرمدی دیوے۔

ہمت نے کہا کہ من کو لذات نفسانی و جذبات شیطانی سے فارغ کرنے کے لئے کافی تدارک مطلوب ہے۔ عارف نے جواب دیا۔ جب تک جیو بذریعہ برہم ڈنگل اپنی میں حقیقی طاقت پیدا نہ کرے تب تک من کے مقابلہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ ہمت نے عرض کی کہ برائے مہربانی اس برہم ڈنگل کو مفصل بیان فرمائیے۔ عارف نے برہم ڈنگل کا عکس کھینچ کر ہمت کے سامنے رکھ دیا۔

برہم ڈنگل

پہلوان کُشتی کر رہے ہیں کسی ایک نوجوان کو بھی اُنہیں دیکھ کر کُشتی کرنے کا شوق آیا ہے۔ وہ لڑکا اُن پہلوانوں کے پاس آ کر یہ پرارتھنا کرنے لگا کہ ہے پہلوانو۔ ہے اُستادو۔ ہے جوانمردو۔ اور ہے اپنے سر پر کی رکھیا

ہے۔ ورنہ میں اُس ذات کا پرتو ہوں کہ جس میں کسی قسم کی بدی یا مخالفت کی سمائی نہیں۔ مجسٹریٹ نے سب کے بیانات سُن کر یہ فیصلہ دیا۔

فیصلہ

دل کی دو صندوقیں ہیں ایک کا نام سمرتی اور دوسری کا نام وِسمرتی ہے سمرتی نامی صندوق کے بیشمار خانے ہیں اور وِسمرتی میں کوئی خانہ نہیں بلکہ خالی کی خالی ہے۔ مہاراجہ دل خواہش کے موافق کسی کو سمرتی اور کسی کو وِسمرتی کے صندوق میں ڈالتا ہے۔ جس کو اپنے قبضہ میں رکھ کر پھر نکالنا ہوتا ہے اُس کو سمرتی میں رکھتا ہے۔ اور جس کو اپنے خانہ سے بدر کرنا ہوتا ہے۔ اُس کو وِسمرتی میں رکھتا ہے۔ دل اردلیان حواس ظاہری و باطنی یعنی اندرے اور انتھکرن کے ذریعہ ہر ایک شئے مطبوع یعنی ارشٹ یا نامطبوع یعنی انشٹ کو اپنے قبضہ میں لاتا ہے۔ اور مذکورہ بالا دو صندوقوں میں سے کسی میں ڈالتا ہے۔ سمرتی کے صندوق میں رکھے ہوئے خیالات کو حسب موقع نکالتا رہتا ہے۔ بِن پاک دلوں کو سچائی اور صفائی سے محبت ہے اور شُدھ چدانند پرماتما کے پریم سے متوارے ہیں وہ کُل پاکیزہ خیالات از قسم اوصاف حمیدہ یعنی دیوی سمپدا۔ افعال نیک یعنی شُبھ کرم معرفت حق یعنی گیان۔ محویت بذات حق یعنی دھیان۔ بیخودی یعنی سمادھی وغیرہ وغیرہ سے اپنے صندوق سمرتی کو پُر کرتے رہتے ہیں۔ اور دُنیاوی خیالات یا سنسکاروں کو جو اندرے دوارا اندر آتے ہیں۔ فراموشی کے صندوق میں ڈال دیتے ہیں۔ کہ جہاں سے وہ پھر نہ نکل سکیں۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے چاہِ عدم میں رہیں۔ اور جو ناپاک دل ہیں وہ برخلاف عمل کرتے ہیں یعنی دُنیاوی یا سنسارک خیالات کو سمرتی میں رکھتے ہیں۔ اور پرمارتھک خیالات کو بھول جاتے ہیں اور دُکھ پاتے ہیں۔ کیونکہ اگر نیک خیالات کو سمرتی کے صندوق میں رکھا جائے۔ اور بد خیالات کو وِسمرتی کے صندوق میں تو دنیا میں کوئی سبب رنج و

یاگولک سے دریافت کیا کہ اس جہان میں کرپن یعنی کنجوس یا بدبخت کون ہے۔ تب یاگولک نے جواب میں یہ کہا۔

شرتی

یو وا ایتد اکھر نگ گارگی ادِو توا اسمات لوکا ساکرِپنا

ارتھ۔ ہے گارگی جو شخص اس آتم دیو یعنی اپنے آپ کو نہ پہچانکر اس سنسار سے چلا جاتا ہے وہ شخص کرپن ہے۔ کیونکہ خود شناسی حق شناسی ہے۔ اور یہی بات حدیث سے بھی ثابت ہے۔

من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ

جس نے پہچانا ہے آپ کو اُس نے پہچانا تحقیق اپنے رب کو"

مگر تیری عقل پر افسوس ہے۔ کیا بے بہا نعمتیں لے کر اس جہان میں آیا تھا۔ کان سُننے کو۔ آنکھیں دیکھنے کو۔ زبان بولنے کو۔ عقل سمجھنے کو۔ فکر سوچنے کو۔ ہاتھ کرنے کو اور پاؤں چلنے کو۔ مگر افسوس کہ نہ سُنا نہ دیکھا۔ نہ بولا۔ نہ سمجھا۔ نہ سوچا۔ نہ کیا اور نہ چلا کل کے کل بیکار رہ گئے۔ عقل کا اندھا کیسے کا پُر دیکھ کر لٹیروں نے خوب لوٹا۔ ارے جن کو تو اپنا دوست وفادار تصور کر رہا ہے یہ تیرے حالی دشمن ہیں۔ کام کی صورت میں تیرے جست کو مارے جاتے ہیں۔ غصہ کی صورت میں تیرے دھیرج کا خون کرتے ہیں۔ موہ کی مورتی تیرے ویراگ کو چھل گئی۔ لوبھ تیرے سنتوکھ کو نگل گیا۔ خودی ہائے تیری بے خودی کو لے گئی۔ ارے او عقل کے مالک خبردار رہو! خبردار رہو!! اُٹھ اپنی ذات کو پہچان۔ کیوں غفلت کی نیند میں پڑا پڑا ہاتھ سے موقعہ دے رہا ہے۔

انسان نے عرض کی کہ مجھے من یعنی نفس امارہ نے اپنی حالت سے گمراہ کیا ہے اس کا تدارک فرمایا جاوے۔

عارف نے مجسٹریٹانہ لباس پہن کر فوراً من کے نام وارنٹ گرفتاری جاری کیا من گرفتار ہو کر حاضر آیا اور کہنے لگا کہ صحبت جسم سے مجھ میں شرارت پیدا ہوئی

آؤ بھائی ذرہ اس گلزار کی بہار سناؤ۔ ہر ایک پھول ابدی رنگ رکھتا ہے
ہر ایک پھول میں ابدی لازوال خوشبو سما رہی ہے۔ سونگھتے ہی بندگی سے
خدائی ملتی ہے۔ بیخودی چھا جاتی ہے اور خودی کافور ہو جاتی ہے۔ ارے
وہ عقل کہاں گئی اپنے پر دار سہت جاتی نظر نہ آئی۔ خواہشات کا انبوہ خیالات
کا گردہ دم میں ہوا ہو گیا۔ شانتی کی ہوا چل رہی ہے۔ کیا خوشبو سے ملی ہوئی
ہے بیخودی کا بادل چھا رہا ہے واہ وا رم جھم بوندا باندی ہو رہی ہے۔ ہر
پھول نے موتیوں کا ہار پہن لیا ہے۔ بھنورے مستی میں آئے ہوئے ہیں۔
بلبلیں گا رہی ہیں۔ آہاہ مینا نے اور راگ الاپا ہے۔ طوطی توں ہی توں
کی دُھن لگا رہی ہے۔ ایک شخص نے لہرا کر کہا۔

غزل

تیری میرے پیارے یہ بانکی ادا ہے	کہیں داس ہو یوں کہیں خود خدا ہے
کہیں رومی ہے توں کہیں زنگی ہے توں	کہیں سنگی ہے توں کہیں تو جدا ہے
پلایا ہے جب سے مجھے جام تو نے	میری آنکھ میں کیا نیا گل کھلا ہے
تیرے عشق کے بحر میں غرق ہوں میں	بقا میں فنا ہے فنا میں بقا ہے۔
تیری ذات تنزیہ ہے تشبیہ سے فارغ	مگر رنگ تشبیہ کا تجھ پر چڑھا ہے
نظارہ تیرا آرام ہر جا پہ دیکھوں	ہر اک نغمہ اے جان تیری صدا ہے

یہ نئی بہار ہے واہ کیا رس بھینی او ستھا ہے۔
ہمت۔ جبکہ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے تو پھر کیوں یہ بے سود
چاہ ذلالت میں گر کر خواری اُٹھاتا ہے۔ اور عذاب پاتا ہے۔ لہذا میں سخت
حیرت میں ہوں۔ جلد کوئی اس کی رہائی کا چارہ کرنا چاہیے۔
عارف نے انسان کے مخاطب ہو کر کہنا شروع کیا۔
عارف۔ ارے او عقل کے اندھے اور کیسے کے پڑ اپنی حالت کو سنبھال
توں نہایت کم بخت اور بے حوصلہ ہے کہ اپنے سرمایہ سے کما حقہٗ فائدہ نہیں
اُٹھاتا۔ اور دیدہ و دانستہ اپنی شرافت کو گنواتا ہے۔ ایک دفعہ گارگی نے

جس کی تعریف و توصیف گفت و شنید سے باہر ہے۔ ایک نازنین تمکین لباس و زیورات فاخرہ سے مزین بیٹھی ہوئی میری منتظر ہے۔ تب ہی اس مسافر کی اس پری پیکر سے جا پہنچی ہوئی۔ ہمت فرصت و توقف نہ دی فوراً کود کر محبوب سے ایک ہو گیا عاشق معشوق و طالب مطلوب ہو گیا نہ خوف نہ خطر نہ صحرا نہ گھر۔ نہ شادی نہ غم نہ بیش نہ کم۔ نہ موت نہ حیات نہ نام نہ ذات بیخود خود اور خود بیخود ہوا واہ کیا عجب حالت تھی۔ جہاں کلام گم ہو جاتی ہے۔ اور عقل بحر تفکر میں غوطہ کھاتی ہے۔ یہ کیا حیرت انگیز بیان ہے۔ جو نشان سے بے نشان اور مکان سے لامکان ہے۔ فہید ہی اسکا نشان ہے۔ اور فہید ہی اسکا مکان ہے جو سمجھے وہ اس کی حقیقت کو پائے۔ نادان کی یہاں سمائی نہیں۔ پس اے میرے پیارے ناظرین با تمکین براہ مہربانی غور فرماؤ اور اس حیرت انگیز بیان کی حقیقت معلوم کرکے بیخودی و سرور ابدی کی بہار شاد

فرد

جام وحدت پی کے ہو خاموش اے مرد خدا   ہوش سے دنیا کے ہو بیہوش اے مرد خدا

عارف نے ہمت کا ہاتھ پکڑ کر کہا چلو نئی بہار سے دل بہلاویں۔ قادر کو قدرت میں پا کر فرحت و انبساط کا تحفہ پاویں۔

نئی بہار

دیکھو ہر ایک پھول اپنے نرالے لباس کو پہنے چمن میں موجود ہے۔ کوئی سرخ رنگ کے کپڑے رکھتا ہے۔ کوئی زرد لباس سے ملبوس ہے کوئی بسنتی جامہ در بر کئے ہوئے ہے۔ واہ وا کوئی رنگا رنگ سے زیب دے رہا ہے کوئی گلابی ہے کوئی سفید ہے۔ سبز گھاس نے کیا اطلس کا سا فرش بچھا رکھا ہے ہر ایک ٹہنی کے سر پر گل کا مسکن ہے۔ ہر طرف پیارے کا نظارہ ہے۔ ہر ایک پریم بھری نظر سے دیکھ دیکھ متوالا ہے۔ آہا سورج کی کرنیں کیا کام کر رہی ہیں۔ ہر ایک گل کو اپنے جلوے سے دوبالا حسن دے رہی ہیں۔ ہر طرف خوشی۔ ہر طرف آنند۔ ہر طرف طراوت۔ ہر طرف دل لگی تلافی کے لئے موجود ہے

ہمت کرو جہاز مل جائیگا۔ دریا کے خطروں سے بچوگے۔ امن پاؤگے۔ تازہ سے تازہ حظ اُٹھاؤگے اور شانتی کو بغل میں لئے کرشانت ہوجاؤگے۔

عارف۔ بیٹے کہا سچ ہے۔

ہمت۔ گیان کا حیرت انگیز بیان سُنا کر میرے دل کو جمعیت کے تھانہ پر لگادیں۔

عارف۔ کوئی شخص کسی ایک مطلب کے واسطے کسی بن میں گیا۔ جہاں اُس کو ہر جانب سے فرحت و انبساط کا نظارہ ہوا یعنی جابجا بہار۔ کہیں سبزہ کہیں آبشار۔ کہیں نرگس کہیں گل نار۔ ہرطرف گلزار۔ جابجا اشجار سرسبز سایہ و میوہ دار۔ موجود نظر آئے۔ ناظر کے جی کو بھلائے اس طرح فرحت و آنند کو ساتھ لئے۔ وہ شخص ایک ایسے موقع پر پہنچا کہ جہاں قدرتی جھرنوں سے سرد و شفاف پانی نکل کر ایک تالاب میں جمع ہو رہا تھا۔ اُس تالاب کے ہر پہلو پر پانی میں اُترنے کے لئے زینہ ہائے موجود تھے۔ ہر تشنہ لب و غلاظت آلودہ کے لئے فرحت و اطمینان کا بود تھے۔ یہ مسافر بھی تالاب کے ایک پہلو پر استادہ ہو کر تعداد و حیثیت زینہ ہائے دریافت کرنے لگا۔ تو معلوم ہوا کہ اول یعنی اوپر کا زینہ بالکل خشک ہے۔ دوسرے پر قدرے پانی اور تیسرا پانی میں غرق ہے۔ چوتھے کا پتہ نہیں کیونکہ نظر سے غائب تھا مسافر نے اُس نظارہ کو دیکھ کر فوراً اپنے کپڑے اُتارے اور برہنہ تن ہو کر درنیات تالاب پر کمر ہمت باندھی۔ دوسرے زینہ پر جب اُس غریب الوطن کے چرنوں نے پانی کا سپرش کیا تو سپرش کرتے ہی بے ہوشی کا سا عالم چھایا اور شوق تیسرے زینہ پر اترنے کا ہوا۔ تیسرے زینہ پر اُترتے ہی ہستی سے نیست اور خودی سے بیخود ہو گیا۔ نیچے جو تھا زینہ ندارد بلکہ آب ہی آب تا سطح تالاب مسافر بیخودی سے تالاب کی تہ پر جا پڑا جہاں عجب حالت تھی۔ جہاں عجب نظارہ تھا جہاں عجب سرور تھا۔ وہاں مسافر کیا دیکھتا ہے کہ ایک جواہرات سے مرصع زریں محل کے اندر نہایت آرام بخش پلنگ پر کہ

پتہ نہ آیا۔ سب غوطے کھاتے ہیں۔ کئی غرق ہوئے چلے جاتے ہیں۔ امواج کا اُٹھنا اور سمانا عجب حیرت انگیز نظارہ ہے۔ کوئی لہر آسمان تک جاتی ہے کوئی وہیں کی وہیں سماتی ہے۔ بل رے انسان کی عقل چکر کھاتی ہے۔ مگر کنارہ نہیں پاتی ہے۔ اس موقع پر سعدی کا سخن یاد آتا ہے جو تحت میں لکھا جاتا ہے ؎

در یں وُرطہ کشتی فرو شد ہزار   کہ پیدا نہ شد تختۂ بر کنار

اہا ہا ایک جہاز سطح دریا پر گھوم رہا ہے۔ ہزاروں مسافروں کو اُٹھائے پھرتا ہے۔ ہزاروں کو کنارہ قادر پر پہنچا آیا ہے۔ ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں کو لے جائیگا۔ چلو اس کا آسرا پائیں با من و آرام دریا سے پار ہو جائیں جہاز کے سوار نہایت خوش اور فرخندہ نظر آتے ہیں۔ او جہاز آیا جہاز آیا پکڑو پکڑو۔ ہمت والے سوار ہو گئے۔ کم ہمت دیکھتے رہ گئے۔ بے ہمتوں کا افسوس ہاتھ ہی نہ پڑا اور پسندیدہ موقع ہاتھ سے گیا۔ بیچارے غم و افسوس سے چکراتے ہیں۔ وہم و گمان کی امواج پر سوار ہو کر پار ہونا چاہتے ہیں۔ پار ہونا کہاں دریا ہی میں غرق ہو جاتے ہیں۔ جو جہاز پر بیٹھ گئے وہ بسلامتی دریا قدرت کو عبور کر کے قادر سے ملے۔ جو پار کا کنارہ تھا جو ہر مریض کا چارہ تھا۔ جو ڈوبتے کا سہارا تھا۔ جو قُدرت کا نظارہ تھا جو علم کی حد تھی۔ جو عقل کا مُبدا تھا۔ جو حیات کی ابتدا تھی۔ جو موت کا انتہا تھا۔ ایسے میں سما کر ایسے ہو جاتے ہیں۔ آپ کو کل میں اور کل کو آپ میں دیکھ کر فرحت بے اندازہ پاتے ہیں۔ واہ وا کیا عجب حالت جہاز کی صحبت سے نصیب ہوئی۔ سب دوکھوں کا علاج ہوا دُکھ درد ٹل گئے۔ آنند ہی آنند باقی رہا۔ قُدرت کا نظارہ قادر سے ملاتا ہے۔ قُدرت قادر اور قادر قدرت ہو جاتا ہے۔ قُدرت کے دریا سے پار ہونا ہی مشکل تھا۔ قادر کا ملنا مشکل نہ تھا جیسے دریا کا تیرنا ہی مشکل ہے کنارہ کا ملنا مشکل نہیں۔ پس اے پیارے قُدرت کے دریا سے پار ہو کر قادر سے ملو۔ تھوڑی ہمت درکار ہے ذرہ

ہونے یا مر جانیکا خطرہ ہے۔ اسی طرح سے مُلکِ موت کے دو طرح کے مسافر ہیں ایک نیک جو نیکی اور یادِ خدا کا کافی سامان اپنے پاس رکھتا ہے۔ اور جس سامان کی طفیل وہ شخص بآرام وسہولیت موت کو طے کرکے حق سے واصل ہوجاتا ہے۔ اور دوسرا یعنی دنیا پرست (بدی سے دھن جمع کرنیوالا) برخلاف اس کے بے سروسامان ہے کیونکہ وہاں یہاں کی دولت وحشمت اُسکے لئے کچھ مفید نہیں ہوتی بلکہ اُسے اس جگہ سے خالی ہاتھ نکلنا پڑتا ہے۔

مُلکِ موت میں اس جہان فانی کی دولت اور سِکّہ رائج نہیں۔ وہاں نیکی کی دولت اور پربھو نام کا سِکّہ چلتا ہے۔ پس جن کے پاس یہ دھن موجود ہے وہ اُس ملک میں امیر اور دولتمند ہوتے ہیں۔ اور جو اس دولت سے بے بہرہ ہیں وہ کنگال اور محتاج رہ کر سخت تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ ہر انسان مُلکِ موت سے گذرنے کے لئے اپنے پاس کافی سامان جمع کرے۔ ورنہ آخر کار خون کے آنسو رو رو کر پچھتائیگا۔ اور دستِ افسوس اپنے سینہ پر دھر کے یہاں سے جائیگا۔ موت صرف یہی نہیں ہے کہ خاکی وجود کا نیست ونابود ہوجانا بلکہ جب تک اس جوہرِ لطیف کو جس کو روح یا جیو آتما کہتے ہیں کما حقہٗ دُنیاوی غلاظت سے پاک وصاف کرکے ذاتِ حق سے ملنے کے قابل نہ کرے تب تک موت کا عہدہ ختم نہیں ہوتا اور مطلب برنہیں آتا۔ جیسے آگ نہایت تیزی سے جل کر جسم کو خاک کرتی ہے۔ اُسی طرح سے موت نہایت سختی اور جبر سے روح کو پاک کرتی ہے۔

ہمت نے فرخندہ رو ہوکر کہا۔

قدرت کا دریا

بڑا بھاری دریا ہے سخت تیزی کا بہاؤ ہے نہ اِدھر کا کنارہ نہ اُدھر کا کنارہ۔ ہر طرف جل ہی جل کا نظارہ ہر لہر عجب ڈھنگ دکھاتی ہے۔ قدرتِ حق کا مشاہدہ کراتی ہے۔ واہ گرداب نے کیا چکر کھایا۔ تنکے کہیں

دوہا مرنا مرنا جگ کہے مرن نہ جانے کوئے
رے من ایسے مر چلو پھیر نہ مرنا ہوئے

غزل

خودی کو دور کر بندے خدا کو پائیگا خود تو | فنا ہو ذات مولا میں بقا ہو جائیگا خود تو
جو نفس امارہ کی صحبت میں تو بیٹھیگا ابدال | امولک لعل کھو کھو کر بہت پچھتائیگا خود تو
وہ کر لے جلد جس سودے کو یہاں آئے تھے بھیجے | وچھڑ جائیگا جب میلا تو کیا لے جائیگا خود تو
تماشوں میں نہ ہو غافل سدا رہینگے یہ پیچے | تیرے سنگ چور ہیں لاگے یہ جیتے لٹوائیگا خود تو
مجازی صاحبوں سے جس طرح ڈرتا ہے تو ہر دم | ڈرے مالک حقیقی سے تو ملک ہو جائیگا خود تو

نہیں مانیگا تو باتیں منوہر میری گر دل سے
تو سر پر ہاتھ دھر دھر کے بہت پچھتائیگا خود تو

ہمت نے کہا سروہالو اور اسروہالو یعنی خدا پرست و کافر کی موت کے وقت کیا حالت ہوتی ہے آیا واصل بحق ہو جاتے ہیں یا کس طرح ؟

عارف نے فرمایا کہ تمہارے سوال کا جواب مفصلہ ذیل فرمان دیگا ۔

واصل بحق ہونے کے لئے گیانی اور اگیانی یعنی نیک و بد کو موت کی مسافت طے کرنی پڑتی ہے ۔ مگر اگیانی کے لئے یہ رستہ بہت لمبا اور مشکل ہو جاتا ہے اور گیانی یعنی نیک آدمی کے لئے نہایت سہل اور آرام بخش ۔ جیسے دو مسافر منٹگمری سے لاہور روانہ ہوں ۔ ایک اُن میں سے دولت مند اور صاحب اقبال ہے جو اپنی مسافت قطع کرنے کے لئے کافی سامان رکھتا ہے یہ شخص کچھ حصہ اپنے زر کا خرچ کرکے ریل گاڑی کے درجہ اول میں سوار ہو کر فوراً منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے اور دوسرا بے سروسامان ہونیکی وجہ سے پاپیادہ روانہ ہوتا ہے مگر افسوس کہ اس شخص کے پاس یہ آرام پیادہ جانیکا سامان بھی کافی نہیں بلکہ یہانتک غریب اور محتاج ہے کہ پاؤں میں جوتی نہیں ۔ اور سر پر ٹوپی نہیں جنگل کی گھاس اور پتوں پر گذارہ کرتا ہے ۔ ایسے شخص کے لئے لاہور پہنچنا سخت دشوار ہے ۔ بلکہ اُس کو راستہ ہی میں گمراہ

مٹائیے۔ سوداگر نے کہا کہ اے طوطی تیرا پیغام تیرے بہنوں کو سُنا کر میں نے عجب حیرت انگیز نظارہ دیکھا ہے۔ طوطی بولی وہ کس طرح؟ سوداگر نے کہا جس وقت میں نے تیرا پیغام پہنچایا اُس وقت ایک درخت پر کئی ایک طوطیاں بیٹھی تھیں۔ میری آواز سُن کر سب اُڑ گئیں مگر ایک اُن میں سے نیچے گر کے مر گئی۔ یہ بات سُن کر وہ طوطی بھی بے حس و حرکت ہو کر گر پڑی اور لوٹ پوٹ ہو کر مُردہ وش ہو گئی۔ سوداگر اس واردات کو دیکھ کر پہلے سے بھی زیادہ حیران ہوا۔ اور رونے اور افسوس کھانے لگا۔ کہ "ہائے ہائے میری پیاری طوطی یہ کیا خبر سحر اثر تھی کہ جس کو سنتے ہی میری پیاری جان سے بیجان ہو گئی"۔ تھوڑی دیر بعد سوداگر نے پنجرے کا دروازہ کھول دیا۔ طوطی دروازہ کھُلا دیکھ کر باہر نکل گئی اور اُڑ کر ایک محل پر جا بیٹھی۔

سوداگر۔ اری او بے وفا طوطی تو بڑی مکار اور ریاکار ہے کہ مجھے دھوکا دیکر اُڑ گئی۔ تجھے مجھ سے کیا دُکھ تھا۔ ہمیشہ تیری خاطر و تواضع ہوتی رہتی تھی۔ تازہ دودھ پینے کو اور تازہ پھل کھانے کو ملتے تھے۔ حیف ہے کہ تو نے ایسی محبت و نعمت کی کچھ قدر نہ کی۔

طوطی۔ بیشک میں آپ کی توجہ و محبت کی از حد مشکور ہوں۔ مگر اس پنجرے کی قید مجھے ہمیشہ ستاتی تھی۔ جس وجہ سے میں ہمیشہ یہی چاہتی تھی کہ کسی کسی طرح اس سے رہائی ہو۔ اور یہی پیغام میں نے آپ کی معرفت اپنی بہنوں کے پاس بھیجا تھا جس کا جواب مجھے اُن سے یہ ملا کہ جب تک تو اے طالب نجات ترکِ حیات نہیں کریگی۔ تب تک اس بندی خانہ سے خلاص نہیں ہوگی۔ لہٰذا میں اب مر کر رہا ہوئی ہوں۔ گویا مجھ کو نئی زندگی ملی ہے چونکہ آپ میرے مربی ہو اور آپ نے میرے ساتھ بہت سلوک کیا ہے اس واسطے میں آپ کو بھی یہی ہدایت کرتی ہوں۔ کہ آپ بھی ارادی موت کو اختیار کر کے ترکِ خودی کریں۔ جس سے آپ کو ذات پاک کا وصال نصیب ہو اور کشاکش دنیا سے نجات ملے۔

اگر آپ تکلیف گوارا فرماویں تو لے جاویں۔ سوداگر نے کہا۔ "بصد خوشی میں تیرے پیغام کو لے جاؤنگا۔ اور خاطر خواہ جواب لے آؤنگا" طوطی بولی کہ آپ ہندوستان جنت نشان کی طرف تشریف لے جاتے ہیں۔ وہاں آپ کو میری بہنیں ملینگی۔ اُن کو میری طرف سے کہدیں کہ میں تمہاری ایک بہن عرصہ کی تم سے بچھڑی ہوئی اس جگہ قید ہوکر تمہارے فراق میں دن رات تڑپ رہی ہوں۔ رہائی کا کوئی چارہ نظر نہیں آتا کہ تمہارے پاس آؤں۔ اور آزادی سے دن نبھاؤں۔ مگر تم سب کی سب ایسی بے وفا اور مطلب آشنا ہو کہ تم میں سے کوئی آج تک میری خبر کو نہیں آئی" سوداگر یہ پیغام لے کر روانہ ہوا اور ہندوستان پہنچکر کچھ عرصہ اپنے کاروبار میں مشغول رہا ایک دن اتفاقیہ براستہ جنگل چلا جاتا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک درخت پر چند طوطیوں کا ایک جھنڈ بیٹھا ہے۔ اُس وقت اُس کو اپنی طوطی کا پیغام یاد آیا اور دل میں کہا کہ چلو اس فرض کو بھی ادا کرتے چلیں۔ نزدیک جاکر کہنے لگا کہ "اے ہندوستان کی طوطیو تمہاری ایک بہن ملک ایران میں میرے پاس موجود ہے۔ اور اُس نے تمہیں یہ پیغام دیا ہے۔ جس وقت سوداگر نے پیغام سنایا۔ اُس کی آواز سُن کر سب طوطیاں وہاں سے اُڑگئیں مگر ایک طوطی پھڑکتی ہوئی نیچے آپڑی اور بے حواس ہوگئی۔ سوداگر اس نظارہ سے سخت حیران ہوکر دم بخود رہا۔ چند منٹ اس حالت میں گذار کر آگے روانہ ہوا۔ اور چند دنوں میں ہندوستان کے کاروبار کو ختم کرکے اپنے گھر واپس آیا۔ اور پھر خویش و اقربا سے ملاقی ہوا اور اُن کے دل کو ہندوستان کے چیدہ و پسندیدہ حالات سُنا و تحفہ تحایف دے کر خوش کیا۔ پھر اپنی پیاری طوطی کے پاس گیا۔ اور گذشتہ کُل حال دریافت کرنے لگا۔ طوطی نے بہر نوع اپنی خوشنودی ظاہر کرکے پوچھا۔ سنائیے میرے پیغام کا بھی کچھ جواب ملا : سوداگر جواب میں خاموش ہو رہا۔ طوطی نے پھر کہا کہ جو کچھ آپ کو میرے پیغام کا جواب ملا ہو براہ مہربانی مو بمو ہویدا کرکے سنائیے۔ اور میرے دل کا تمد شگفتہ

طلسم سے خلاصی کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا۔ اگر کوئی ہے تو بیان فرمائیے؟

عارف۔ موت عجب حکیم ہے جو ایک لحظہ میں اس طلسم آباد کثرت کو ہوا کر دیتی ہے۔

بیت

ہائے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

کبیر جی نے کہا ہے۔

جس مرنے سے جگ ڈرے میرے من آنند
مرنے ہی سے پائیے پورن پرمانند

اس پر ایک طوطی کی حکایت ہے۔ اگر کوئی شخص اُس طوطی کی طرح اپنے اوپر حالت موت وارد کرے تو فوراً جیلخانہ جہان سے خلاصی پائے۔

جمت۔ طوطی نے کس طرح بحین حیات موت کو اپنے اوپر وارد کیا اُسکی حکایت براہ عنایت سنائیے۔

عارف۔ ملک ایران میں کسی ایک سوداگر نے ایک طوطی کو بڑے ناز ونعم سے پرورش دیکر اپنے پاس رکھا۔ اور اُسے دن رات تعلیم دے کر بولنا اور سمجھنا سکھایا۔ ایک دفعہ سوداگر کو بغرض سوداگری ہندوستان کی طرف آنیکا اتفاق ہوا۔ بوقت روانگی اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے مِلا اور اُن سے خدمات دریافت کرکے طوطی کے پاس آیا اور کہا۔ "اے میری پیاری طوطی میں کچھ عرصہ کے لئے ہندوستان جاتا ہوں۔ میری عدم موجودگی میں میرے غلام ہر طرح سے تیری خدمت ونگرانی کرینگے۔ جس سے تجھ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ گو تیری جدائی میں میرا دل پریشان رہیگا مگر کیا کروں امر لاچاری ہے اور جانا ضروری ہے تو بتا کہ میں تیرے لئے ہندوستان سے کیا تحفہ لاؤں"۔ طوطی نے جواب میں کہا کہ "حضرت آپ کی مہربانی سے مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ نہ سر پر ٹوپی پہن سکتی ہوں نہ پاؤں میں جوتی۔ علے ہذا القیاس۔ ہاں میرا ایک پیغام لے جانے کی

کی جاوے۔ اگر اپنی سابقہ عادات اور خصایل کو ترک کر دیوے تو رہا کر دیا جاوے۔ ورنہ جان سے مار دیا جاوے۔ یہ حکم سن کر یہ دو موتی لے کر گھبرا گئے جیلخانہ میں ڈال دیا۔ بے چارہ اپنے کئے کی سزا پا رہا ہے۔ خود چرخہ بنکر بیت کہا رہا ہے۔ کوئی پاس تک نہیں آتا کوئی چھوڑانا نہیں چاہتا واہ وا کیا لڑکوں کا کھیل ہے۔ جھوٹ میں سچ کا اور سچ میں جھوٹ کا میل ہے۔ بعینہٖ دنیا کا فسانہ ہے اور انسان کی عقل کا بہانہ ہے۔ دنیا عجب کھیل ہے مگر غفلت کا اس قدر زور ہے کہ کل کے کل اس کھیل پر مبتلا ہو کر اصلیت سے محروم ہیں۔ کوئی صاحب دانش اس کھیل کو کھیل سمجھ کر راستی پر آتا ہے یا اور آپ کو اس طلسمات کے داؤ پیچ سے بچاتا ہے۔ سبحان تیری قدرت جہاں جیسا سوانگ بنایا ہے وہاں ویسا ہو کر دکھایا ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ سوانگی پن بالکل بھول گیا ہے ہاں فی الواقع لطف اسی میں تھا اگر سوانگی پنا یاد رہتا تو یہ لذت نہ ملتی اُس وقت اپنی سچی حالت میں رہ کر سچی لذت میں مگن رہتا۔ اب بھی جس کو اپنے سروپ کا گیان ہو گیا ہے وہ کل واہمات سے دامن چھوڑا کر اپنے تماشے کو آپ دیکھ کر مثل گل شگفتہ ہے۔ اور جس نے اپنی ذات احد کو فراموش کر رکھا ہے وہ دنیا کا کھلونہ ہو کر مثل مردہ ہے

نظم

جہاں میں کیا کیا خرد کے اپنے ہر اک بجاتا ہے شادیانے
کوئی حکیم اور کوئی مہندس کوئی ہو پنڈت کتھا کھانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا کہانے
جو چاہے کوئی یہ بھید کھولے یہ سب ہیں حیلے یہ سب بہانے
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں پنڈت کروڑوں دانا ہزار سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

ہمت۔ گو یہ جہان غفلت نشان بازیگاہ طفلاں ہے مگر اس کے پیچیدہ

غزل

کوئی سودائی ہے دھن کے پیچھے کوئی ہے اقبال کا دیوانہ
کوئی ہے پنڈت کوئی ہے عالم کوئی کہے ہے میں ہوں سیانا
کسی کو اکل و شرب نے گھیرا کوئی ہے دیوانہ ماہ جبیں پر
عجب طرح کا طلسم پھیلا عجب ہے دنیا کا کارخانہ
کہیں سجے ہو کہیں تھا۔ کہیں ہے ماتم کہیں ہے شادی
ہر ایک پتلی کا ناچ دیکھا طرح طرح کا سنا ترانہ

لڑکوں کا کھیل

واہ کیا خوب دنیا کا نمونہ ہے۔ کوئی مجسٹریٹ بنکر بیٹھا ہے۔ کوئی سپاہی کے لباس پہنے ہے۔ چند پولیس کانسٹبل ایک لڑکے کو پکڑ کے لائے ہیں۔ بیچارا خوف کا مارا کانپ رہا ہے۔ مجسٹریٹ نے للکار کر کہا "کیوں رے تم نے چوری کی ؟"

"نہیں حضور مجھے جھوٹی تہمت لگاتے ہیں"۔ دن کو رات بنا کر سب لڑکے سو گئے تھے جبکہ چور نے چوری کی تھی۔ ایک لڑکے نے کتا بن کر چور کو بھونکنا شروع کیا مگر چور بھاگ ہی گیا۔ اور دور کسی جھاڑی کی آڑ میں مال کو دفن کر دیا۔ کتے کے بھونکنے پر گھر کے مالک جاگ پڑے۔ اور اپنے مال کا نقصان دیکھ کر زور سے چلاتے "ہائے ہائے لوٹے گئے کوئی نامراد لوٹ لے گیا۔ احمد جاگو۔ محمود جاگو" اتنے میں کل کے کل پڑوسی جاگ اٹھے۔ اور اپنے پڑوسیوں کی تیمارداری کرنے لگے چند آدمیوں نے دوڑ کر تھانے دار کو رپٹ پہنچائی۔ تھانے دار معہ چند سپاہیوں کے موقع پر آ پہنچا۔ اپنی کرتوتوں کے بعد تحقیقات شروع کی کھوجی نے کھوج نکالا مال برآمد ہوا اور چور پکڑا گیا۔ وہ چور اب عدالت میں موجود ہے۔ اور اپنے جرم سے انکاری ہے۔ مجسٹریٹ نے بعد لینے ثبوت کے حکم دیا کہ ایسے بدمعاش کو دس سال بندی خانہ میں رکھ کر سخت سزاؤں سے اس کی طبیعت کی اصلاح

ہے عاشقان حق کا یہی ایمان ہے۔ پس میری جان اس لفظ دلربا پر قربان ہے۔ ذات ہی ذات کا نظارہ ہے۔ ہر سنگ میں ہر رنگ میں ہر ڈھنگ میں چمکارہا ہے۔ خیال کا ایسی ذات میں سمانا لطف یزدانی اور حالت سُبحانی ہے۔

غزل

حُسن خویش از روئے خوباں آشکارا کردۂ
پس بچشم عاشقاں خود را تماشا کردۂ

جرعۂ از جام عشق خود بخاک افگندۂ
ذوفنون عقل را مجنون شیدا کردۂ

پرتو حسنت نہ گنجد در زمین و آسماں
در حریم سینہ حیرانم کہ چوں جا کردۂ

کردۂ جامی گم اندر عشق راہ و رسم خویش
آفریں بادا بریں ہمت کہ پیدا کردۂ

غزل

بے خود ہو گر پھر نہ خدا ہو تو جانئے
بندہ خدا سے ورنہ جدا ہو تو جانئے

دعوے اگر ہے عشق کا منصور کی طرح
سولی او پر بھی جاکے چڑھا ہو تو جانئے

کعبہ میں جاکے حاجی ہوا کیا عجب ہوا
آئینہ دل دوی سے صفا ہو تو جانئے

پہلے مرے جو موت سے مرد خدا ہے وہ
دُنیا میں آکے پھر نہ گیا ہو تو جانئے

القصہ اے ہمت اپنے سروپ ست چت آنند کو پہچان کر اس میں آتمتی پاؤ۔ اور دنیا دی کاروبار سے لغزش نہ کھاؤ۔ تمہاری ذات میں نہ دُنیا ہے نہ دنیا کا سامان۔ نہ رنج ہے نہ رنج کا نشان۔ صرف بے علمی سے یہ ہنگامہ نظر آرہا ہے۔ جب گیان کا چشمہ دل کی آنکھ پر چڑھا کر دیکھوگے تو سوائے ذات حق کے کچھ نظر نہیں آویگا۔

ہمت نے کہا۔ دنیا عجب شعبدہ باز ہے۔ ہر ایک اس کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں رکھتا ہے۔ اور اس کی خوشنودی و آرزو کے پورا کرنے کا دم بھرتا ہے۔ مگر افسوس کہ کسی کا پیمانۂ آرزو پُر نہیں ہوتا۔

عارف نے دنیا کو لڑکوں کا کھیل بنا کر دکھایا اور کہا۔

کی وہیں رہ جاتی ہے۔ مگر سمندر اپنی ذات میں قائم موج کے عروج و نزول
میں یکساں ہے نہ کہیں سے آتا ہے اور نہ کہیں جاتا ہے۔ گو کثرت امواج نے
سمندر کی سطح پر نقاب ہو کر ایسا چھپایا ہے کہ سرسری نظر سے سمندر کی
اصلیت کا مشاہدہ نہیں ہوتا۔ مگر سمندر کی ہستی میں شک نہیں۔ اسی طرح
چیتن پرماتما اپنے آپ میں بھرپور عام اور سرسری نظر سے مستور ہو رہا ہے
بوقلموں خیالات اور گوناگون صفات طرح طرح کے نام اور قسما قسم کے کام
ذات احد یعنی شُدھ نِروکار ادویت پورن دیو پرماتما پر نمایاں ہو کر حجاب
ذات ہو رہے ہیں۔ ورنہ سوا ان کے نہ کوئی کثرت ہے نہ پردہ۔ نہ آقا ہے۔
نہ بردا۔ اور طرفہ یہ ہے کہ چونکہ سمندر کی لہر سمندر میں ہے۔ کوئی غیر چیز مثل
پردہ سمندر پر نہیں ڈالی گئی۔ بلکہ سمندر اپنا پردہ آپ ہے۔ جب آپ
ہی آپ ہے تو پھر سمندر سے جدا نہیں۔ جب ایک ہے تو پردہ نہیں
اسی طرح بیشمار حالات و نمائش کا مجموعہ جگت برہم ہے۔ اپنی آرائش و
نمائش سے آپ کو آپ چھپا کر آپ پر آپ فریفتہ ہوتا ہے۔ اور جب آپ
کو پہچان کر آپ میں سماتا ہے تو کہتا ہے کہ غیریت نہ تھی۔ پر ذات تھی۔ خودی
نہ تھی۔ پر ذات تھی۔ نقاب نہ تھا۔ پر ذات تھی۔ جگت نہ تھا۔ پر ذات تھی
وہم نہ تھا۔ پر ذات تھی۔ شک نہ تھا۔ پر ذات تھی۔ بندہ نہ تھا۔ پر ذات
تھی آقا نہ تھا پر ذات تھی۔ یہ بے پردہ ذات کا مشاہدہ ہے جیسے زیور کا نام
روپ سونے یا چاندی کو چھپاتا ہے یا جیسے ہتھیاروں کا نام روپ لوہے
کی ذات کو چھپاتا ہے اور یا جیسے شہروں اور قصبوں کا نام روپ زمین
کی ذات کو چھپاتا ہے۔ اسی طرح کثرت یا جگت کے نام روپ برہم کی
ذات کو چھپاتے ہیں۔ جگت کے نام روپ کو اٹھا کر برہم کو دیکھنا بے پردہ
ذات حق یعنی ست سروپ پرماتما کا مشاہدہ کرنا ہے۔

ہمت۔ چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ ذرہ میں کُل ذات ہے۔

عارف۔ واہ وا کیا عجب حالت کا بیان ہے۔ صاحبدلوں کے دل کا نشان

عالم فانی سے مطلق پاک ہوکے زبان صدق سے کہنا شروع کیا۔ کہ یہ جہان فانی دریائے عمیق ہے۔ مایا اس کا پانی ہے۔ ترشنا اسکی امواج ہیں تمنا و منتا بخارات ہیں۔ لوبھ گرداب ہے۔ کام نہنگ ہے۔ اور دو مان ہولے طوفانی ہیں۔ اس دریا ناپیدا کنار کو کوئی پیر نہیں سکتا۔ میں بھی نا امید تھا مگر سخت آفات و خطرات کے ہونے پر بھی میں بتوجہ بشن بھگت اس بحر عمیق سے خلاصی پائی۔ اور توحید وگیان کے ساحل پر پہنچا۔ اور خانہ دل کہ ہر جی مندر ہے بذریعہ جاروب تمیز خس و خاشاک غیریت سے پاک ہو گیا۔

بیت

ہمسایہ و ہم نشین ہمہ اوست
در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست

رباعی

ہر موج کہ از جنبش دریا پیداست ۔۔۔ در نشو و نمائے خود بخود پس یکتاست
بر دانش دانا دالی از حرف مگمن ۔۔۔ واند دریاست و رخود اند دریاست

راجہ برہم کیرت کو اس تماشے سے صفائی حاصل ہوئی۔ اور خاطر خوش ہوکر نٹ کو بہت کچھ انعام دیا۔ پس اے ہمت جب تک ہر جلوہ چند عدم سے وجود میں نہ آوے تب تک من کی حرارت رفع نہیں ہو سکتی۔

ارادت سے عارفانہ لباس زیب تن کرکے ہمت سے کہا اٹھو چلو کہ سمندر کے عجیب و غریب نظارہ سے دل بہلاویں۔ سو دونوں سمندر کے کنارہ پر پہنچے۔ وہاں سطح سمندر پر امواج کا عروج و نزول دیکھ کر عارف نے کہا۔ سمندر کی لہریں سمندر ہیں۔

ہمت۔ براہ نوازش اس نکتہ کو مفصل بیان فرمائے۔ اور ذات بالصفات کی واحدانیت کو مو بمو ہویدا کرکے سنائیے۔

عارف۔ واہ وا کیا عجب نظارہ ہے۔ وحدت میں کثرت کا پسارا ہے کوئی اٹھتی ہے کوئی سماتی ہے کوئی کوسوں تک چلی جاتی ہے۔ اور کوئی وہیں

اسم اسم است وطلسم است بدن ۔۔۔ این کدام است کہ میگوید من

پرتھوی ۔ جل ۔ تیج ۔ بایو اور آکاس کو پرکھ تصور نہ کر بلکہ پرتھوی کو گندھ میں
اور گندھ کو جل میں اور جل کو رس میں اور رس کو تیج میں اور تیج کو روپ میں
اور روپ کو بایو میں اور بایو کو سپرش میں اور سپرش کو آکاس میں اور آکاس
کو شبد میں اور شبد کو اہنکار میں اور اہنکار کو مہاتت میں اور مہاتت کو
مایا میں ملاوے اور مایا جس شے میں ملے وہ خود تو ہے ۔ کہ ہوشیار ولطیف
وعالم وخبیر ہے ۔ ان کل تتوں کو کہ جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے بذریعہ
چنتن معدوم کرکے دیکھ دریائے بیحد کا تو قطرہ ہے اور انبار احدیت کا تو
دانہ ہے ۔ اس ہدایت کو سن کر پرکھ کے دل سے دوی کی تاریکی اور میں تو
کی کثافت نکل گئی ۔ اس وقت مذہیاسن نے حاضر ہو کر کہا کہ بھگت نے
مجھے فرمایا ہے ۔ کہ اوپنکھد اور راجہ بیبک کے پاس جاکے ان دونوں
عزیزوں کو اصل مقصد ظاہر کر اور خود بدھ کے سینہ میں کہ اب مثل آئینہ
زنگار غیریت سے مصفا ہے ۔ مقیم رہو ۔ اوپنکھد کو کہا کہ اے مادر مہربان
بھگت نے کہا ہے ۔ کہ راجہ بیبک کی ایک نظر خواہش سے تجھے حمل رہا ہے
تجھ سے ایک بدیا نام لڑکی اور پربودہ چندر لڑکا پیدا ہوگا تو اپنے شوہر
سمیت میرے پاس چلی آ ۔ اوپنکھد نے اس بات کو قبول کیا ۔ اس کے بعد
بدیا عالم عدم سے وجود میں آئی ۔ اور مثل شعاع برق کود کر من کے سینہ میں
داخل ہوئی ۔ کام کرودہ وغیرہ کا جو کچھ من میں اثر باقی تھا ۔ اس کو بالکل
دور کر دیا ۔ اس کے بعد پربودہ چندر تولد ہوا ۔ اور بآواز بلند کہنے لگا کہ اے
پرکھ تو کہاں ہے میں پربودہ چندر حاضر ہوا ہوں جو حکم ہو اس کی تعمیل
کی جاوے ۔

پرکھ اس کی آواز سن کر کمال شوق سے دوڑا اور اس کو گود میں لے لیا ۔
پربودہ چندر سے ملتے ہی فی الفور باقیماندہ تاریکی جاتی رہی ۔ اور پرکھ نے
کثافت حظوظ نفسانی و آلودگی لذات جسمانی وغبار رسومات وتفرقات

وبے جہت ہے تو صحبت وخلط مایا سے نقد تمیز ہاتھ سے دیکھے آپ کو جُدا جانتا ہے ۔ مایا سے الگ ہو کے وچار کی آنکھ سے دیکھ کہ غیر ذات پاک دوسری چیز نہیں

رباعی

گشتی چو ز خود فنا بقا باقی ماند ۔ چوں زخم کہ بہ شود شفا باقی ماند
بیشک میداں کہ اندریں نیست شکے ۔ ہرگاہ خودی رفت خدا باقی ماند

دیگر

سایہ شد از پری چو بر انساں ۔ ہمہ اطلاق جن کنند بر آں
پرتو حق چو جلوہ کرد برو ۔ چہ عجب گر خود نماند درو

دیگر

چوں خودی رفت شد خدا موجود ۔ نحن اقرب اللہ خود فرمود

جیسے آفتاب آسمان پر طلوع ہوتا ہے اور پانی میں اُس کا عکس دکھائی دیتا ہے گو ظاہر حال ایک اوپر اور دوسرا پانی میں معلوم ہوتا ہے مگر بنظر حقیقت ایک ہی ہے ۔ اسی طرح مایا کی صحبت ومحبت سے اپنی اصل سے غافل ہو کے جیو نام پایا ہے ورنہ وہی ذات پاک واحد ہے ۔ پُرکھ نے راجہ ببیک سے کہا تم منصف ہوا و نکھد مجھ کو ایشور کہتی ہے اور میں نامُراد ۔ عاجز ۔ کمند حیات و ممات میں گرفتار ہوں ایشور کیونکر ہو سکتا ہوں ۔

راجہ ببیک ۔ اے پُرکھ جب تک تو اپنی اصل حقیقت سے خوب واقف نہیں ہوگا اور آپ کو اپنے میں نہ ڈھونڈیگا ۔ تب تک تجھ پر یہ راز منکشف نہیں ہوگا +

پُرکھ ۔ براہ مہربانی جو بات خودی گُداز و دوئی سوز ہو اُپدیش کر ۔

راجہ ببیک ۔ اپنے یقین کو درست کرکے اور خودی سے گذر کر دیکھ کہ تجھ میں گویا و بینا و دانا و توانا ہو کر تیرے لباس میں ملبّس کون ہے ۔

ابیات

ناظر و منظور خود و خود نظر ۔ خود شدہ آئینہ خود آئینہ گر

رسی کو سانپ تصور کرے۔ اور صدف کو نقرہ جانے اور سراب کو آب سمجھے
کمال نادان ہے۔ جو چیز باقی ولازوال اور ایک قرار اور ایک حال پر ہے
اگر کوئی اُس کو بنظر تحقیق تحقیق کرے تو دریافت ہو جائے کہ یہ عالم نمود اُس
وجود سے آیا ہے۔ اور پھر اُسی میں گم ہو جائیگا۔ اور وہی ست سروپ پرماتما
تغیر و تبدل سے بری ہے۔ عالم کی فنا سے اُس کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔
جیسے آسمان سے ابر پانی ہوکر برستا ہے۔ اور گلہائے رنگ برنگ و میوہ ہائے
گوناگون پیدا ہو کے پھر معدوم ہو جاتے ہیں۔ اس تغیر و تبدل سے آکاس میں
کسی قسم کا نقصان رونما نہیں ہوتا۔ اسی طرح پورکھ سے یہ سب نمود نابود کہ
موجود نما ہے وجود میں آکر طرح طرح کے رنگ دکھاتا ہے۔ اور پھر اُسی میں
سما جاتا ہے۔ مگر پُرکھ میں کچھ ضرر نہیں آتا ہے۔ راجہ بنیک کی یہ باتیں سُرکھ
لے سُن کر پسند کیں اور اوپنکھد سے پوچھا کہ پھر تو کہاں گئی۔ اوپنکھد نے
کہا کہ میں وہاں سے اُٹھ کھڑی ہوئی لوگ میرے پیچھے پڑ گئے۔ اور میرا
مال لوٹنا چاہتے تھے مگر میں اُفتاں و خیزاں گیتا کے پاس جاکر پوشیدہ ہوئی
پُرکھ۔ ایشور کِسے کہتے ہیں؟
اوپنکھد (ہنس کے) اگر کوئی اپنا نام نہ جانتا ہو اُسے کیا کہنا چاہیے۔ ؎

اے بیخبر از معنیٔ خود ہیچو کتاب — در چشم تو آیاتِ الٰہی بہ حجاب
معنی ز تو حق پدید و تو از اثرش — آگاہ نہ چو شیشہ از بوئے گلاب

دیگر

ذاتت بہ ہمہ صفات جامع در تو — زاں نور حقیقت است لامع در تو
بر خود تو عبث تہمت ہستی داری — حق است کہ شد قایل و سامع در تو

پُرکھ۔ تو ہنسی سے مجھے ایشور کہتی ہے کیونکر یقین ہو کہ سچ ہے۔
اوپنکھد۔ جس طرح زیور کو طلا سے بعید نہیں کہہ سکتے۔ اور برف کو آب سے
جُدا نہیں دیکھ سکتے۔ اُسی طرح ایشور تجھ سے جُدا نہیں اگر جُدا ہوتا تو حد
لازم آتی۔ اور مکان ثابت ہوتا اور جہت قرار پاتی مگر حق بے حد و لامکان

پہلے میں کم فہموں اور بیوقوفوں کی صحبت میں رہی۔ اُنہوں نے اصل حقیقت اور طرح ظاہر کی۔
الغرض طرح طرح کے متوں والوں کو دیکھا مگر کسی نے میری قدر نہ کی۔ بعض مجھے نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے اور تمسخر کرتے تھے۔ چنانچہ ترک بدیا کی جماعت میں کہ رفیقان نیائے شاستر سے ہے میں نے جاکے دیکھا کہ بحث علم ہو رہی ہے اور انواع بُرہان و دلیل و تمثیل سے اس قدر غوغا ہے کہ دوسرا سمجھ نہیں سکتا کہ کیا کہتے ہیں۔ نیائے شاستر میں چھ طرح کی بحث قرار پائی ہیں۔ باد۔ نگرہ جلپ۔ بتنڈا۔ چیل اور جات۔ گورشش کے درمیان جو ذکر ہو وہ باد ہے اور جو دو جاہل عالم نما خودی و خود پسندی سے باہم جنگ و جدل کریں وہ نگرہ ہے اور جو دو آدمی باہم ایک دوسرے کی عیب جوئی کریں اُسے جلپ کہتے ہیں اور جو دو بے وقوف آپ کو دانشمندوں میں جان کے آپس میں مباحثہ کریں وہ بتنڈ اسے۔ اور جو دو آدمی حقیقت حال کو نہ جان کر اور طرح سے بیان کریں اُسے چیل کہتے ہیں۔ اور کوئی شخص کسی سے کوئی سوال کرے دوسرا بلا تحقیق زبان کھولے کہ دل سائل اُس کے سخن سے رنجیدہ ہو اُس کا نام جات ہے۔ غرض اس مجلس کے لوگوں نے مجھے دیکھ کے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا مذہب رکھتی ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ ایک ادویت پورن پرماتما کی مہاں میں مصروف رہتی ہوں۔ اور اُس کے غیر کو نیست و نابود سمجھتی ہوں۔ وہ بالذات وصفات ایک ہے۔ یہ سُن کر بعضوں کی آتش قہر و غضب شعلہ در ہوئی۔ اور بعض نے کہا کہ یہ بڑی بے وقوف ہے اور بے سمجھے بات کہتی ہے۔ اور تمام عالم کو خدا بتلاتی ہے۔ عالم فانی اور خدا باقی ہے۔ کون احمق فانی اور باقی کو ایک کہیگا۔ یہ عجب نادان ہے کہ خالق کو خلق میں دکھاتی ہے۔ خلق کو نمود محض اور خالق کو بود مطلق کہتی ہے۔ راجہ ببیک نے اوپنکھد کی زبان فصاحت بیان سے یہ حال سُن کے بکراہیت کہا کہ دانش و شعور ترک بدیا پر تُف ہے جیتک صاحب تمیز نہ ہوگا۔ تیرے نکتہ کو نہ پُہنچیگا۔ اور دریا موج میں نہ دیکھیگا۔ اگر کوئی

گوشت زاغ کھاتے اور ہرگز آدمی اُن کو ہٹاتے کی فرصت نہ پاتا۔ مگر یک ایک بلائے بدکو وجود انسان میں اس طرح شریک کیا ہے کہ کسی کو اُس کے ہاتھ سے خلاصی ممکن نہیں۔ سب حلقہ بگوش ہوا وہوس دکھائی دیتے ہیں۔ کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو اپنے اصل سروپ کو پہچان کے اپنے میں بے خود ہو کے باخود ہو جائے۔

من۔ اے پسر مجھ سے بغل گیر ہو۔

بیراگ۔ اُٹھ کے من سے لپٹ گیا۔

من۔ تیرے آنے سے میرے سب دُکھ درد کافور ہوگئے ہیں۔

بیراگ۔ اے پدر دانا غم والم بے سود ہیں۔ ماں باپ عورت لڑکے مسافروں کی طرح ہیں یا کشتی وریل کے سواروں کی مانند ہیں۔

رباعی

اے دل تو دریں سراچہ ابیخبری ۔۔۔ روزان وشباں درطلب سیم وزری

چوں قسمت تو ازیں جہاں یک کفن است ۔۔۔ آں ہم بگماں است بُری یا نہ بری

دچاردان کو چاہیئے کہ اِس دنیا کو سربسر ایک خواب دراز جانئے۔ اور اگر کوئی غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر دیکھے تو دنیا کا چھوٹا پن اُس پر ظاہر ہو جائے۔ من نے سرستی سے مخاطب ہو کر کہا کہ بیراگ کی گفتگو سے میرا دل صاف ہو گیا ہے اور آفتاب گیان میرے اندر جلوہ گر ہوا ہے۔

سرستی۔ اب تجھے مناسب ہے کہ اپنی نِروِرتی نام استری کو بُلا کر اپنے گھر رکھے اور اُس کے فرزندان جم نیم وغیرہ سے محبت پیدا کرے۔ اور متیری کرنا۔ مُدتا اور اوپیکھیا سے خدمت لے۔ یہ سُن کر من بیراگی ہوگیا۔ اُدھر بیبیک نے شانت کو بُلوا کر اوپنکھد کے بُلانے کو بھیجا اور ادھر پُرکھ نے سردھا سے کہا کہ بیبیک کو بلا لاؤ۔ القصہ بیبیک اور اوپنکھد پُرکھ کے پاس حاضر ہوئے۔ پُرکھ نے اوپنکھد سے گذشتہ حقیقت دریافت کی۔ اوپنکھد نے کہا۔ کہ راجہ بیبیک کی جدائی میں مجھے ایک ایک دن ایک ایک سال کے برابر گذرتا رہا ہے

نہیں آئیگا۔ بر ہمہ ہر شئے میں موجود ہے مگر اُس کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ بے ابتدا و انتہا و بے صورت ہے۔ اُس نرگُن پرماتما کا سرگُن بھی نام ہے سرگُن بمعنی صورت اُسی کا جلوہ ہے۔ پس نرگُن و سرگُن ہر دو برہمہ کے سروپ ہیں۔ پہلے سرگُن سروپ کی اُپاسنا کر پھر نرگُن تیری سمجھ میں آئیگا۔ جس نے پندار و غفلت سے نکل کے تعلق ظاہری کو قطع کیا ہے اور جو فعل و عمل اُس سے ظاہر ہوتا ہے حق کو حوالہ کرتا ہے وہ ہوا و ہوس کو نظر سے گرا دیتا ہے۔ اور گرم و سرد۔ شادی و غمی۔ نِندیا و اُستت سے فارغ ہو جاتا ہے ؎

نہ از غم غم بود آں را نہ از راحت بود راحت
بود راضی بہر دو ہر کہ راضی بر قضا باشد

تت دیتا گیانی وہی ہے جو نیک و بد کو یکساں نظر سے دیکھتا ہے۔ اور اپنے سود و زیاں سے آنکھ بند کر لیتا ہے۔

ما سنگ نیستی بہ ترازو فتادہ ایم
سود و زیان خویش بہ یکسو نہادہ ایم

من نے۔ یہ تلقین معرفت افزا سُنی دوڑ کے سُرستی کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور عرض کی کہ اے مُرشد کامل آپ کی طفیل سے دریائے عظیم الشان عالم فانی سے گذر کے ساحل مقصود پہ پہنچا۔ نظم

منم رفت و حق آمد بجائے من ۔۔۔ فرو بُرد از من سراپائے من
درون و برونم ہمہ حق گرفت ۔۔۔ ہمہ حق شدہ زیر و بالائے من
برد از دلم نشہ معرفت ۔۔۔ خیالات دنیا و عقبائے من

سُرستی نے خوش ہو کر فرمایا کہ تو میری نصیحت سُن کے آلودگی فخر جسمانی و لذات نفسانی سے پاک ہوا۔ اب بیراگ کو بلاتی ہوں باقی غلاظت کو وہ رفع کریگا۔ یہ ذکر تھا کہ بیراگ حاضر ہو کر کہنے لگا۔

بیراگ۔ برہما عجب حکیم ہے۔ وجود انسان کو کیسا نازک بنایا ہے۔ رگ و استخوان و خون سے مُرتب کر کے اُس کو پوست سے محفوظ کیا ہے۔ اگر پوست نہ ہوتا تمام

من نے کہا۔ کہ اے مادر مہربان ایسی تدبیر بتا کہ یہ کمند اُلفت میرے گلے سے کٹ جاوے۔ اور یہ آتش غم و ماتم کہ حد سے زیادہ ہے سرد ہو جاوے۔
سُرستی نے کہا۔ کہ ایک علاج نہایت آسان و مفید ہے۔ اُس کو بگوش ہوش سُن اور اُس پر عمل کر۔ بیماری اُلفت سے رہائی پائیگا۔ اول اپنی ذات کو ہوا و ہوس سے باز رکھ۔ اور لذت و راحت دنیا بے بقا کو محنت و اندوہ جان۔ دنیا کمال بے وفا و ناپائدار بمثل ایک طلسم ہے۔ بچار کر کہ بھائی بیٹے دوست وغیرہ کہ جن کی محبت میں تو مبتلا ہے کہاں ہیں۔ وہ سب کے سب پردہ عدم کے نیچے پنہاں ہیں۔ اگر تیرے سچے مِتر ہوتے تو تیری کبھی خبر لیتے پس جو ذات باقی و بے زوال ایک حال اور ایک قرار پر ہے اُس سے محبت کر۔
من نے کہا کہ آپ کی نوازش سے غم کے تیر میرے سینہ سے نکل گئے ہیں مگر اُن کے زخموں میں قدرے درد ہے۔ سُرستی نے کہا کہ اے پسر اسکے لیئے اچنتا دارو بہت مفید ہے۔ گذشتہ کی یاد نہ کر اور آیندہ کی فریاد نہ کر۔
من نے کہا کہ گو چنتا کو دور کر کے اچنتا کو اختیار کرتا ہوں تاہم آرام نہیں آتا
سُرستی نے کہا۔ یہ سب اشانت یعنی خواہش کی وجہ سے ہے۔ اگر شانت بکھے یعنی ذات حق کو اپنا دوست بنالے تو پل میں چنتا تیری نظر سے غائب ہو جائے
من نے پوچھا۔ شانت بکھے کس کو کہتے ہیں ؟
سُرستی۔ یہ راز نہانی ہے۔ ہر نیک و بد کے سامنے کہنے کے قابل نہیں مگر جو طالب صادق ہو اُس کو تلقین کرنا واجب ہے۔ سُن شانت بکھے اُس کا نام ہے کہ جو نہ کبھی پیدا ہوتا ہے اور نہ مرتا ہے۔ لاشریک و لامحدود ہے۔ اگر اُس کو اپنے دل میں جگہ دے اور ہمیشہ اُس کے تصور میں رہے اور آپ کو فانی اور اُس کو باقی جانے تو کشاکش آمد و رفت دنیا بے وفا سے خلاصی ہو جائے +

فرد

اے دانہ کہ خوشہ مے توانی گردید ۔۔۔ در خاک چہ ماندہ سر بیروں کن

جب تک دیدۂ دوربین وحقیقت گزین پیدا نہ کریگا۔ جمال ہستی مطلق نظر

تاکہ آزار بود ہمیشہ بقا   نہ نشینی تو در غمش فردا

اہل ہوش کو چاہئے کہ جسکی انتہا باعث آزار ہو اُس کو ابتدا سے دوست نہ رکھے۔ مَن نے کہا یہ سچ ہے مگر میرا حال نہایت بد ہے۔ جلد فنا ہوا جاتا ہوں۔ سُرستی نے کہا کہ کم ہمتی اور بے تمیزی تجھ سے ظاہر ہے۔ جن لڑکوں کو تو یاد کر کے آتش غم میں جلتا ہے۔ کوئی اُن میں سے تیری غمخواری کو آیا یا آئیگا +

مَن نے کہا یہ سب کچھ میں جانتا ہوں مگر جن بچوں کو پال کے جوان کیا اُن کی محبت دل سے دور نہیں ہوتی ۔

سُرستی نے کہا کہ اے پسر یہ اُلفت تجھ کو خود بینی اور پندار سے ہے۔ جس مُرغ کو تو نے پالا ہو اگر اُس کو بلی لے جاوے۔ تجھ کو رنج ہوگا اور اگر وہ بلی کسی چوہے کو لے جائے تو تجھے کچھ صدمہ نہ پہنچیگا۔ پس تیرے میں زن و فرزندوں کی اُلفت خودی یعنی اہنکار کی وجہ سے ہے اور اگر یہ خیال ہو۔ کہ فرزند میرے وجود سے پیدا ہوئے ہیں۔ مرغ و موش کی مثال یہاں درست نہیں ہے تو جوئیں بھی تیرے وجود سے پیدا ہوئیں اُن کو اپنے ہاتھ سے کیوں مارتا ہے اور لڑکوں کو چوم کے گود میں بٹھاتا ہے۔ پیدایش فرزند اور جوں میں پیدایش جسم کے اعتبار فرق نہیں۔ صرف یہی فرق ہے۔ کہ اُن کو تو اپنے سکھ کا موجب جانتا ہے اور اِن کو باعث آزار مانتا ہے۔ مناسب ہے کہ دیدہ دوربین و چشم تمیز کو وا کر کے خودی و خود بسندی دور کر تو یہ درد و غم بھی ایک لحظ میں زائل ہو جائیگا۔ **نظم**

باید کہ دلت صفا پذیرد ۔	جُز رنگ یگانگی نگیرد
خود مطلب خویش اے یگانہ	با خویش بساز دوستانہ
مطلوب تو در برِ تو پیدا	تو در بدر او ہمیشہ رسوا
او کرد ترا ہمیشہ در بر	تو کردہ ز ہجر خاک بر سر
القصہ تمام کار راے سُست	موقوف بخود شناسی تست

بہر دمے ایں کینہ و کبر و ریا   بہر دمے ہست اینہمہ حرص و ہوا
حیف برایں دانش و آئین تو   کور ہمیشہ دیدۂ حق بین تو

جو نظر میں ہے وہ گذر میں ہے۔ پس جو باقی اور پائدار ہے اُس پر نظر رکھنا چاہیئے۔ اشیائے بے بنیاد سے اُلفت کرکے اپنی ذات کو آتش غم میں کیوں جلاتا ہے۔

فرد

گر جان جانانی بود یا تختِ سلطانی بود
جُز حق ہمہ فانی بود بر خود مپیں در خود ببیں

مین نے کہا کہ آپ کا فرمانا راست ہے مگر میں نہایت پریشان اور غمزدہ ہوں اس لئے سخنان نصیحت آمیز کارگر نہیں ہوتے۔ سرستی نے کہا یہ سختی زیادتی اُلفت کی بدولت ہے۔ فرد

خواہی کہ در جہاں نرسد کلفتے ترا
اُلفت بکس مگیر کہ کلفت ز الفت است

جیسے کھانے کی بدہضمی سے بیماری پیدا ہوتی ہے اُسی طرح اُلفت کی زیادتی سے آزار پیدا ہوتا ہے۔ وہی سبب بے قراری و بے آرامی ہے۔ ماں باپ عورت اولاد وغیرہ جو بظاہر دوست ہیں درحقیقت دشمن دُکھ دینے والے دخوار کرنے والے ہیں۔ بلکہ زن فرزند وغیرہ چنداں دشمن نہیں۔ ان کے ساتھ محبت رکھنا اپنے ساتھ سخت دشمنی ہے ؎

نشاید بستن اندر چیز و کس دل
کہ دل برداشتن کاریست مشکل

چیست دُنیا از خدا غافل بُدن   نیست دُنیا سیم و زر فرزند و زن

دیگر

از خدا جُز خدا نباید خواست   کہ جُز او ہر چہ ہست روبفناست
ہر چہ امروز خواستی بدعا   غم فوتش ترا شود فردا
پس چرا از کریم بے ہمتا   غم خورا طلب کُنی بدعا

نے معدوم کر کے راجہ ببیک کی طرف نقارہ فتح بجایا۔ اور راجہ موہ بھاگ گیا۔ بشن بھگت نے کہا افسوس ہے کہ موہ کو زندہ چھوڑ دیا سردار لشکریان شرارت انگیز وہی تھا۔ خراب من کی حقیقت کہہ کہ اُس کا کیا حال ہوا۔ سُر دمانے عرض کی کہ پَروِرت اُس کی عورت اپنے لڑکوں کام کرودھ وغیرہ سمیت ناس ہو گئی۔ کیا عجب ہے کہ مَن اس غم واندوہ میں اپنی حیات ترک کر دے۔ بشن بھگت نے کہا کہ اگر من ترک حیات کرے یعنی خودی کو چھوڑ دے تو اس سے کیا بہتر ہے ہمارے سب کام بن جائیں اور وہ بھی قطرے کی طرح بحر مطلق سے ملجائے۔ سُرستی کو حکم ہوا کہ مَن کو قید غم واندوہ و بے آرامی و بے قراری سے سخنان تسلی بخش سُنا کر خلاص کر۔ اتنے میں مَن وہاں آیا اور بآواز بلند گریہ وزاری کر کے مُرغ نیم بسمل کی طرح خاک بیصبری پر لوٹنے لگا اور اپنے لڑکوں کام کرودھ وغیرہ کو یاد کر کے کہنے لگا کہ کہاں چلے گئے۔ جواب دکھائی نہیں دیتے۔ اے رت و ترشنا و ہنساسوا تمہارے دیکھے مجھے ایک لحظہ آرام نہ تھا۔ مجھے اکیلا چھوڑ کر تم کہاں گئیں اور اپنی استری پَروِرت کو پکارا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گرا سنکلپ و بکلپ نے آ کے زمین سے اُٹھایا اور گود میں لے کر نصیحت کرنے لگے۔ آپ عبث اندوہگین و غمناک ہیں۔ اور ناحق اپنی جان دیئے دیتے ہیں تقدیر الٰہی سے کسی کو چارہ نہیں مُقدر کا لکھا کسی طرح مِٹتا نہیں۔ اِس درد والم کا علاج سوائے صبر کے جو دوراندیشوں کا طریقہ ہے اور نہیں۔ بہرحال کرتا پُرش پر تکیہ رکھنا واجب ہے۔ اتنے میں سُرستی نے آکر کہا کہ اے پُتر تو نہایت غمناک و پریشان ہے۔ یہ گریہ وزاری بے فائدہ ہے۔ تجھ کو برہمہ پرماتما نے عقل و تمیز دی ہے۔ اور نیز تو نے اخلاقی کتابیں دیکھی ہیں اور یہ تحقیق ہے کہ جو عدم سے وجود میں آیا وہ پھر وجود سے عدم کو جائیگا کل چیزیں فانی ہیں۔ ابیات

خانۂ عمرے تو بودہ یک دمے ۔ بہر دمے میطلبی نادان عالمے

برادری اس دردناک حالت کو دیکھ کر نہایت افسردہ و غمگین ہوئی تھی۔ الغرض آپ کو تسلی دے کر بشن بھگت کے پاس عرض کو گئی۔ وہاں پہنچ کر اس طرح سے عرض کیا۔

سرورہا۔ جب طرفین سے لشکر کی کثرت ہوئی۔ اس وقت راجہ بیبیک نے نیلئے شاستر کو یہ پیغام دیکے راجہ موہ کے پاس بطریق وکیل بھیجا کہ تیرے حق میں بہتر ہے کہ اس مقام سے کہ جلنے پاک ہے چلا جاوے۔ اور اہل شکرت سے جدا ہو کے نادانوں اور غافلوں میں جا کے مقیم ہو۔ ورنہ تیرا سر تیغ بید سے اڑایا جاویگا۔ اور تیرے سب ساتھیوں کو کہ دم نخوت مارتے ہیں خاک میں ملایا جاویگا۔ نیلئے شاستر نے راجہ موہ کے پاس جا کے وہ پیغام سنایا۔ راجہ موہ نے سن کر اپنی جگہ سے جست کی اور از روئے قہر کہا کہ وکیل کا مارنا گناہ عظیم ہے۔ ورنہ تجھ کو بسیاست قتل کرتا۔ خیر جا کے بیبیک کو کہدے کہ مجھے لاف زنی نہیں آتی۔ لڑکے دیکھ لینا۔ اور پاکھنڈ وچار پاک کو کہا کہ اس پیغامبر کو یہاں سے نکال دو۔ نیائے شاستر نے راجہ بیبیک کے پاس آکر وہ کیفیت بیان کی۔ دونو طرف سے لشکر میدان جنگ میں آکر اس جوش و خروش سے ایک دوسرے سے لڑنے لگے گویا قیامت برپا ہو رہی ہے۔ کام بڑے تجمل اور زور سے آیا اکثر لشکریان راجہ بیبیک کو زخمی کرکے درہم برہم کر دیا مگر حضور کی توجہ سے بستو بچار نے اٹھ کے کام کو زمین سے اٹھا لیا۔ اور اپنے سر کے گرد پھرا کے ایسا پتھر پر مارا کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اس کے بعد کرودھ ایسے نخوت و قہر سے آیا کہ گویا تمام عالم جلا دیگا۔ ادھر سے چھما نے تبسم کناں اس کے پاس جا کے سخنان نرم و شیریں سے اس کو سرد کیا اور آب حلم سے اس کی آتش تند کو بجھایا۔ جب لشکر دشمن میں کام اور کرودھ کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو سب پر رعب چھا گیا۔ لوبھ کو سنتوکھ نے فنا کیا۔ ہتیہ کا پرشارتھ نے مقابلہ کیا اور اس کو گرفتار کرکے راجہ بیبیک کے آگے لا کے ڈال دیا۔ اس طرح سب کو آپ کے بہادروں اور سورمیر دل

کرینک۔ جو منت دوناں بصد من زینے آرند

جب سنتو کھ بارگاہ راجہ میں حاضر ہوا تو راجہ نے کہا کہ جلد جا کے تو جہ کو جو یہاں دو کھدائی ہے قابو کرو۔ سنتو کھ نے کہا انشا اللہ تعالےٰ اُس بدبخت کا اس طرح سے نام و نشان مٹادونگا جیسے سری رامچندر نے راون کو معدوم کیا۔ اتنے میں نجومی نے آکے راجہ ببیک کی خدمت میں عرض کی کہ سواری کی ساعت آج ہے۔ راجہ ببیک نے سُن کے لشکر میں جابجا نقیب یہ حکم سنانے کو بھیجے کہ جوانان آزمودہ کار اور امیران نامدار و پہلوانان شیر افگن و دلیران صف شکن سلاح پُر تکلف باندھ کر حاضر ہوں اور سواری خاص کے لیئے آتم دیشے کرنیوالی بُدھی لائیں۔ فیلان کوہ پیکر فوج کے آگے کھڑے کر دیئے جائیں اور تمام لشکری خوب مسلح ہو کر اور عنایت ذوالجلال پر تکیہ کر کے موکے کی جانب قدم بڑھائیں۔ پہلبان یہ حکم سنتے ہی سواری کے لیئے رتھ لایا۔ راجہ ببیک نے کمال جلالت و شجاعت سے سوار ہو کر معرکہ کی راہ لی اور جم نیم برہمچرج وغیرہ سب شامل ہوئے راستہ میں دو سواروں نے آکے راجہ کو پرنام کیا۔ راجہ نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے جواب دیا کہ ایک کا نام دیراگ ہے اور دوسرے کا تیاگ۔ بشن بھگت نے آپ کی کمک کو بھیجیں ہیں۔ راجہ سُن کر خوش ہوا اور بھگت کی تعریف کی۔ غرضیکہ اس طرح راستہ طے کر کے کانشی میں پہنچے۔ مخبر نے آکے خبر دی کہ آپ کی آمد آمد سُن کے مخالف کی فوج میں تھلکہ پڑ گیا ہے۔ کام کرودھ۔ لوبھ وغیرہ بے حواس ہیں۔ اگر اس وقت دھاوا کر دیا جاوے تو امید ہے۔ کہ وہ سب بھاگ جائینگے یہ سنکے راجہ نے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ راجہ ببیک اور راجہ موہ کے درمیان آفت کی صف آرائی ہوئی اور قیامت کی لڑائی ہوئی۔ اُس جنگ کی مفصل کیفیت لکھنی باعث طوالت ہے۔ اسلئے فتح راجہ ببیک اور شکست راجہ موہ سردہا کی زبانی بیان کی جاویگی۔ جب سردہا راجہ ببیک کے پاس گئی تھی اُس نے کیفیت جنگ اور قتل قبیلہ موہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور بوجہ پیوند

راجہ بیپلٹ نے جانا کہ فی الواقع چھما کو کر ودھ کے قید کرنے کی قدرت ہے۔ چھما نے پھر عرض کی کہ جس وقت کرودھ میرے ہاتھ سے فنا ہوگا اُس وقت ہنسا و مد و متسر و مان خود معدوم ہو جاوینگے۔

راجہ نے چھما کو رخصت کرکے بید وتی سے فرمایا کہ لوبھ کے جنگ کے لئے سنتو کھ کو لے آ۔ بید وتی نے تعمیل کی۔ راستہ میں سنتو کھ نے کہا۔ کہ اگر راجہ نے مجھے لوبھ کے مقابلہ کے واسطے بلایا ہے تو اُس کا زیر کرنا کچھ مشکل نہیں بشرطیکہ لوبھی میرا قول سمع رضا سے سُنے۔ لوبھ جس کو کسی کے دروازہ پر پہنچاتا ہے حد سے زیادہ اُس کی تعریف کرواکے کچھ منگواتا ہے۔ دُنیا وار اُس کی طرف سے روئے توجہ پھیر لیتا ہے اور اُس کا حال بھی نہیں پوچھتا ؎

دعوتِ دُنیا عداوت کیوں نہ ہو زہر کے کھانے ہیں اسکے خوان میں

دیگر

ناسخ نہ ہو جیو مگس خوانِ اغنیا یاد آیا یہ سخن مجھے نانِ جوین سے

اور جہاں میرا گذر ہوا ہے وہاں اکثر لوگوں نے گوشۂ بیاباں کو کہ بےخلل و آرام افزا ہے اختیار کیا ہے۔ جہاں رفع گرسنگی کے لئے میوہ ہائے گوناگون بے طلب و سوال ملتے ہیں اور تشنگی کے واسطے جابجا تالاب پُرآب و نہریں موجود ہیں۔ اور سونے کو بستر گاہِ نرم برگ درختان اور دیکھنے کو گلہائے بیابانی اور سننے کو الحان مرغان خوش ادا۔ بے قیمت جمعیت کے لئے حاصل ہیں

نظم

دو تائے ناں اگر از گندم است یا از جو دو تائے جامہ اگر کہنہ است یا از نو
چہار گوشۂ دیوار خود بخاطر جمع کہ کس نگوید از ینجا بخیز و انجا رو
ہزار مرتبہ بہتر بنزد اہلِ قناعت بہ دولت است بزرگ ز مُلکِ کیخسرو

فرد دوناں از منتِ دوناں سِناں بر سینہ مے باشد
سناں بر سینہ اولیٰ تر کہ از دوناں دوناں خوردن

دیگر چوں حافظ در قناعت کوش واز دنیائے دوں بگذر

ثابت کر کے مردوں کا دل اس طرح سے پھیرونگا کہ مطلق اُن کی طرف رجوع نہ کریں۔ راجہ ببیک نے خوش ہو کر کہا کہ کا دھ کے مارنے کا علاج تیرے پاس کافی ہے۔ لیکن وہ زبردست و دلیر ہے یہی اندیشہ ہے کہ شاید تیری تدبیر کارگر نہ ہو۔ بستو بچار نے کہا کہ آپ کے اقبال سے سب بہتر ہوگا اب مجھے جلد رخصت فرمائیے کہ جا کر کام کا سر توڑوں۔ راجہ ببیک نے بستو بچار کو خلعت بے بہا جمیعت باطن دیکر نہایت مہربانی سے رخصت کیا اور بیدوتی سے کہا کہ کرودھ کے ساتھ لڑنے کے واسطے چھما کو لے آؤ۔ اُس نے فوراً چھما کے پاس جا کر حکم سُنایا چھما نے اُٹھ کر بارگاہ کی راہ لی۔ اور راستہ میں بیدوتی سے کہنے لگا کہ شاید راجہ صاحب نے مجھ کو کرودھ کے مقابلہ کے لئے طلب فرمایا ہے۔ اُس پر ظفریاب ہونا کچھ مشکل نہیں۔ کرودھ کا خاصہ ہے کہ جس کے پاس جاتا ہے اُس کی نظر میں تمام عالم کو تیرہ و تاریک کر دیتا ہے اور اُس کو کچھ تمیز نیک و بد یا صبر و تحمل نہیں رہتی۔ اور جس کے پاس میں جاتا ہوں اُس سے دُشنام دینا۔ بدکہنا اور مارنا دور ہو جاتا ہے۔ میرے میں ایسی برداشت ہے کہ جیسے ساون کے مہینے سمندر کو۔ اس طرح کے ذکر اذکار کرتے ہوئے بارگاہ میں پہنچے۔ راجہ نے کہا کہ اے چھما تجھ کو کرودھ کے مارنے کے لئے بلایا ہے۔ چھما نے کہا کہ حضور کے اقبال سے کرودھ کو اس طرح زمین سے اُٹھا کر پٹکوں جس طرح اگھا سر دیو کو کرشن چندر نے مارا تھا راجہ نے فرمایا کس ہتیار سے کرودھ کو ماریگا۔ چھما نے عرض کی نرمی میری سخت تلوار ہے۔ اور تحمل میری پائدار ڈھال ہے۔ دُشنام سے بھی میرے دل میں کدورت پیدا نہیں ہوتی۔ جہاں کوئی سنگدلی سے سخن کرتا ہے۔ وہاں میری طرف سے ملائمی اور نرمی ظاہر ہوتی ہے۔ غیبت و ملامت و مذمت میرے نزدیک ثنا و صفت ہیں۔ فرد

زبانِ آتشیں را چرب و نرمی مے کُند کوتاہ
چراغے را کہ روغن گشت دودش بیخبر د

ہے۔ اور تیر بلا و آفت کا نشانہ بنایا ہے۔ نظم

نفس ہر کس دلیر میگردد   اندریں بیشہ شیر میگردد
عقل بیچارہ ایچو روباہے   نشود رد بود برد گا ہے

راجہ موہ نے نادانی و کوتہ اندیشی سے اس کمینہ کو ایسا بیہودہ کر دیا ہے کہ کچھ نیک و بد نہیں سمجھتا۔ عورتوں کو کہ جن کے وجود میں سوا گوشت و استخوان ورگ و خون کے اور کچھ نہیں ہے کوتاہ اندیشان ظاہر بین کو جان سے بہتر دکھا کے اُن پر فریفتہ کرتا ہے اور نافہم عنان اختیار ہاتھ سے دیدیتے ہیں۔ اگر اُن کے باطن میں ذرا بھی تمیز ہے تو اُس آراستگی کو مزبلہ سے بھی کم پاتے ہیں کیونکہ پلیدی اور بدبوی کے سوا کوئی چیز عمدہ اُن میں نہیں ہے۔ جو صاحب عقل و ہوش ہیں وہ اُس کام نافرجام کے فریب سے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتے کام بدنہاد نے اپنی تمیز و شعور کو برباد کر دیا ہے کہ خلق کو حق سے پھیر کر اپنا فرمانبردار کیا ہے۔ اس طرح سے سُخنان نصیحت آمیز کہتا ہوا بستو بچار بارگاہِ راجہ ببیک میں پہنچا۔ اور لازمہ بندگی بجالا کر عرض کی کہ ذرہ بیمقدار کو کس کام کے لئے یاد فرمایا ہے۔

راجہ ببیک نے کہا کہ اے شیر بیشہ طریقت و نہنگ دریائے حقیقت آجکل راجہ موہ سے جنگ قرار پائی ہے اور اُس کے لشکر میں کام بہت مردانگی و دلاوری کا دم مارتا ہے تو اُس پر فتح پا سکتا ہے۔

بستو وچار نے عرض کی کہ گو کام نہایت زور آور ہے اور فدوی بے سامان ہے لیکن اگر سایہ اقبال لایزال بندہ کے سر پر ہے تو امید ہے کہ اُس بدبخت کو ایسا اُٹھا کر زمین پر گراؤنگا کہ عالم میں اُس کا اثر نہ بیگا ؎

نہ گریزد بہ پیش صاحب حال   فوج ماضی بہ فوج استقبال
نتواند باو برابر شد   آنکہ بر حال خود دلاور شد

کام دو چیزوں پر فخر کرتا ہے اوّل خوب صورت عورتوں کا خیال و تصور دوم۔ اُس فرقہ کو نظر اعتبار سے دیکھنا۔ میں اس گروہ کو محض گوشت و استخوان

کا کہ اُس بلائے عظیم سے خلاصی پا کے پھر عالم حیات میں تیرے دیدار سے
مسرور ہوئی۔ اب میں حسب الارشاد بشن بھگت راجہ ببیک کے پاس
جاتی ہوں کہ اُس کو جنگ پر جلد آمادہ کروں تو کہو کہ کہاں رہیگی۔ میتری نے
جواب دیا کہ مہمات راجہ ببیک کے سرانجام ہونے تک اپنی بہنوں سمیت سکیوں
ہوشیاروں۔ اور سادہ دلوں میں رہونگی۔
سردھا نے راجہ ببیک کے پاس جا کے بشن بھگت کا پیغام پہنچایا۔ راجہ ببیک
نے پیغام سنتے ہی خوش دل ہو کے جنگ راجہ موہ پر کمر سعی باندھی۔ حاضرین
میں سے ایک شخص نے راجہ موہ کی مذمت شروع کی۔ کہ موہ بے شکوہ کوتہ
اندیش بدکار ہے۔ اُس کے افعال اُس کی خرابی کا باعث ہونگے۔ اُس شیطان
نے من کو کہ پرتو شدہ چدانند بر ہمہ ہے اس عالم فانی میں کہ محض وہم و گمان
ہے۔ قیدی کیا ہے۔ اور روح کو عزت سے کھائی ذلت میں ڈال دیا ہے
یعنی سرچشمہ آبحیات سے کہ ہمیشہ گلشن دل میں جاری ہے ہٹا کے اس
جہان موہوم کی لذت پر جو زہر قاتل ہے فریفتہ کیا ہے۔ اب وہ چاہ جہالت و
نادانی سے نہیں نکل سکتا۔
راجہ ببیک نے کہا اب ہم کو وہ تدبیر اور مشورہ کرنا چاہیئے کہ دشمن کا لشکر
تباہ ہو اور ہم کو فتح ملے۔ اگر تائید کارساز مطلق رفیق اور الطاف بشن بھگت
یاور ہے تو امید ہے کہ جلد ہم اپنے ارادہ میں کامیابی حاصل کرینگے۔ اور راجہ موہ
معہ اپنے اُمرا و وزرا پکڑا جائیگا۔ راجہ موہ کے لشکر میں سپہ سالار و امیر نامدار
کام ہے اور ہماری فوج میں بستو بچار کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا جو
کام کا مقابلہ کر کے اسیر کرلے۔ یہ کہہ کے راجہ ببیک نے بید ونی (دکان علم) کو
طلب کیا اور فرمایا کہ جلد جا کر بستو بچار کو بلا لاؤ۔ بید ونی نے جلدی بستو بچار
کے پاس جا کر کہا کہ راجہ ببیک نے تجھے بلایا ہے۔ بستو بچار یہ سنتے ہی
روانہ ہوا راستہ میں بید ونی سے کہنے لگا کہ کام ناکام نہایت مکار و بدکار
ہے۔ تمام عالم کو اُس نے گلشن ہدایت سے نکال کر گلخن ضلالت میں گرایا

بتدبیر وہاں سے بھاگ کرشن بھگت یعنی پربھو پریم کے پاس چھپ رہی۔ ادھر شانتی سردہا کے گم ہونے کی خبر پاکے بگریہ وزاری اپنی ماں کے ڈھونڈھنے کو گھر سے باہر نکلی اور کرنا نام اپنی سہیلی کو ہمراہ لیکر جستجو کرنے لگی مگر کہیں سُراغ نہ پاکر دردمندانہ اور پرجوشانہ ہر طرف چلانا شروع کیا۔ کرنا نے تسلی دیکر کہا کہ آجکل راجہ موہ کا لشکر بامداد کلجگ ہر چار اطراف ہجوم کر رہا ہے شاید کہیں آرام کے لئے پوشیدہ ہوگئی ہوگی۔ شانت نے کہا میں ایسے کل مقامات دیکھ چکی ہوں اب پاکھنڈیوں میں دیکھنا چاہتے ہوں شاید کہیں میری ماں اُن کے داؤ پیچ میں آگئی ہو۔ اس خیال کو مدنظر رکھ کر مختلف پاکھنڈیوں کی سماجوں میں جاکر تلاش کیا۔ کہیں کہیں شانت اور سردہا کا نام سُن کر گھبرائی مگر کرنا نے کہا اے شانت مُضطرب نہ ہو میں نے اہنسا کی زبانی سنا ہے کہ سردہا تین ہیں۔ ایک ساتکی جو خالص محض ہے۔ اور جس میں کوئی وِکار یعنی عیب نہیں۔ وہ تمہاری ماں ہے۔ دوسری راجسی سردہا کہ انواع مرض میں مُبتلا ہے اور کمندہائے گوناں گون میں بند ہے تیسری تامسی سردہا کہ مثل شیطان فریبندہ اہل عالم وگمراہ کنندہ آدم ہے وہ پاکھنڈیوں کے گروہ میں رہتی ہے۔

اُدھر جب بھیروی بدیا جس کو کپالی نے سردہا کی گرفتاری کے واسطے بھیجا تھا۔ بشن بھگت کے پاس سے سردہا کو اُٹھا کے آسمان پر اُڑی بشن بھگت کی عظمت اور شان نے کہ کارساز نیکان ودستگیر درماندگان ہے۔ فوراً بھیروی بدیا کے ہاتھ سے سردہا کو چھوڑالیا۔ جب سردہا نے بھیروی بدیا کے پنجے سے خلاصی پائی۔ اُس وقت متیری نام کی سہیلی نے حاضر ہوکر کہا کہ میں نے مدتاً اپنی بہن سے سُنا ہے کہ تونے بھیروی بدیا کے ہاتھ سے بہت دُکھ اُٹھایا ہے۔ اور بشن بھگت کی کرپا سے گویا موت کے مُنہ سے رہائی پائی ہے۔ اپنا حال مفصل بیان کر۔

سردہا نے جواب دیا کہ اے محرم راز نہانی میں اپنی سرگذشت کیا کہوں جب اُس کا خیال آتا ہے میرے بدن میں لرزہ پڑجاتا ہے۔ شکر ہے پروردگار

کمال مہربانی سے مجھے یاد کیا ہے۔
متھیادرشٹ نے کہا بہت خوب۔
پھر ماوتی نے پوچھا کہ اے نیک کردار تیری آنکھیں خمار آلودہ اور جسم سُست معلوم ہوتا ہے کیا وجہ ہے۔
متھیادرشٹ نے جواب دیا جو عورت ایک مرد سے صُحبت رکھتی ہے۔ اُس کو نیند نہیں آتی میرے بیشمار شوہر ہیں فُرصت خواب و خور کس طرح پاؤں۔
پھر ماوتی نے کہا اپنے شوہروں کا نام بتا۔
متھیادرشٹ نے کہا کہ راجہ موہ سے لے کر سب کے سب جو پدوتی کے خاندان میں پیدا ہوتے ہیں مجھ سے اُلفت رکھتے ہیں۔
پھر ماوتی متھیادرشٹ کو ساتھ لیکر راجہ موہ کے پاس پہنچی۔ راجہ موہ نے بکمال خوشنودی و شگفتہ روی متھیادرشٹ کو اپنے زانو پر بٹھالیا۔ ایک ساعت اختلاط میں مصروف رہے۔ پھر متھیادرشٹ نے مُسکرا کر کہا کہ مجھے کس کام کے لئے یاد فرمایا ہے۔
راجہ موہ نے کہا کہ سردھا دیکھد کو بُلانے گئی ہے تو خود جا اور اُس کو بالوں سے پکڑ کے پاکھنڈیوں میں ڈال دے کہ ہمیشہ خواری و عذاب میں پڑی رہے۔
متھیادرشٹ نے کہا یہ کیا کام ہے میں اُس کو یہاں شاستر سُنا کر کتب حقیقت آمیز و معرفت پذیر سے بیزار کردونگی اور اگر آپ کہیں تو برہمہ ودیا کو بھی اپنی جگہ سے ہٹا کر بے قرار اور سُست کردوں۔
راجہ موہ نے خوش ہو کر کہا تیری کارروائی و علو ہمتی پر اعتماد ہے۔ اور اسی واسطے یہ مشکل کام تیرے سپرد کیا ہے۔
ارادت ۔ متھیادرشٹ پاکھنڈیوں سمیت راجہ موہ سے رُخصت ہو کر اِدھر روانہ ہوئی۔ اور سردھا کو بفریب پاکھنڈیوں کے گھر داخل کیا۔ مگر سردھا

جا سکے۔ اور سردما کی گرفتاری کے واسطے ابھی کوئی مقرر کیا جاتا ہے۔ راجہ موہ نے حاضرین کو باآواز بلند بولایا تواست سنگ۔ کرودھ ولوبھ وغیرہ حاضر ہوکر آداب بجالائے۔ کرودھ نے عرض کی کہ میں نے سنا ہے کہ سردما اور شانت بندگان درگاہ عالم پناہ سے خصومت پیدا کرکے ایشور بھگتی یعنی پربھوسیوا سے جا ملی ہیں۔ حضور کو اس کا بہت فکر ہے مگر جہاں مجھ سا آپ کا غلام موجود ہو۔ وہاں سردما اور شانت کی کیا حقیقت ہے۔ اگر کسی دانا ودور اندیش تک بھی میرا گذر ہو جاتا ہے تو اس کو اندھا۔ گونگا اور بہرا بناکے اُس کی دانائی اور فہمید کی خاک میں ملا دیتا ہوں۔ احمقوں اور نادانوں کا کیا ذکر ہے۔

لوبھ کہنے لگا۔ کہ جملہ ذی حیات پر میرا حکم جاری ہے۔ میرے سبب کلُھم جا بجا سرگردان ہیں۔ کسی کو صبر وقناعت نہیں ہر ایک درات اسی فکر میں ہے کہ اس قدر زر میں نے جمع کیا ہے اور اس قدر سال آیندہ تک جمع ہو جائیگا۔ وغیرہ وغیرہ ناسید خیالات جس شخص کے دل میں ہوں بھلا اُس کو بنیک سردما اور شانت سے کیا غرض ہے۔ لوبھ نے اپنی بی بی ترشنا سے کہا کہ اگر میں کل برہما نڈ کو کھا جاؤں تو میرا پیٹ نہ بھرے۔ جہاں میں مثل آفتاب عالم پرسایہ افگن ہوں۔ وہاں جم ونیم وسردما وشانت وغیرہ کس طرح راہ پا سکیں۔ ترشنا نے کہا۔ آپ کی عظمت وبزرگی تو عالمگیر ہے۔ میں آپ کی لونڈی ایسی ہوں کہ اگر اس طرح کے کروڑہا عالم میرے شکم آرزو میں چلے آئیں تو اُن کا نشان تک معلوم نہ ہو کہ کیا ہوئے۔

حرص چوں آتشے برافروزد　　نشود سیر گر جہاں سوزد

کرودھ نے اپنی عورت ہنسا سے کہا کہ اگر تو میری مدد کرے تو ماں باپ اور بھائی کے قتل میں بھی کچھ شک راہ نہ پائے۔ ہنسا نے کہا حاضر ہوں۔

حسب مصلحت کرودھ راجہ موہ نے بھرمادتی کو متھیا درشٹ کے بولانے کا حکم دیا۔ بھرمادتی نے موافق حکم متھیا درشٹ کے پاس جاکر کہا کہ راجہ موہ نے

دنبھ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ جب سے غلام اس جگہ مقرر ہوا ہے۔ تب سے
حضور کا ہی حکم بجا جاری ہے۔ بعض بد باطن گو بے قدر ہو گئے ہیں مگر
اپنی حرکات سے باز نہیں آتے۔ یہ سُن کے راجہ موہ قدرے خوش اور قدرے
غمگین ہوا۔ اور جواب میں کہا کہ کسی طرح سے دشمنوں کے سہائک یہاں
سے نکال دیئے جاویں۔ یا اپنے ساتھ ملا لئے جاویں۔ جو لوگ نادان اور گمراہ
ہیں وہ اپنے وجود کو آتما نہیں کہتے۔ بلکہ آتما وجود سے علیحدہ سمجھتے ہیں جو
چیز نیست مطلق ہے۔ اُس کو ہست محض جانتے ہیں اور ہست مطلق کو نیست
محض تصور کرتے ہیں۔ میرے اعتقاد کے بموجب دنیاوی عیش و عشرت
میں اپنی زندگی بسر کرنا پرم لابھ اور پرم مکتی ہے۔ اسپر چارباک یعنی منکر کی
آواز سُن کر جو اپنے شاگردوں کو راجہ موہ کے اعتقاد کے موافق ہدایت کر
رہا تھا۔ بولا کر اپنے ساتھ شامل کیا۔ چارباک نے بہت کچھ سُنا کر راجہ موہ
کی تسلی کی اور کہا آجکل آپ کی اور کلجگ کی مہربانی سے جا بجا جھوٹ۔
فریب۔ زنا وغیرہ وغیرہ پھیلے ہوئے ہیں مگر جس خاندان میں ایشور بھگت
اور ست گورسیوا جا پہنچیں ہیں وہاں نہ آپ کا زور چلتا ہے اور نہ ہمارا۔
راجہ موہ نے جوش میں آکر کہا کہ یہ قدیم سے ہمارے دشمن چلے آتے ہیں
مگر کچھ مقام فکر نہیں۔ راجہ موہ نے است سنگ اپنے خدمتگار کو بلا کر کہا
کہ کام کرودھ وغیرہ سے کہو کہ بھگتی کو نیست و نابود کردیں اتنے میں مدّ و
مان کے اجان نامی قاصد نے بارگاہ میں حاضر ہو کر ایک عرضداشت پیش
کی۔ اہنکار نے پڑھ کر سنائی لکھا تھا کہ سردھا اور شانت دونو ماں بیٹی یہاں
سے چلی گئی ہیں اور سُنا گیا ہے کہ سردھا اوپ نشد یعنی برہمہ ودّیا کے پاس
گئی ہے کہ اُس کو شب و روز نصیحت کر کے بیبیک کے پاس لے جاوے۔
اور دھرم بھی اُس کی مدد کو آیا ہے۔ راجہ موہ اس حقیقت کو سُن کر بہت
متفکر ہوا۔ اور قاصد سے کہا چونکہ دھرم نے اس طرف سے مطلقاً روگردانی
اختیار کی ہے لہذا اُس کو اس طرح فن اور فریب سے قید کرو کہ کہیں نہ

یہ سوچ کر جواب دیا کہ تم ایک برہما کی تعظیم پر بزرگ بن بیٹھے۔ ایسے کروڑوں برہما میرے آگے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں۔ اور میں کبھی توجہ بھی نہیں کرتا۔ دنبہ نے یہ سن کر جانا کہ یہ مرد کمال شان و شوکت رکھتا ہے۔ اور میرا دادا ہے۔ اس خیال سے آہنکار کے پیروں پر گر پڑا آہنکار نے اُس کو بغل میں لیا اور کہا اے فرزند تم کو دواپر جگ میں دیکھا تھا۔ اُس وقت تو بچہ تھا اب تو نوجوان ہوا ہے اور میں پیر ہو اہوں

آہنکار۔ کیوں دنبہ تیرا لڑکا اَنرتہہ اچھا ہے۔

دنبہ۔ ہاں آپ کا غلام اچھا ہے۔

آہنکار۔ تیرے والدین لوبھ و ترشنا راضی ہیں۔

دنبہ۔ اُسی طرح آپ کی فرمانبرداری کا دم بھرتے ہیں۔

آہنکار۔ راجہ موہ اور راجہ بیبک کے درمیان جو فساد برپا ہوا ہے۔ امید ہے کہ اب ضرور جنگ کی نوبت پونچیگی۔ یہ سن کر میں یہاں آیا ہوں۔

دنبہ۔ یہ آپ نے خوب ٹھانی کہ ایسے وقت میں اپنے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ راجہ موہ بھی آجکل یہاں آنے والا ہے۔ اور اسی شہر کو دارالخلافہ قرار دیا ہے۔

آہنکار۔ اے پسر بعض لوگ اس جگہ میں نے اپنے مذہب کے برخلاف دیکھے ہیں۔

دنبہ۔ وہ سب راجہ بیبک کے ملازم ہیں۔

راجہ بیبک نہایت زور آور ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہمارے خاندان کو نیست و نابود کردے سنا جاتا ہے کہ پربودھ چندر اس پارس یعنی نفس سر ریں پیدا ہوگا اور میں اسی کوشش میں ہوں کہ وہ ہمیشہ عدم میں رہے۔ کیونکہ پربودھ چندر اور بدیا کا ظہور ہمارے ناش کا سبب ہے۔ اتنے میں موہ کی سواری وہاں آپہنچی۔ دنبہ اور آہنکار دست بستہ حاضر ہوئے۔ راجہ موہ نے دریافت کیا کہ اس شہر کا کیا حال ہے۔

وہاں سے آتا ہوں اور میری اصل سب آدمیوں کی اصل سے بدتر ہے۔ یہ کہکے اُسی طرح دست دیا آلودہ ڈنبہ کے نزدیک چلا گیا۔

ڈنبھ۔ اسے بے عقل بے ہاتھ پاؤں دھوئے میرے پاس چلا آیا۔ اگر تیرے ناپاک پسینے کے قطرے مجھ پر گرینگے تو مجھے نہانا پڑیگا۔ اہنکار جواب میں کچھ کہا چاہتا تھا کہ ڈنبہ کا ایک مرید بولا۔ یہاں راجے مہاراجے پشت پا مہنت صاحب کو نہیں چھو سکتے۔ اور کسی کی کیا حقیقت ہے۔

اہنکار نے دل میں کہا کہ اس ملک کو ڈنبہ نے خوب زیر وزبر کیا ہوا ہے۔ اور چاہا کہ مسند پر بیٹھ جاوے کہ ڈنبہ کے ایک مرید نے کہا یہ مہنت صاحب کی پوجا کا آسن ہے اس پر بیٹھنا مناسب نہیں۔

اہنکار۔ اے نادان مجھ سے تیرا مہنت ذی رُتبہ نہیں ہے۔ تو میری حقیقت سے ناواقف ہے۔ میری ماں ہُنر مند و صاحب فضیلت تھی مگر جس خاندان میں وہ پیدا ہوئی وہ قابل نہ تھا۔ اور میں نے اپنی شادی اعلےٰ خاندان میں کی اس واسطے میرا رُتبہ میرے باپ کے رُتبہ سے زیادہ ہوا۔ مگر ایک امر کی مجھے شرمندگی ہے وہ یہ ہے کہ میرے ہمزلف کا ایک دوست تھا۔ اُس کا ایک اور یار تھا اُس کے ماموں کی ایک لڑکی تھی۔ اُس کو ایک شخص دروغگو نے بدکاری کی تہمت لگائی۔ جب میں نے سنا۔ شرم سے عیال اطفال و راج سماج کو چھوڑ کر چلا آیا۔

ڈنبہ۔ اے زنار دار تین عالم میں میرے برابر کوئی نہیں۔ ایک دن میں برہما جی کی مجلس میں گیا۔ برہما جی نے معہ اپنے کل دیوتان کے اُٹھ کر میری تعظیم کی اور ایک سنہری کرسی میرے بیٹھنے کے لئے لائے مگر میں نے ناپاک تصور کر کے منظور نہ کی۔ آخر برہما نے اپنی ران آب گنگ سے دھو کر بتواضع تمام عرض کی کہ یہاں بیٹھئے ایک لحظہ اُس پر بیٹھا۔ تمام رکھیشر و بتیشر جو وہاں موجود تھے دیکھ کر حیران ہوئے۔

اہنکار نے دل میں کہا کہ ڈنبہ بڑا جھوٹا ہے۔ کہاں یہ اور کہاں عانہ برہما

اور ایک طائفہ نے کتب حقیقت نما یعنی ست شاستروں کو آگے رکھ کے مثل بشسٹ بیاس وغیرہ اپنی دانائی اور سرو گتا کو مشہور کیا۔

زاہد چہ شد از زہد رواجے داری — از حرص ہوا بغرق تاجے داری

درخلوت فقر نیست گنجایش تو — برخیز بہ خلق احتیاجے داری

علے ہذا القیاس طرح طرح کی دبتھہ پھیلا شروع ہوئی۔ ایک دن دبتھہ اپنی کرسی پر دریائے گنگ کی طرف مُنہ کرکے بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص کشتی کے کنارے لگنے سے پیشتر بڑی تیزی اور جلد ہی سے کہ اُس کی صفت ذاتی تھی دریا میں گر کر غصہ کرنے لگا۔ دتبہ نے پوچھا کہ یہ کون اجہل ہے کہ خود بخود آتش غضب سے جلا جاتا ہے۔ شاید اہنکار پوری سے آیا ہوگا۔ خیر اچھا اس سے کبھی اپنے دادا اہنکار کی سلامتی کی خبر مل جاویگی جب اہنکار دریا سے نکل کر شہر میں داخل ہوا تو سنتوں مہاتماؤں اور ست پرشوں کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر طعنہ زنی کرنے لگا۔ کیا بے وقوف ہیں۔ کہ لذات نفسانی اور حظوظ جسمانی کو ترک کرکے فاقہ کشی و نفس کشی سے رستگاری کے خواہشمند ہیں۔ اسی طرح ہر کتاب اور ہر طائفہ ریاضت کیش کو حقارت کی نظر سے دیکھ کے مذمت کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دبھیوں کو جوجگ کا لازمہ آگے رکھے مالا ہاتھ میں لئے جوگیوں اور اہل کشف کی طرح آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے دیکھ کر نہایت خوش ہوا۔ اور اُن سے آگے بڑھ کے دتبہ کے مکان پر پہنچا۔ جہاں جگ کا لازمہ باہر پڑا ہوا تھا۔ اور اگن ہوتر کا دھواں جابجا اُٹھ رہا تھا۔ دیکھ کر کہا کہ یہ عقل مندوں کا مکان ہے۔ چند روز اس جگہ آرام کرنا چاہیئے۔ اہنکار زنار دار کی صورت دتبہ کے سامنے گیا۔ اُس کے مریدوں نے نزدیک آنے سے روکا۔ اہنکار نے کہا کہ کیسے بدسلوکوں کے مُلک میں آنا ہوا۔ جہاں مہمان اور گدا کے عزت نہیں۔ دتبہ نے اشارے سے حکم دیا کہ دریا سے پانی لاکر اس کے ہاتھ پاؤں دُھلا دو کہ بچھونے پر بیٹھے۔ اہنکار نے کہا کہ مُلک گور میں راوناپوری نام ایک شہر آباد ہے۔

وتیں۔ اس سبب سے یہ کام ہونا سخت دشوار ہے۔
سُمت نے کہا کہ یہ اُن عورتوں کی عادت ہوتی ہے جو اپنے پتی کی اگیا اور خوشنودی کو مدنظر نہیں رکھتیں مگر میں ایسی نہیں ہوں۔
تب راجہ وویک نے کہا کہ برہمہ وِدّیا نام ایک اور میری استری ہے اور سُمت کی مجھ سے جُدا ہے اگرچہ میرے پاس آجاوے اور تو صحبت باہمی میں مخل نہ ہووے تو اُس میں سے ایک لڑکا مسمی پربودہ چندر پیدا ہوگا جو من کو خواب غفلت سے جگائیگا۔
سُمت نے کہا مجھے منظور ہے۔ تب راجہ بیبک نے جم نیم وغیرہ اپنے وزیروں کو بُلا کر حکم دیا کہ تیرتھوں اور پاک استھانوں پر جا کر اپنا اپنا کام شروع کرو اور سردھا اور شانتی سے کہا کہ تم برہم ودّیا کے بُلانے کو جاؤ۔ اُدھر راجہ موہ نے یہ اطلاع پاکر اپنے خاص الخاص وزیر مسمی دنبھ کو راجہ بیبک کے وزیروں کے مقابلہ میں کام کرنے کا حکم دیا۔ دنبھ نے متبرک مقامات پر جا کر اپنے کاردار مقرر کئے۔ یہ لوگ بڑی بڑی مالا ہاتھ میں لے کر جابجا بیٹھ گئے ؎

از زباں درذکر و در دل صد وغا
ماند در دعویٰ بعید از مُدعا

مالا اَن سوں کہت ہے سُن موڈن کے بھوپ
مُجھ پھیرن سے ہوت کیا جو توں نہ لکھے نج روپ
توں نہ لکھے نج روپ دیت مُجھ کو بدنامی
دھرگ تیرا ہے جنم اصل توں نمک حرامی
ہری کِشن نج کپٹ کھول ہردے کا تالا
سُن موڈن کے بھوپ کہت ہے من کو مالا

ایک گروہ نے دلق درویشی پہن کر اور کلاہ مکر سر پر رکھ کے آپ کو مرتاضوں میں قرار دیا۔ فرد

دربطوں چوں جاہل و عالم بروں   از بروں پس پاک و ناپاک اندروں

میں آوارہ کیا۔

راجہ ببیک نے کہا کہ جب مایا نے دیکھا کہ پُرکھ جمیع اوصاف سے موصوف ہے اگر اس کی صحبت سے ایک فرزند ارجمند پیدا کروں تو کل جہان کی بادشاہت اُس کے سپرد کر دوں۔ اس خیال سے مایا نے کہ بیخ درخت جہان ہے خواہش کی نظر سے پُرکھ کو دیکھا تو پُرکھ اُس پہ فریفتہ ہو گیا اور باہمی صحبت سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام من ہے۔ مایا کو جو جو ہُنر یاد تھے وہ سب من کو سکھلا دیئے۔

سُمت سچ ہے کہ لڑکے پر ماتا کے گُنوں اور خاصیتوں کا اثر بہت جلد ہوتا ہے کیونکہ لڑکا ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا اور اُسی کی گود میں کھیلتا ہے۔

راجہ ببیک نے کہا۔ من کی پرورتی سے بہت محبت ہے۔ اور اُس سے اولاد بھی بہت ہوئی ہے جنمیں سے ایک لڑکے کا نام اہنکار ہے اور ایک لڑکی کا نام اودیا ہے۔ اِن دونوں سے من کی بہت اُلفت ہے اور ان کی مرضی موافق کام کرتا ہے۔ جس وجہ سے من کو اگیان نے رفتہ رفتہ ایسا دبایا کہ اپنے شُدھ سروپ کو بالکل بھول کر جیسے کوئی خواب میں بکتا ہے۔ کہنے لگا کہ یہ میرا باپ ہے۔ یہ میری مائی ہے یہ میری بہن ہے۔ یہ میرا بھائی ہے۔ یہ میرا دوست ہے یہ میرا غمخوار ہے۔ یہ میرا دشمن ہے یہ میرا خونخوار ہے۔ یہ میری عورت بیٹے میرے اطفال ہیں۔ یہ میری دولت ہے اور یہ میرا مال ہے وغیرہ وغیرہ جھوٹی اشیا سے اپنا تعلق باندھ کر آپ کو دانشمند اور بے نظیر و بادشاہ عالم سمجھنے لگا۔ الغرض اس صورت سے اپنی اصلیت کو بالکل بھول گیا۔

سُمت نے کہا کہ ہے سوامی من کو اس خواب خودی و خود بینی سے بیدار کرنے کی کوئی تدبیر ہے جو وہ کرنی واجب ہے۔

اراوت۔ اس پر راجہ ببیک سرنگوں ہو کر چُپ کر رہا۔ سُمت نے شرم سے گریبان تفکر میں سر جھکانے کی وجہ پوچھی۔ راجہ نے کہا عورتوں کو غیرت بہت ہوتی ہے کہ وہ اپنے سوا کسی دوسری عورت کو اپنے شوہر کے گھر میں راہ نہیں

گنتا ہے عیب لوگوں کے دن رات بیٹھ تو
اُلٹا تیرا احساب ہے اس پر نہ پھولنا

راجہ بیک۔ اے پیاری جان۔ میرا باپ یعنی من اُس پُرکھ کے نور کا سایہ ہے کہ جو اننت یعنی بیحد اناد یعنی بے ابتدا پوران یعنی قدیم مت یعنی ہمیشہ ہے عقل جسکے سمجھنے میں عاجز ہے۔ آلایش تعلقات سے پاک اسنگ اور نرویکار ہے۔ غبار نیستی اُسکے دامن تک نہیں پہنچتا۔ مگر وہ موہ کی سنگت سے ایسا اگیان یعنی مورکھتا کے بندھن گرہ میں گرفتار ہو گیا ہے کہ اپنے اصل سروپ کو بھول کر پریشانی اور خواری سے دن نبھاتا ہے۔ موہ نے اسے ست دھرم سے ہٹا کر است مارگ پر چلایا ہے اور نیز دو والی دو بینی دو رنگی کا نشانہ بنایا ہے۔ یہ لوگ ہمیں جو اپنے باپ کی خلاصی میں کوشش کرنے والے ہیں بد قرار دیتے ہیں۔

سُمت نے کہا۔ اے بادشاہ عالم پناہ و راہ نمائندہ ہر گمراہ تمہارا باپ اصل اُس ذات پاک کا پرتو ہے کہ جس کے نور سے عالم صورت میں تمام موجودات و مخلوقات ظاہر ہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ موہ نے اُس کو کس طرح خراب کیا۔ اور پُرکھ وہ ذات پاک ہے جو زینت و زیبائی بخش عالم آب و خاک ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ اُس کو مایا نے اپنی حالت سے پریشان کر کے جہالت کی کھائی میں گرایا ہے۔ جس سبب سے اُس کا نام جیو قرار پایا ہے مگر میں اس بات کو بخوبی سمجھ نہیں سکتی ہوں۔

راجہ بیک نے کہا کہ تو نہیں جانتی مردوں کو جو بلا پیش آتی ہے وہ ناقص العقل عورتوں کی صحبت و محبت کی تاثیر ہے۔ اسی طرح ادویت نرگن پورن پُرکھ بھی ترے گُن آتمک مایا کی صحبت سے عالم یکتائی اور لطافت سے نکل خار زار دوتائی و کثافت میں گمراہ ہوا۔ سُمت نے پوچھا یہ سخت حیرت کا مقام ہے کہ مایا نے کس طرح فریب دیکے دانش مند کو لباس بے دانشی پہنا دیا اور عالم آزادی و شادی سے نکال کر بیابان درد و اندوہ

جونسے بھائیوں میں تقسیم ملکیت و جائداد کے لئے جھگڑے ہوتے کرتے ہیں
مہاراجہ من نے کہ جس کا حکم کل جہان پر چلتا ہے ہمارے راجہ ببیک کو راحت
مُلک دیا ہے۔ اور ببیک کو تھوڑا اِس وجہ سے طرف ثانی کو حسد ہوا ہے۔
ارادت۔ جب یہانتک کام تقریر کر چکا تب ایک دوسرے غیر جنس نے
باواز بلند پکارا کہ اے فضیل گو ناہموار بدسرشت کجرفتار تو مجھ کو کس طرح
بد کہتا ہے۔ اگر تو یہ کہے کہ میں نے اپنے باپ کو چھوڑ دیا ہے تو میں نے
ست پُرکھوں کی اگیا کے انوسار ست کی طرف قدم رکھا ہے۔ کیونکہ جو باپ
یا گورادھرم کی طرف چلے اور ست اَست کا وچار نکرے۔ دُنیا میں پھنس کر
ست مارگ پرماتما سے مُنہ موڑے اُس کو چھوڑ دینا ہی اوچت ہے۔ اور
اُسکی سنگت سے پرہیز واجب ہے۔ میرا باپ مہاراجہ من وشے بھوگ اور
اور دیہ سمبندھی سکھوں میں جو پہلے پہل رسدایک معلوم ہوتے ہیں۔
اور پھر پرنام پا کر دُکھ دیتے ہیں۔ آشکت ہو گیا ہے۔ اور اُس کا دُشٹ جنون
سے پیار اور ست پرشوں سے دیر ہے۔
کام نے رتی سے کہا سنا یہ راجہ ببیک کی آواز ہے۔ وترات کی محنت یعنی
تپ اور وچار وغیرہ سے دُبلا پتلا نظر آتا ہے۔ اور سمت نام اس کی پتنی اُسکے
ہمراہ ہے میرے سخنان کو سُن کر رنجیدہ ہوا ہے ✦
راجہ ببیک کے ظاہر ہوتے ہی کام اپنی بی بی کا ہاتھ پکڑ کے بھاگ گیا اور
راجہ ببیک اپنی پتنی کے مخاطب ہو کر یوں کہنے لگا۔
ببیک۔ اری پیاری سمت دیکھا یہ کام ناکام کیا نامعقول بک کر چلا گیا ہے
ہم کو بدکردار اور کجرفتار جانتا ہے۔ اور اپنی ذات کو نیکان اور پاپ کاری
روگ سے شمار کرتا ہے۔ سمت نے کہا آپ دانا دور اندیش ہیں۔ اور دنیا
کے حالات کو بخوبی جانتے ہیں۔ کوتہ اندیش دوسروں کی عیب جوئی کرتے
ہیں اور اپنے عیبوں کی طرف نہیں دیکھتے۔ حالانکہ اُن کے اپنے عیبوں
کے مقابلہ میں دوسروں کے عیب ایک ذرہ برابر بھی نہیں۔

کام نے کہا۔ تو عورت بزدل۔ کم ہمت اور بے وقوف ہے ورنہ تمام مخلوق میں کون ہے جس نے میرے تیر کا زخم نہیں کھایا اور میری تلوار سے ہلاک نہیں ہوا۔ اس کا اول گواہ اندر ہے۔ جس نے میرے وش ہو کر گوتم رکھی کی استری اہلیہ سے زنا کیا۔ دوم برہما جو علت مستی سے متوارا ہوا اور وچار کو استعفا دے اپنی لڑکی کے پیچھے دوڑا۔

رت نے کہا۔ سچ ہے کہ کل جہان پر آپ کا حکم چلتا ہے مگر میں نے سُنا ہے کہ راجہ ویبک کے پاس آٹھ وزیر نہایت زبردست اور دانا ہیں۔ انکو جم۔ نیم۔ آسن۔ پرانا یام۔ پرتیاہار۔ دھارنا۔ دھیان اور سمادھی کہتے ہیں

کام نے جوش میں آکر جواب دیا کہ تو نے شاید فقط راجہ بیبک کے وزیروں کی حقیقت سُنی ہے۔ میرے راجہ موہ کے وزیروں کی حقیقت سے بے خبر ہے۔ سُن تجھے بتاتا ہوں۔

اول طائفہ عورات کہ جس کے شوق میں کل دُنیا مر رہی ہے۔ یہ طائفہ ایسا زبردست ہے کہ سانپ کی زہر کاٹنے سے چڑھتی ہے مگر اسکی زہر خیال کرتے ہی اثر کرتی ہے

دوہڑا اِہ وِکھ تو کاٹے چڑھے یہ چیتوت چڑھ جائے
گیان دھیان ار دھرم کو جڑا موں سے کھائے

دوم ہنسا سوم کرودھ چہارم لوبھ پنجم مد ششم متسر ہفتم ونبھ ہشتم متھیا وچن۔ اگر ہمارے کل وزیر مل کر راجہ بیبک کے وزیروں کو ناش کرنا چاہیں تو انکو انکے مقابلہ میں کھڑا ہونیکی طاقت نہیں ہے

رت نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ راجہ موہ اور راجہ بیبک ایک گھرانے سے پیدا ہوئے ہیں۔

کام نے جواب میں کہا جو تو نے سنا ہے سچ ہے۔ اول پُرکھ اور مایا کے ملنے سے من پیدا ہوا اور من کی دو استریاں ہیں۔ ایک پرورتی اور دوسری نرورتی۔ پرورتی سے راجہ موہ اور ہم تم وغیرہ پیدا ہوئے۔ اور نرورتی سے راجہ بیبک اور یم نیم وغیرہ

رت نے پوچھا کہ اے دانا دل بھائیوں میں فساد کیوں ہے۔ کام نے کہا

جو لوگ قوّت نفسانی میں گرفتار ہیں اور جن کو ہمیشہ لینے اور رکھنے اور ملنے اور گرانے اور باندھنے اور توڑنے سے کام ہے۔ اُن کے دلوں میں پیدا کُنندہ اور جہان پوتر پدارتھ نہیں رہ سکتا۔ نٹ نے کہا یہ مقام تعجب کا نہیں ہے جن کا دل خواہشات نفسانی سے پاک اور لذّات جسمانی سے سیر ہو اور ہمیشہ برہم گیان میں سر دھا رکھے۔ وہ اگر درمیان میں کسی وجہ سے تھوڑی دیر کے لئے دنیا میں مائل ہو گیا ہو تو اُس کی نجات بسہولیت ہو سکتی ہے۔ راجہ حقیقت برہم کا راجہ کرن سین پر فتحیاب ہونا ایسے تھا جیسے راجہ بیبک نے راجہ موہ کو جیتا۔

اواوت۔ جب یہانتک نٹ نے کہا تو یکایک کسی غیرجنس یعنی وجاتی پُرش نے بڑی اونچی آواز سے للکار کر کہا کہ ارے نٹ نالائق یہ کیا بکتا ہے جب تک میرے جیسے راجہ موہ کے غلام جان نثار موجود ہیں۔ تب تک راجہ موہ پر کون فتح حاصل کر سکتا ہے۔ اس آواز کو سُن کر نٹ ڈرا اور اپنی استری کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا تو جانتی ہے یہ کون ہے۔ یہ بڑا بلوان اور تردیا پُرش ہے۔ کہ اپنی شکتی سے بڑے بڑے تیجوانوں کو اپنے پنجہ میں دبا لیتا ہے۔ اس کا نام کام ہے اور راجہ موہ کے بڑے بڑے امیروں وزیروں میں سے ہے۔ اسکی عورت کا نام رتی ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہے۔ راجہ بیبک کی وجہ کوشش کرنا راضی ہوا ہے چلو اب ہمارا اس جگہ ٹھیرنا بہتر نہیں۔ نٹ اپنی نٹنی کا ہاتھ پکڑ کر چلا گیا اور کام نے اپنی بی بی سے گفتگو شروع کی۔

کام نے کہا۔ دیکھو پیاری وہ نٹ بدبخت جوٹھی جوٹھی باتیں کہہ کر کس طرح اب جد کی طرح بھاگ گیا ہے۔ تو نہیں جانتی کہ میرا حکم کل ذی حیات یعنی پران دھاریوں پر جاری ہے۔ جہاں میری پرستنا کے سامان موجود ہوں وہاں وویک کا کیا مقدور کہ جگہ پا سکے۔

رتی نے کہا۔ راجہ موہ نہایت نرم دل ہے اور راجہ بیبک کے وزیر بڑے زبردست ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں اس کام میں دشواری نہ ہو۔

وصیکے میں آکر سچا فائدہ اور پورن آنند کو نہ بھلانا چاہیئے جب ہم لوگ
پربھو کی سرن جاوینگے تو وہ اپنی کرپا درشٹی سے ہماری مدد فرماوینگے
کہ جس سے ہم لوگ اپنے اپنے گو پر مقصود کو ہاتھ میں لاوینگے۔ پربھو
بے بہا تاتا ہے وید۔ ہے سرو شکیتوں کے سوامی اور ہے جگت گرو اپنی کرپا
بھری مہا شکتی کو پرگٹ کرکے ہم لوگوں کے دلوں میں بھی ہمت اور
محبت پیدا کر جس سے ہم آپ کے منگل اوپدیش بہلانیکے قابل ہوں۔

ایسا ہو ایسا ہو

ہمت۔ چونکہ من لذات نفسانی وخواہشات شیطانی وجذبات حیوانی سے
از حد الفت رکھتا ہے۔ لہذا اس کا راہ حق پر گامزن ہونا نہایت مشکل بلکہ
ناممکن نظر آتا ہے۔ پس میں دریافت کرتا ہوں کہ کس صورت سے اس کی
صفائی ہو سکتی ہے۔

ارادت۔ جب تک بذریعہ دھرم یدھ یعنی جنگ حقیقی اوصاف ذمیمہ کو نیست
ونابود نہ کیا جاوے۔ اور بوسیلہ دانش حقیقی پربودھ چندر کو پیدا نہ کیا جاوے
تب تک من کجروی کو چھوڑ کر راہ راست پر نہیں چلیگا۔

اس کیفیت کو پربودھ چندرا ودے ناٹک جو ایک ناول کی طرز پر ہے اور جس کا خلاصہ
تم کو سنایا جاتا ہے۔ بخوبی روشن کرکے۔ اے ہمت تجھ میں دوبالا ہمت پیدا
کریگا۔

خلاصہ پربودھ چندرا ودے ناٹک

ایک دن راجہ کیرت برہم کے دربار میں ایک نٹ نے حاضر ہو کر راجہ کے
روبرو اپنی استری سے یوں کہا:۔ اے پیاری آج مجھے عالم غیب سے الہام
یعنی آکاس بانی ہوئی ہے کہ میں جاکر کیرت برہم کی گرہ خودی کاٹ دوں
اور اس کے ہردی آکاش میں برہم پرکاش کروں۔ نٹی نے کہا۔ ہے سوامی
راجہ کیرت برہم کو کہ جس نے راج ابلا کہامیں راجہ کرن سین کو مار کر تباہ کردیا
اور اس کا کل مال ومتاع اپنے قبضہ میں لیا۔ کس طرح گیان ہو سکتا ہے کیونکہ

پربھو راج

پربھو کے راج میں آزادی و فراغت ہے۔ پربھو کے راج میں جمعیت خاطری
و طمانیت ہے۔ پربھو کے راج میں سکھ اور شانتی ہے۔ پربھو کے راج میں ہر طرح سے بیفکری
ہے۔ پربھو کے راج میں اخلاق حسنہ کی گلزار ہر طرف بہار دکھاتی ہے۔ پربھو کے راج
میں ہر جانب پیاروں اور متروں کی موہنی مورت جی کو بھاتی ہے۔ پربھو
کے راج میں دھرم کا بادل ہر آن امرت و آنند کی برکھا کرتا ہے۔ ہر ایک
کے دامن ارادت کو اپنی شفقت اور مرحمت سے بھرتا ہے۔ پربھو کے راج
میں جاندار ان کے گروہ مل مل بڑے آنند اور پریم سے ہری یش اور دینو گن
گاتے ہیں۔ پربھو کے راج میں ہر کس گیان اور دھیان کے مہان رس سے
ترپتی پاتے ہیں۔ پربھو کے راج میں نہ شاہی نہ گدائی۔ نہ بندگی نہ خدائی
سب کو ایک جیسی بادشاہی ہر جگہ یکتائی نہ خرسندی و تالی۔ غرضیکہ پربھو
کے راج میں ہر قسم کی بے بہا نعمتیں اور ابدی آرام موجود ہیں۔ وہاں حسد
نہیں وہاں بغض نہیں۔ وہاں کینہ نہیں وہاں فریب نہیں۔ وہاں تعصب
نہیں۔ وہاں شرک نہیں۔ وہاں مطلب پرستی یا خود غرضی نہیں۔ وہاں جھگڑا
یا فساد نہیں۔ یہ کل خرابیاں وبلائیں شیطان کے راج میں ہیں۔ شیطان
کے راج میں ہر طرف دکھ اور فکر کا منہ نظر آتا ہے۔ شیطان کے راج میں
ہر طرف تعصب و شرک دکھائی دیتا ہے۔ کسی کو چین نہیں کسی کو آرام نہیں
کل بیقراری دبے آرامی کے بستر پر پڑے پڑے کروٹ لے رہے ہیں
مگر افسوس پربھو کے راج میں نہیں آتے۔ من مانے سکھ نہیں پاتے۔
شیطانی راج ہر چہار اطراف میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ گویا کل روئے زمین
کو شیطان نے اپنے نیچے دبا لیا ہے۔ جب تک ہم پربھو کے راج کے
خواہشمند اپنی قربانیاں نہ کریں اور دل اور جان سے پربھو کو نہ چاہیں
تب تک یہاں پربھو کا راج آنا اور ہمارا اس میں داخل ہونا مشکل ہے۔
پس ہمیں پربھو کے راج کی خاطر ہمت باندھنی چاہیئے۔ اور جھوٹے اور دنیاوی

براستہ گیان حجرۂ مذکور میں داخل ہوتا ہے وہ شخص بادشاہ حقیقی کا مشاہدہ کرکے سرافرازی حاصل کرتا ہے۔ اس خوش خبری کو پاکر وہ شخص گیان مارگ دوارہ حجرۂ دل میں داخل ہوکر حق سے واصل ہوا۔ جب شاہنشاہ دوجہان کو ملا تب کُل جہان اُس کا ہوکر اُسکے آرام و آسایش کا موجب ہوا

جو توں ہو ویں میرا بندے
سب جگ لاگے تیرے دھندے

اے ہمت جن لوگوں کو لذت حقیقی کا ذایقہ کام جان سے آیا ہے وہ دنیاوی فضول و ہیچ لذت پر مائل نہیں ہوتے بلکہ پورن آنند سے ترپت یعنی سیر ہوکر اپنے آپ میں خوش رہتے ہیں۔ بجز ست سروپ پرماتما کے بودہ یعنی معرفت کے کوئی دنیاوی شے ہماری کامناؤں کو پورن نہیں کرسکتی۔ کُل پدارتھوں میں سے اعلےٰ چیز مُکتی ہے۔ اور مُکتی گیان سے حاصل ہوتی ہے۔ گیان پادشاہ ہے۔ وچارا اور ویراگ اُس کے دو منتری ہیں۔ ان ہر دو منتریوں کی صلاح سے بادشاہ حقیقی زندگی لاثانی اور سرور جاودانی کا انتظام کرتا ہے۔ پس اے میری پیاری ہمت ایسے مانش سریر کو پاکر کہ جس میں ہرایک قسم کے وسائل یعنی دیکھنے سننے۔ بولنے۔ چلنے۔ سوچنے سمجھنے کے موجود ہیں۔ سنسار کی طرف سے ویراگ انگیکار کر اور پرم دیو پرماتما کی جُستجو میں قدم دھر۔ اگر ایک جگہ سے مایوسی یا ناکامی مُنہ دکھلاوے تو گھبرا مت بلکہ دوسری جگہ تلاش کر۔ یعنی اگر ایک سادھن سے کماحقہ مطلب براری نہ ہو تو دوسرا سادھن کما۔ کہیں نہ کہیں سے تم کو مہاراج ادھراج کا مشاہدہ اور درشن ہوگا اور تمہاری دلی مراد بر آویگی۔ اوم شانتی۔ شانتی۔

ہمت۔ بیشک بادشاہت کی قدرے تعریف فرمائیے۔

ارادوت۔ بڑی خوشی سے میں آپ کے سوال کا جواب دینے کو تیار ہوں گوش ہوش سے غور فرمائیے اور حظ اُٹھائیے۔

راہ کی تلاشی کو اُس دروازہ کی خوبی سے افضل سمجھ کر آگے قدم بڑھایا
مگر اندر جاتے ہی فریفتہ کرنے والے پدارتھوں اور تماشاؤں نے اُنکے
دل کو اپنی طرف کھینچ کر اپنا کر لیا۔ کوئی کسی جگہ اور کوئی کسی جگہ پکڑا
گیا۔ غرض کہ کوئی شخص تماشا بینی طوایف میں مجہول ہوا۔ کوئی اکل و
شرب میں مشغول ہوا۔ کوئی شطرنج و گنجفہ وغیرہ بازی لگانے میں اپنا وقت
ضائع کرنے لگا۔ اور کوئی دل لگی و اخبار پرچوں میں خیال دھرنے لگا۔
علےٰ ہذا القیاس کُل کے کل درمیان میں ہی رہے۔ اور کسی کو بادشاہ کی جستجو
کا خیال تک نہ رہا۔ ایک صاحب ہمت یعنی دھیرج وان نے یہ سمجھ کر کہ
پہلے ہم کو شاہنشاہ جہان کی تلاش حسب الحکم اُن کے کرنی واجب ہے
جب اُن کی ملاقات ہوگی تو اُس وقت یہ کُل باغ بہمہ سامان ہماری
خوشنودی و آرام کا موجب ہوگا اس خیال کو مد نظر رکھ کر اُس شخص نے
کُل اشیا سے مُنہ پھیر لیا اور بادشاہ حقیقی کی تلاش کو فرض عظیم جان کر
جُستجو کرنے لگا۔ باغ کے کونے کونے اور زاویئے زاویئے میں بادشاہ کی تلاش
کی مگر کہیں کھوج نہ ملا آخرکار بڑی تلاش کے بعد متلاشی نے مایوسی کا دامن
پکڑے ہوئے ایک بٹ یعنی بوہڑ کے درخت کے نیچے چند تریّت آتما
مہاتماؤں کو مہاں شانتی میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ کوئی اُن میں سے چُپ
چاپ اپنے سروپ میں ساوہان تھا۔ کوئی ست شاستروں کے وچار
میں مشغول تھا اور کوئی وِدّیا رتھیوں کو برہم وِدّیا کا اُپدیش کر رہا تھا۔ چونکہ
اُس استھان پر شانتی اور آنند کا بہرہ تھا لہٰذا ایسے سُندر استھان کو دیکھ
کر متلاشی موہت ہوگیا۔ اور سمجھا کہ اس جگہ سے ضرور کچھ نہ کچھ بادشاہ کا پتہ
لگیگا۔ یہ سوچ کر اُن کی سبھا میں جا بیٹھا اور اُن کے وچن سننے لگا۔ جُوں
جُوں اُن کے رس بھینے اور شوق افزا وچن سنتا جاوے تیوں تیوں اُس کو
بادشاہ حقیقی کا کھوج ملتا جاوے۔ الغرض اُن مہاتماؤں کی صحبت کی طفیل
سے متلاشی کو معلوم ہوا کہ بادشاہ حقیقی حجرۂ دل میں مقیم ہے۔ جو شخص

بجز تیرے اتحاد و سلوک کے جمعیت خاطری اور دل کی صفائی نہیں ہو سکتی۔ پس اے اپنی بھلائی کے چاہنے والو۔ اور اے انسانی وجود کے رکھنے والو اور اے ست دھرم کے سیوکو سردہا کا دامن کبھی نہ چھوڑو ۔

ارادت نے شگفتہ رو ہو کر کہا واہ! واہ!! خوب! خوب!! تیری صورت اُس شخص کی مانند ہے کہ جس نے دل فریب باغ میں سے باغ کے مالک کو ڈھونڈھ کر کل باغ کی سلطنت حاصل کی۔ یہ خوبی تجھے مبارک ہو ہمت دست بستہ ملتجی ہو کر استفسار حال کرنے لگی۔ ارادت نے موہو دلفریب باغ کی حقیقت ہویدا کر کے سنائی جس کا خلاصہ یہ ہے۔

دل فریب باغ

کسی ایک بادشاہ نے بڑے ذوق و شوق سے ایک باغ لگوایا اور اُس کو قسما قسم کے پھلدار درختوں سے آراستہ و پیراستہ کر کے نہایت پسندیدہ و دل کش چیزوں سے سجایا۔ باغ میں جابجا ناچ اور رنگ و دیگر تماشجات کا سامان مہیا کر کے شہر میں منادی کرا دی۔ کہ اے میری پیاری پرجا میں نے باغ جہان معہ کل سامان تمہاری خاطر آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔ اور میں خود بھی اسی باغ میں چھپتا ہوں۔ جو مجھے اس باغ میں سے تلاش کریگا یہ باغ اپنے کل سامان سمیت اُس کے عیش و عشرت کا موجب ہو گا۔ اِس ندا فرحت افزا کو سُن کر سب کے سب کیا عورت کیا مرد کیا سرخ کیا زرد۔ کیا پیر کیا جوان کیا صحیح کیا ناتوان۔ راجہ کی تلاش کرنے کو باغ کی طرف دوڑے۔ مگر راجہ کا پتہ لگنا آسان نہ تھا۔ قدم قدم پر رہزنوں کا مقام تھا۔ کثیر التعداد متلاشیوں کی تو باغ کے دروازہ پر پہنچتے ہی دروازہ کی خوبی پر ایسی مفتوں ہوئی کہ وہیں کی ہو رہی اور آگے قدم اُٹھانے کی طاقت نہ رہی۔ بعض نے باغ کی سیر اور

سے زیادہ خایف ہوتا ہے مگر فوراً جوانی کے آجانے سے جس میں ویشے رس جو قطرہ ملے شہد کی مثل ہیں ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یعنی کبھی استری سنگ کی بوند کبھی دھن پراپتی کی بوند کبھی عزت وماں کی بوند وغیرہ وغیرہ مکھی کی بوندوں کو پا کر یہ سابقہ حالت کو بھول جاتا ہے۔ نہ شیر کا خوف اور نہ اژدہا کی یاد اور نہ چوہے کا ڈر رہ جاتا ہے۔ اتنے میں زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ بیچارہ بستر موت پر سوکر گذشتہ پر ہاتھ افسوس مل مل روتا ہے۔ مگر اب کیا ہو۔ پھر دکھوں کا قافلہ اس کے مقابلہ کو تیار رہے نہ کوئی سنگی ساتھی ہے۔ ہر طرف ناامیدی ہی ناامیدی سامنا کرتی ہے۔ ہائے جیو تو اگیان سے خوار ہوا اگر اگیان کو تیاگ کر دے تو تجھے اپنا پرم مترپراپت ہو کر پورن سُکھ دیگا +

ارادت کی دلچسپ باتیں سُن کر کاہل نے لباس بدل دیا۔ ہمت کا لباس پہن کر چراغ حقیقت کو ہاتھ میں اُٹھا لیا اور کوہ ہمت پر سوار ہونے کا ارادہ کیا۔ دل ہی کاہل تھا دل ہی ہوشیار ہوا۔ دل ہی غافل تھا۔ دل ہی خبردار ہوا۔ دل ہی تارتھا دل ہی منور ہوا۔ دل ہی پردہ تھا دل ہی پردہ در ہوا۔

واہ وا ارادت یعنی سردھا جس دل میں تو اپنا مسکن بناتی ہے۔ اُس دل کو غفلت آباد دنیا سے نکال کر عرفان کا سبز باغ دکھاتی ہے۔ گناہان صغیرہ وکبیرہ سے نجات کا نسخہ پڑھاتی ہے۔ ست پُرشوں اور ست گورو کی خدمت اور تعمیل حکم پر لگاتی ہے۔ بجین حیات ناجی کرکے وساوس قلبی سے چھوڑاتی ہے اور کل رنج و تردوات سے آزاد کرکے ذات وہاب سے ملاتی ہے۔ بس اے سردھا تیری ہمدمی سے انسان کُل آفات ارضی و سماوی سے خلاصی پاتا ہے۔ در و دیوار میں ذات مالامال صفات کا دیدار پاکر خوشی سے پھولا نہیں سماتا ہے۔ اے ارادت تو پروردگار حقیقی کی خاص خواص ہے۔ بجز تیری دوستی اور ہمدمی کے وہاں تک رسائی نہیں ہوسکتی

تھا۔ مسافر کا پیچھا کیا۔ وہ بیکس مسافر شیر سے خایف ہو کر بھاگا مگر کوئی پناہ یا امن کی جا یا دوست مدد کرنے والا نہ پا کر سخت لاچار ہوا۔ اور آخرکار ایک چاہ تاریک کو دیکھ کر اُس میں کود پڑا۔ کودتے ہی کیا دیکھتا ہے کہ ایک بڑا بھاری اژدہا منہ پسار کر چاہ مذکور میں اُس مسافر کا منتظر ہے۔ دوسرے خونخوار دشمن کو دیکھ کر وہ غریب الوطن گھبرایا اور درمیان چاہ کے کنارے چاہ پر استادہ درخت کی شاخ کو پکڑ لٹکنے لگا۔ جس شاخ کے سہارے مسکین مسافر لٹک رہا تھا جب اُس شاخ کی طرف نظر غور کو لگا کر دیکھا تو معلوم کیا کہ ایک چوہا اُس شاخ کو کتر رہا ہے۔ اس نظارہ سے وہ بے چارہ سخت خطرناک حالت میں گرفتار ہوا مگر افسوس فوراً وہ اپنے بچاؤ کا چارہ نہ کر سکا۔ اتنے میں شہد کی ایک بوند اُس کے منہ میں آ پڑی۔ اُس کے رس کو پا کر اُس کا محتاج ہو گیا (ماکھی کا ایک چھتا عین اُس شاخ کے اوپر جس سے مسافر لٹکا تھا اُس درخت سے لگا ہوا تھا) طمع و حرص کا غلام ہو کر مسافر اُس شاخ کو نہ چھوڑ سکا۔ اور جو گاہ بگاہ قطرہ شہد گرتا تھا اُس کے مزہ پر مفتون ہو کر سابقہ حالت کو فراموش کر بیٹھا یعنی شیر اژدہا اور چوہے کا کترنا بھول گیا۔ ابھی دو چار بوندیں ہی کھائی ہونگی کہ چوہے نے شاخ کو کتر ڈالا۔ مسافر اژدہا کے منہ میں آ پڑا اور اژدہا نے اپنا لقمہ بنایا۔

کاہل۔ تو پھر اس سے کیا ثابت ہوا؟

ارادت۔ وہ مسافر جیو ہے جو اگیان بن میں آوارہ ہوا ہے۔ کرموں کے خوفناک درندے اُس کو ڈراتے ہیں۔ اور یہ اُن سے بچتا ہے۔ آخرکار پاپ شیر اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ کہیں بھی امن نہ پا کر آخر الامر اس استھول سریر کے اندھے کوئے (چاہ تاریک) میں گر پڑتا ہے۔ سریر دھارن کرتے ہی اُس کو موت کا اژدہا دکھائی دیتا ہے۔ موت کے خوف سے زندگی کی ٹہنی کے سہارے درمیان میں لٹک رہتا ہے جب زندگی کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ سوانس کا چوہا زندگی کی شاخ کو کتر رہا ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر گمراہ و ستھا میں موت

ارادت نے کہا ملین مَن اور شُدھ مَن دو شہزادے ہیں۔ وید۔ کتب وغیرہ۔ ست شاستر وہ مکان ہے اور ست شاستروں کی ہدایات اُس مکان کی پیشانی کی تحریر ہے۔ دھرم پہاڑی نگین شیر ہے۔ سنسار ندی کی بنا ئیں ہے۔ اور کوہ ہمت ہے۔ اس تحریر کو دیکھ کر ملین مَن گھبرا کر اسنبھو یعنی ناممکن سمجھتا ہے۔ مگر شُدھ مَن اُس تحریر کو برحق سمجھ کر بشارتھ کرتا ہے۔ اور دھرم کا بیڑا اُٹھا کر سنسار کو عبور کرنا چاہتا ہے۔ وہی دھرم ہی گویا اُس دریا کے عبور کرنے میں سہائیک ہو جاتا ہے۔ سنسار کے پار ہو کر وہ پھر کوہ ہمت پر سوار ہوتا ہے۔ راستہ میں خوفناک حیوانات از قسم شرم دنیاداری غیبت جاہلاں۔ کشش اشیائے دلفریب وغیرہ وغیرہ مانع سفر ہوتے ہیں۔ مگر شُدھ مَن سخنان پاک کے ذریعہ کُل موانعات سے بے خوف اور خطر رہتا ہے۔ اور آخر کار ثابت قدمی اور استقلال کے قدم رکھتا رکھتا ہمت کی چوٹی پر پہنچتا ہے وہاں بڑا بھاری گیان کا میدان جس میں وگیان کا باغیچہ موجود ہے دیکھتا ہے۔ اُس جگہ چندے قیام کے بعد دیوتا ہائے وویک ۔ ویراگ شم۔ دم تِتکھیا اوپرامتا۔ سنتوکھ۔ آدک کا ہجوم اُس کو آ ملتا ہے۔ اور شانتی شہزادی سے شُدھ مَن کا نکاح ہو کر موکھ روپی راج ملتا ہے۔

کاہل۔ بس ملن من اچھا رہا نہ تکلیف اُٹھائی اور نہ خوشی پائی۔

ارادت۔ نہیں۔ ملن من اگیان بن میں آوارہ ہوا۔

کاہل۔ وہ کس طرح ؟

ارادت نے اگیان بن کا خاکا کھینچ کر پیش کیا۔

اگیان بن

ایک مسافر بیچارہ مصیبت کا مارا ایک جنگل میں آوارہ ہوا۔ ہر طرف سے درندے اور موذی حیوانات کو دیکھ کر اُن سے بچنے کی خاطر کوئی امن کا مکان ڈھونڈھنے لگا۔ اتنے میں ایک نہایت زبردست شیر نے جو اُس جنگل کا بادشاہ

تھے اور کہیں شیر چیتا وغیرہ مقابلہ میں آتے تھے مگر وہ ایک اکیلا بدھو کے آسرے بے خوف چلا جاتا تھا۔ کُل خطرات سے بچ کر آخرالامر قلۂ (چوٹی) کوہ پر پہنچا۔ وہاں عجب حیرت افزا۔ دلکش و کشادہ فضا دیکھنے میں آیا۔ اُس میدان میں نہایت خوب صورت و حیرت انگیز باغیچہ تھا۔ جس میں قسما قسم کے پھول لہرا رہے تھے۔ خوشنما سبزہ زار کی عجب خوبی تھی۔ درختوں سے قسم قسم کے ذائقہ دار یعنی رس دار ایک اور پختہ پھل لٹک رہے تھے۔ شہزادہ اُس باغیچہ کی سیر سے قدرے دل بہلا رہا تھا کہ یک لخت باجے اور شادیانے کی آواز اُس کے کان تک پہنچی اتنے میں بڑا بھاری ہجوم بڑے کرّ و فرّ اور دھوم دھام سے پہاڑ پر آتا ہوا دکھائی دیا۔ دیکھتے دیکھتے کُل ہجوم کی بھیڑ بھاڑ شہزادہ کے اردگرد ہو گئی۔ جس میں بڑے فرشتہ سیرت اور خوبصورت ضعیف العمر و نوجوان موجود تھے۔ ہر ایک کی پیشانی سے دانش اور بہادری کے نشان معلوم ہوتے تھے۔ اور اُن کے ساتھ ہر قسم کا سامان حرب و ضرب و ہر قسم کی سواری موجود تھی۔ اتنے میں ایک ڈولا شہزادے کے آگے چند آدمیوں نے لا رکھا۔ اور اُس میں سے ایک خوب صورت نازنین باتمکین نہایت عمدہ لباس و زیورات میں ملبوس برآمد ہوئی۔ اُس شہزادی نے ڈولہ سے نکلتے ہی شہزادے کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا۔ شہزادے نے جب اُسے اُٹھنے کا ارشاد فرمایا تو شہزادی اُٹھ کر سامنے کھڑی ہو گئی۔ اور التجا مقبول کی۔ اُس پر کُل امرا و وزرا نے حسب لیاقت و درجہ شرائط عبودیت بجالانی شروع کی۔ جب کُل آداب بجالا چکے تو تاج شاہی زیب سر کیا گیا۔ اور شہزادہ شہزادی کو منظور کر کے تخت طاؤسی پر جلوس فرما ہوا۔ بڑے عیش و عشرت سے دن گذرنے لگے۔ بےخوف و خطرہ اٹل راج کو حاصل کیا۔ کہ جہاں ہر قسم کا آرام و سکھ تھا۔

کاہل نے پوچھا بھلا اب بتلائیے تو سہی کہ وہ شہزادے کون تھے تخیر کیا تھی شیر کیا تھا کس دریا کو عبور کیا اور کس پہاڑ پر چڑھا۔ وہ شہزادی اور ہجوم کیا تھا۔ اور آخرالامر کس راج کو حاصل کیا۔ اور کون سکھ ملا؟

کاہل - وہ کس طرح ؟
ارادت - دو شہزادے سیر کرتے کرتے ایک ایسے موقعہ پر پہنچے جہاں ایک
عالیشان مکان برلب دریا واقع تھا - اور اُس مکان کی پیشانی پر مفصلہ ذیل تحریر
لکھی ہوئی تھی " اگر کوئی شخص اس سنگین شیر کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر اس دریا
کے پار ہو جاوے - اور پار کے کنارے پر اسے رکھ کر پہاڑ پر چڑھ جاوے
اور راستے کے خطرات سے کچھ خوف نہ کھاوے تو وہ شخص پہاڑ کی چوٹی پر
پہنچ کر بے اندازہ سکھ پاویگا " اس تحریر کو دیکھ کر اُن دو شہزادوں میں سے ایک
نے کہا کہ یہ تحریر غلط ہے - اور اس پر عمل ناممکن ہے کیونکہ اول تو اِس پتھر کے
شیر کا اُٹھانا مشکل ہے - بالفرض اس شیر کو اٹھا بھی لیا جائے تو اسے اٹھا کر
دریا کو عبور کرنا سخت مشکل بلکہ ناممکن ہے بلکہ اس عمل سے اپنے ڈوب جانے
کا خطرہ ہے - اور پھر اُس پہاڑ پر کہ جس کو کبھی نہ دیکھا اور نہ سنا ہے - اور
جس پر کئی درندے اور موذی حیوانات رہتے ہیں چڑھنا محال ہے - اس
قدر سختیوں اور تکلیفوں سے بچ کر جو شخص پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو اُس کو سکھ
ملیگا - تھوڑے سے سکھ کی امید پر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا دانائی نہیں -
دوسرے شہزادے نے کہا کہ جو ہو سو ہو - میں اس تحریر کے عمل پر قدم رکھتا
ہوں - ہمت مرداں مدد خدا - ؎

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود　　　مرد باید کہ ہراساں نہ شود

یہ کہہ کر اُس نے کمر ہمت باندھ لی - اور شیر کو اپنے کاندھے پر اُٹھا لیا - ہرچہ
بادا باد ما کشتی در آب انداختیم - کا نعرہ لگا - دریا میں کود پڑا - قدرت حق سے وہ
پتھر کا شیر گویا اُس کے لئے کشتی ہو گیا ؎

قادرا قدرت تو داری ہرچہ خواہی آں کنی
مُردہ راجانے تو بخشی زندہ را بے جاں کنی

الغرض وہ شہزادہ اُس پتھر کے شیر کو لے کر پار پہنچا اور اُسے دامنِ کوہ میں
چھوڑ کر خود پہاڑ پر چڑھ گیا - راستہ چلتے کہیں اُسے بڑے بڑے اژدہا ڈرائے

دخل نہ دیجئے۔ نارد جی نے دیکھا کہ ٹیڑا نہایت استقلال پر ہے اور اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا۔ نارد جی وہاں سے روانہ ہو کر پنکھراج یعنی گرڑ کے پاس آئے اور کہا کہ تمہاری پرجا بہت کشٹ اور دُکھ پا رہی ہے۔ جلد جا کر اُن کی سہایتا کرو۔ سمندر نے ٹیڑی کے انڈے لے لئے ہیں اور کُل پنچھی سمندر سے ویر بھاؤ اتپن کر کے اُس کے خشک کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور سخت دُکھ پا رہے ہیں۔ یہ سُن کر گرڑ جوش میں آیا اور اپنی پرجا کی رکھیا کی خاطر موقع پر پہنچا اور غصہ میں آ کر اس شدت سے سمندر میں پنکھہ مارا کہ سمندر کانپ اُٹھا اور بجنسہٖ انڈے باہر ڈال دئے کُل پرندے راضی ہوئے۔ اور ٹیڑے کی ہمت کی جے جے کار بولانے لگے۔ اس طرح راہ رو راہ حقیقت کو چاہئے۔ کہ کسی امر سے ہراساں و ترساں نہ ہووے۔ بلکہ ہمت اور ثابت قدمی سے گیان کے مارگ کو طے کرے تو ضرور منزل مقصود پر پہنچیگا۔ اور نتیجہ خاطر خواہ اُٹھائیگا اور اگر راستہ ہی میں لغزش پذیر ہو گیا تو کبھی منزل کا مُنہ نہ دیکھیگا بلکہ نا امیدی سے ٹھوکریں کھائیگا۔

کاہل نے ناک چڑہائی اور مُنہ پھیر کر کہنے لگا۔ اسی طرح کہتے بہت ہیں مگر کرنے میں سب کے سب پست ہمت دیکھے جاتے ہیں۔ دیکھو صائب نے کیا اچھا کہا ہے۔ فرد

تو آں روز صائب زارباب حالی
کہ سازی تو گفتار کردار خود را

دیگر

ہر کہ دستش برزباں سبقت کند مرد است مرد
ورنہ ہر ناکس جواں مرد است در میدان لاف

ارادت نے کاہل کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ آپ سچ کہتے ہیں مگر یہ سخن کُل پر عائد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صاحب ہمت کوہ ہمت پر سوار ہوتے ہیں اور سرور ابدی پاتے ہیں۔

باہر گئے تو اُن کی عدم موجودگی میں سمندر اُچھل کر انڈے لے گیا جب بیچاری ٹٹیری اپنے آشیانہ پر واپس آئی تو آشیانہ سمیت انڈوں کو نہ پا کر بڑے زور شور سے چلائی اتنے میں ٹٹیرا بھی آ پہنچا اپنی مادہ کو سخت اضطراب میں دیکھ کر غضب میں آیا اور ٹٹیری کو تسلی دے کر کہنے لگا کہ خاموش ہو میں ابھی اس بحرِ بے کنار کو خشک کر کے تیرے انڈے تجھے نکال دیتا ہوں ٹٹیری بولی کہ یہ خام خیالی ہے۔ جو کام احاطہ امکان سے باہر ہو اُس کی تکمیل پر کوشش کرنا نادانی ہے۔ اور بجز تکلیف کے کچھ ہاتھ نہیں آتا ٹٹیرا ناراض ہو کر کہنے لگا کہ تو میرے کام میں دخل نہ دے جو ہوگا دیکھا جاویگا مگر میں اسے خشک کئے بنا نہ چھوڑونگا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا ہمت سے دست بخیہ ملا سمندر سے پانی کی چونچ بھر کر زمین پر اور زمین پر سے مٹی کی چونچ بھر کر سمندر میں ڈالنے لگا جب ٹٹیری نے دیکھا کہ یہ باز نہیں آتا تب وہ بھی اُسکے ساتھ شامل ہوئی ٹٹیری ٹٹیرے کے اس عمل کی خبر کل بیابان کے پرندوں کو ہوئی سب مل کر ان کے پاس آئے اور سمجھانے لگے۔ مگر ٹٹیرے نے ایک نہ مانی بلکہ اُن کو کہنے لگا کہ تم لوگ سُکھ کے ساتھی ہو دُکھ اور مصیبت کے وقت کوئی کسی کا ساتھ کرتا نہیں تم اپنے گھر جاؤ جو میرے سر پر آئی ہے میں خود بھگت لونگا میرا تم سے کچھ تعلق نہیں ہاں۔ ایک پربھو میرا ہے جو میری سہایتا کریگا۔ ان نارضگی کے سخنان کو سن کر کل پرندے اُس کی امداد میں شامل ہوئے۔ اتنے میں نارد جی وہاں آ پہنچے۔ کل پنکھیوں یعنی پرندوں کو سخت تکلیف اور مصیبت کی حالت میں دیکھ کر استفسار کرنے لگے۔ پرندوں نے کل حقیقت سنائی حقیقت سُن کر نارد جی کی توجہ بھی حیرت میں آئی۔ اور ٹٹیرے سے کہنے لگے کہ تو نے اس سخت مشکل اور ناممکن کام کا منصوبہ باندھا ہے یہ کام نہیں ہوگا بلکہ اس کے عوض میں تمہاری جانیں چلی جاوینگی ٹٹیرے نے کہا کہ ؎

ہر چہ آید پیش مردان نام اوبھاگاں بھری

آسماں گر تیغ بارد سر نہ پیچد اہل دل   بر سرِ نامرد نوکِ خار دوزن خنجر است

جو ہو سو ہو میں اپنے ارادہ پر قائم ہوں۔ آپ جائیے اور ہمارے کام میں رہجا

اوم

ہست مطلق ذاتِ بے چون وچرا ہیچو جاں موجود در ارض و سما
خود شدہ مطلوب خود طالب شدہ خود شدہ معشوق خود بر خود فدا

ایک دن ارادت نے کاہل کے پاس بیٹھ کر اس قسم کی گفتگو چھیڑی۔

ارادت!

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

دریں بارہ ادب نشدوں میں ایک کتھا درج ہے۔ کہ ایک دفعہ ٹیٹیری ٹیٹیرے کا ایک جوڑا سمندر کے کنارے پر رہا کرتا تھا۔ جب ٹیٹیری کے انڈے دینے کے دن نزدیک آ گئے تو اُس نے اپنے نر یعنی ٹیٹیرے سے کہا کہ اب ہمیں اپنا آشیانہ اس جگہ سے اٹھا کر کسی اور جگہ لے جانا چاہیئے۔ کیونکہ عنقریب میں انڈے دینے والی ہوں۔ اور اُن کو اس زبردست سمندر کے کنارے پر رہنا خطرہ سے خالی نہ رہیگا اس واسطے مناسب ہے کہ اس خطرہ سے بچنے کے لئے ہم اپنا آشیانہ یہاں سے باندھ لیں۔ ٹیٹیرے نے کہا کہ تو نہایت بُزدل عورت ہے سمندر کا کیا مقدور کہ میرے بچوں کو نقصان پہنچا دے۔ ٹیٹیری بولی کہ یہ سمندر بڑا زبردست اور بے کنار ہے۔ اور ہم چھوٹی سی جان رکھتے ہیں بھلا ہمارا اس سے کیا مقابلہ ٹیٹیرا بولا کہ سچ ہے۔ عورت کی ذات بہت ڈرپوک ہوتی ہے۔ تو میری ہمت سے بےخبر ہے اگر یہ سمندر ہمارے انڈے بہا لے جائیگا تو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اپنی ہمت سے اسے خشک کر دونگا۔ اور تیرے انڈے تجھ کو لا دوں گا تو کسی قسم کا خوف مت کر ٹیٹیری چند ے تکرار کے بعد خاموش ہو رہی اور سمندر کے کنارے پر انڈے دے دیئے۔ انڈے وہاں چھوڑ کر جب دونوں اپنی چوگ کے لئے

مناجات

کہوں [illegible] کس زباں سے [illegible] بھلا — نہیں میری زباں میں کچھ بھی یارا

زمین و آسماں جس نے بنائے — [illegible] ستائش سے [illegible]

کئے انسان و حیوان جس نے پیدا — [illegible] جس سے [illegible]

سبھی مخلوق کا ہے سچا مالک — ہر اک جاندار کا ہے جو پالک

ہے فارغ ابتدا اور انتہا سے — بری ہے گمان چون و چرا سے

ستائش اپنی میں ہے بس وہ یکتا — مثال اس کی نہیں ہے جگ میں پیارا

اگر ہر مو بدن میرا زباں ہو — نہیں ممکن ثنا اسکی بیاں ہو۔

نہ علم و عقل کی ہے کچھ رسائی — نہ عمل و زہد کی ہے کچھ کمائی

فقط پیارے کا تصور رکھتا ہوں میں — اسی کے پریم کا رس چکھتا ہوں میں

رکھی منی اولیا جیتے ہوئے ہیں۔ — سبھی بے انت ہی کہتے گئے ہیں

تو ہی ہے میرے دل کا شان پیارے — تو ہی ہے میرے تن کی جان پیارے

تجھے سجدہ میرا اے جانِ جاں ہے — تو ہی آمرزگارِ عاصیاں ہے۔

تو ہی اول تو ہی آخر جہاں ہے — تو ہی ہمہ کال میں جلوہ کناں ہے

تو ہی ہر دم میری وِردِ زباں ہو — تو ہی ہر دم میرے دل کا دھیان ہے

تو ہی رکھوالا ہے دن رات میرا — تو ہے میرا ایش ہوں اے رام تیرا

حقیقت کا شمع روشن کیا ہے۔ — یہاں اس کو ضیا دینے کا دیا ہے۔

لگے ہر ایک کی جس سے طبیعت — ملے ہر ایک کو بے اندازہ لذت

سخن داناؤں کے اس میں بھرے ہیں — خیالات حقیقت سب بھرے ہیں

منور اس کو اپنے نور سے کر۔ — کہ جس سے ہو دلِ انسان منور

سب اسکے ظہور کا ہے یہ بس — حقیقت سے ہووے روشن دل ہر اک

فروزاں تا ابد ہووے جہاں میں۔ — رہے موجود ہر دورِ زماں میں۔

جہاں سے تار غفلت کی مٹا دے — ہر اک صاحب بصر کے جی کو بھا دے

میری ہے التجا یہ ہی خدایا — بھرے جام ارادت ہر کسی کا۔

[illegible]

فسانۂ ارادت

المعروف

چراغ حقیقت

مصنفہ

ست دھرم سیوک ملک چاند رام صاحب چدا کاشمی منٹگری

جس کو

رام سبھا لاہور نے

مطبع رفاہ عام سٹیم لاہور میں بماہ فروری ۱۹۱۱ء

طبع کرا کر نور جہاں بنایا

بار اول ۔ ۱۰۰۰ جلد

گندھک کا تیزاب پانی میں حل کر کے اسے بھی اس مطلب کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس برے سے حسب پسند سوراخ کر سکتے ہیں۔

آم بغیر سڑنے کے دیر تک رہیں

آموں کو درخت سے اسوقت توڑو جب وہ تین چوتھائی پک چکے ہوں۔ اور فوراً انکے منہ موم سے اچھی طرح بند کر دو۔ پھر مٹی کے تیل کا ٹین لیکر اور اس میں تین چوتھائی مٹی کا تیل اور ایک چوتھائی خالص شہد ڈالکر اس میں آم ڈال دو۔ اس کے بعد پیپے کا منہ رانگ سے خوب مضبوط بند کر دو۔ یہ احتیاط رہے کہ پیپہ یا ٹین چھکتا نہ ہو۔ پھر یہ پیپے یا ٹین مٹی کے تیل والے چوبی بکسوں میں فی بکس دو ٹین رکھدو۔ اور باحتیاط کسی خشک جگہ میں رکھو۔ جب آموں کی ضرورت ہو ٹین کو کھولکر آم نکالو۔ اور فوراً پانی سے اچھی طرح دھو ڈالو۔ ٹین کھولنے کے بارہ گھنٹہ بعد آم کھانے کے قابل ہو نگے۔ اس طریق پر دس مہینے تک آم محفوظ رہ سکتے ہیں کہ جب نکالو ایسے ہی تازہ ہو نگے۔ جیسے کہ تازہ توڑے ہیں۔ اسی ترکیب سے آم لنڈن بھیجے جاتے ہیں۔ اور مطلق خراب نہیں ہوتے۔

ایک اور طریقہ بھی ہے۔ جس سے آم محفوظ رہتے ہیں یعنی سرسوں کے تیل میں آم ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن اسطرح سے ذائقہ میں فرق آ جاتا ہے اس لیئے پہلا طریقہ اچھا ہے۔ کیونکہ اس سے ذائقہ میں فرق نہیں آتا۔

تمت بالخیر

جادو کا کاغذ

قلم دوات بیکار۔ چاولوں کی پیچ چار چھٹانک لیکر اس میں تھوڑا سا سوڈا اور کسیقدر سریش ماہی ڈالکر پکاؤ جب سریش گھلکر اسکیجان ہو جائے تو اس عرق میں کاغذ کے تختے تر کرکے ایک رسی پر لٹکا کر دھوپ میں خشک کرلو۔ جادو کا کاغذ بنجائیگا۔ اس عجیب غریب کاغذ پر لکھنے کیلئے دوات قلم کیضرورت نہیں۔ تانبے یا پیتل وغیرہ کسی دھات کے ایک ٹکڑے سے جو کچھ اس کاغذ پر لکھا جائے حرف سیاہ ہوتے جائینگے اور صاف پڑھا جائیگا۔

جادو کا قلم

سرسوں کا تیل ایک سیر موم تین چھٹانک دونوں چیزوں کو پکا کر تھوڑا سا صاف چونہ ملاؤ۔ سلو پکاتے رہو۔ جبتک جمنے کے قریب ہو جائے اسوقت کسی برتن میں جما دو۔ سرد ہو جانے پر ایک لمبا ٹکڑا کاٹ کر قلم کی صورت میں گول کرلو اور آہستگی کیساتھ چاقو سے پنسل کیطرح اسکا سرا باریک کرلو۔ اس قلم سے کاغذ پر جو کچھ لکھا جائیگا نظر نہ آئیگا۔ لیکن کاغذ کو پانی میں تر کرنے سے جو کچھ لکھا گیا ہے فوراً روشن ہو جائے گا۔

کانچ میں سوراخ کرنیکی ترکیب

عام طور سے شیشے کی چیز میں سوراخ نہیں ہوسکتا اسکے لئے خاص قسم کا برما بنایا جاتا ہے ایک فولاد کے ٹکڑے کا برما بنا کر اسکی نوک کو گرم کرکے نمک کے پانی میں بجھا کر پکانے سے تیار ہو جاتا ہے اس برمے سے شیشے کی چیزوں میں سوراخ کر سکتے ہیں مگر جس جگہ سوراخ کرنا منظور ہو ایک قطرہ تارپین تیل کا جسمیں تھوڑا سا کافور کیا ہوا ہو ڈالتے رہو۔ تاکہ برمے کا منہ سوراخ اس تیل سے تر رہیں

فلالین پر اسوقت استری کرنی چاہیئے۔ جب فلالین بالکل خشک ہو۔
اور استری بھی گرم نہیں بلکہ بالکل ٹھنڈی ہونی چاہیئے۔

کاغذ جوڑنے کے لئے عمدہ لئی

اعلےٰ درجہ کی لئی بنانے کی ترکیب حسب ذیل ہے۔
ایک چائے کے چمچے کے برابر میدہ لیکر اس میں آہستہ آہستہ یک پاؤ سرد پانی ملاؤ۔ اور خوب صاف کرلو۔ بعد ازاں ایک چٹکی پسی ہوئی پھٹکری ملا دو۔ بعض لوگ پھٹکری کی بجائے رال استعمال کرتے ہیں اور چند منٹ تک خوب پکاؤ۔ مگر ساتھ ساتھ اچھی طرح ملاتے رہو۔ کروزو سیلنٹ (مرکب پارہ) کے چند گرین اور تھوڑی سی شکر ملا دینے سے لئی سالہا سال تک محفوظ رہ سکتی ہے تمام دوائی ساز اس بارہ میں متفق القول ہیں۔

چاقو صاف کرنا

پیاز کو چیرنے سے چاقو پر پانی سا جمع ہو جاتا ہے جسمیں پیاز کی بو آتی ہے اسے صاف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چاقو فوراً سرد پانی میں دھو دیا جائے جس سے بو دور ہو جائے گی۔ گرم پانی سے دھونے سے بو باقی تو نہیں رہتا مگر بو باقی رہ جاتی ہے اسلئے ہمیشہ سرد پانی استعمال کرنا چاہیئے۔

ریشمی اشیاء سے چکنائی دور کرنا

داغ اور دھبے کی جگہ پر فرانسیسی چاک بسکٹ مل کر ریشمی چیز کو آگ کے پاس رکھو۔ اس سے چربی موم وغیرہ بالکل جذب ہو جائے گی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد اسکا نام و نشان بھی نہیں رہے گا۔

بوتل سے سرکہ کے داغ مٹانا

جب بوتل میں سرکہ سے دھبے پڑ جائیں تو انڈے کا چھلکا کچلکر بوتل میں ڈالو۔ اور گرم پانی ڈالکر خوب ہلاؤ۔ بوتل بالکل صاف ہو جائے گی۔

بادامی بوٹ کا سیاہ کرنا

اول بوٹ کو ریگ مال سے اچھی طرح صاف کرو۔ اور خیال رکھو کہ ذرا میل مٹی تک کہیں لگی نہ رہے۔ پھر فلالین کے ٹکڑے سے ہلکا ہلکا لیکوا ٹڈا امونیا ملد و اوپر سے امریکن سیاہی کسی چھوٹے سے برش سے پھیر کر خشک ہونے پر حسب معمول پالش کرو۔

قینچی تیز کرنا

جب قینچی کند ہو جائے۔ اور کام نہ دے تو اسکی دھار شیشہ کے ٹکڑے پر لگانے سے بہت تیز ہو جاتی ہے۔

شکار کے گوشت کی حفاظت

ایک شکاری کا بیان ہے کہ ذیل کی سطور بہت بیش قیمت ہیں کیونکہ وہ میرے کئی سال کے تجربہ کا لب لباب ہیں۔ جب شکار بودار معلوم ہو تو اسے فوراً تازہ دودھ میں ڈالدو۔ چاہیئے کہ پرند مذکور رات بھر دودھ میں پڑا رہے لیکن صبح دودھ فوراً پھینک دینا چاہیئے۔ وہ کسی کام کا نہیں رہتا کیونکہ تمام گندگی و آلائش اسمیں جذب ہو جاتی ہے۔

فلالین پر استری کرنا

قمیص وکالر اور کف استری کرنے کے بعد آگ کے سامنے لٹکا دینے چاہئیں اس طرح جلد خشک ہونے سے وہ زیادہ سخت اور چمکدار ہونگے۔

بال دراز۔ ملائم اور چمکدار ہوں

نصف اونس کا فور خوب باریک پیس کر دو چھٹانک جن (شراب کی ایک قسم) میں حل کر دو۔ اور بوتل میں ڈالکر آدھ سیر پانی ملا دو۔ سپنج سے ہفتہ میں دو تین بار اچھی طرح بالوں کی جڑوں میں لگاؤ۔ اور کم از کم ایک دفعہ ضرور نرم بالوں کا برش سر پر پھیرا کرو۔ اس سے بال خوب بڑھیں گے۔ اور ملائم و چمکدار ہو جائینگے۔

نشان ڈالنے والی سیاہی

کپڑے سے مارکنگ انک (نشان ڈالنے کی سیاہی) کا نشان مٹانے کیلئے اونٹ کے بالوں کے برش سے سائنائڈ آف پوٹاسیم نشان پر ملدو اور جب نشان مٹ جائے تو کپڑے کو ٹھنڈے پانی سے کھنگالو۔

پیاز کی بو دور کرنا

جس برتن سے پیاز کی بو دور کرنی ہو۔ پہلے اُسے ٹھنڈے پانی سے کھنگال کر گرم پانی سے اچھی طرح دھو ڈالو۔

مکھی مار کاغذ

السی کے تیل میں سنترف ڈالکر خوب پکاؤ۔ جب بیسدار لئی سی ہو جائے تو ٹھنڈا ہونے پر ایک لمبے برش سے کاغذ پر اچھی طرح پھیلا دو نہایت عمدہ مکھی مار کاغذ بن جائے گا۔

بالوں کا قبل از وقت بھورا ہونا

ایک ولایتی اخبار نے عورتوں کے مطلب کی سطور ذیل لکھی ہیں۔ بالوں کے بھورا ہونے کی بڑی وجہ بالوں کا خشک ہونا اور کافی اچھا پرورش کا بہم نہ پہنچنا ہے۔ چاہئیے کہ عمدہ تیل استعمال کرو۔ اور ہفتہ میں دو مرتبہ بالوں کی جڑوں میں وسیلین ملا کرو۔ اگر وسلین سے بال زیادہ چمٹ جائیں تو ایک کھردرے تولیہ سے رگڑ کر صاف کر لو۔

چمچے بنانے کی دھات

چونکہ ہندوستان میں مغربی رسم و رواج کے اجراء کے ساتھ چمچہ ایک لازمی خانگی شے سمجھا جانے لگا ہے اس لئے کاریگر ترکیب ذیل سے دھات تیار کر کے اس سے عمدہ اور پائدار چمچے بنا سکتے ہیں۔
رانگ ۹۵ حصہ۔ تانبا ۵ حصہ۔ سرمہ کی دھات ایک حصہ۔ ان تینوں کو پگھلا کر اس سے چمچے تیار کریں۔

موم بتی کے متعلق

موم بتی جلانے سے کچھ روز پہلے خریدنی چاہیئے۔ چند روز رکھ چھوڑنے سے وہ سخت ہو جاتی ہے۔ لہذا دیر میں پگھلتی ہے۔

بوٹ کی چمک بڑھانا

بادامی چمڑے کے بوٹ پر کیلے کا چھلکا نیچے کے رخ سے ملنے اور خشک ہونے پر اسلائیم کپڑے سے خوب رگڑ کر صاف کرنے پر اچھی چمک پیدا ہوتی ہے۔

ایک مفید اور کارآمد گٹکا

کچا انڈا پینے سے مچھلی کا کانٹا جو حلق میں اٹکا ہو فوراً اتر جاتا ہے۔

دھبے دور کرنا

پلنگ کی چادر وغیرہ پر انگریزی ادویات کے داغ دھبے دھلوانے سے پہلے دور کر دینے چاہئیں جسکی آسان ترکیب یہ ہے کہ فوراً تھوڑا امونیا ملا کر دھبوں پر پھیلا دو۔ اگر دھبے زیادہ گہرے ہوں تو اچھی طرح سے گلا کر اور خشک ہونے پر صابن سے دھونے سے پہلے ٹھنڈے پانی سے صاف کرو۔

کلاک رکھنے والوں کو ہدایت

کلاک کو ہمیشہ چلتا رکھنا چاہیئے۔ بند رکھنے سے اسکے پرزے خراب ہو جاتے ہیں۔ کلاک کی سوئیاں کبھی پیچھے ہٹانی نہیں چاہئیں۔

پڈنگ

پڈنگ اور کیک بنانے میں کشمش و منقی کی بجائے چھوہارے ڈالنے چاہئیں۔ یہ سستے خوش ذائقہ اور فائدہ مند ہو جاتے ہیں۔

انڈوں کو محفوظ رکھنا

انڈوں کو ایک منٹ ابال کر رکھنے سے مہینہ بھر تک نہیں بگڑتے یا تھوڑی دیر میں میٹھے تیل میں ڈبو رکھنے سے عرصہ تک گندہ ہونے سے محفوظ رہتے ہیں

کالر اور کف کیونکر چمکدار ہو سکتے ہیں

ہونگے کہ وہ اپنے جسم پر جس عزیز کی تصویر چاہیں ہو بہو کھینچ سکتے ہیں۔ جسکا طریقہ حسب ذیل ہے۔ سینہ۔ پشت۔ گردن۔ بازو۔ کلائی وغیرہ غرضیکہ جس حصہ جسم پر تصویر بنانی ہو۔ پہلے وہاں کلوڈین (یہ انگریزی دوائی کا نام ہے) کا ہلکا سا لیپ کریں اور اس پر تین دفعہ جیلاٹین کا لیپ کریں جب یہ لیپ خشک ہو جائے تو عکسی تصویر کا شیشہ جس پر فوٹو لیا گیا ہو وہاں جما دیں اور تین چار گھنٹے بعد کسی گرم کپڑے سے شیشہ کو دبائیں۔ اس طریق سے عکسی تصویر انسانی جسم پر صاف اتر آئے گی۔ کیا دل خوش کن تجربہ ہے۔

بوٹ پہننے والوں کیلئے ہدایت

جب بوٹ چر چر کرنے لگے تو بوٹ ساز کو بیھنے سے پہلے تلے کے کناروں پر تیل لگا دو۔

دستانہ صاف کرنے کی سہل ترکیب

میلے دستانہ کو ایک صاف میز پر یا تختہ پر رکھکر فلالین کا ٹکڑا اور پھٹکری سفید ہموزن خوب باریک پیس کر ملو (اس سے ننگا ورنہ بھی میلا ہو جائیگا) پھر برش پھیرو۔ اور خشک بھوسی دسفیدی چھڑک دستانوں کے سیدھ پر لٹکا دو۔

بچوں کو دودھ پلانا

بچوں کو دودھ پلانے کے لئے ہمیشہ کانچ یا چینی کا برتن استعمال کرنا چاہیئے۔ دھات کے برتن اچھے نہیں۔ برتن کی صفائی کا بڑا خیال رکھنا چاہیئے مستعمل برتن اول ٹھنڈے اور پھر گرم پانی سے دھو لے۔

کرو۔ جب تک داغ اچھی طرح دور نہ ہو جائے بار بار یہی عمل کرتے رہو۔

بال دھونیکے لئے ایک مفید چیز

کافور اور سہاگہ برابر برابر لو۔ اور ایک بوتل میں گرم پانی بھر کر اس میں ڈال دو۔ بوتل کو ایسی حالت میں ۲۴ گھنٹہ تک پڑا رہنے دو۔ اس میعاد کے گذرنے کے بعد سفنج وغیرہ سے بالوں کی جڑوں میں پانی لگانا چاہیئے۔ یہ پانی خوشگوار ہونے کے علاوہ بڑا مفید ہے۔

موسم گرما کیلئے عمدہ پانی

ویک آونس ادرک کا ست۔ اور اسی قدر لونگ کا ست ملاؤ۔ اور بیس سے تیس قطرے ایک گلاس پانی ڈالو۔ اس سے سنیر گرم پانی بھی عمدہ ہو جاتا ہے۔

عرق لیموں کی حفاظت

عرق لیموں کے محفوظ رکھنے کی ایک ترکیب یورپ میں عطار نے بیان کی ہے کہ دیگچی بھر پانی میں کھلی ہوئی بوتلیں مع کاگ کے رکھ دیا بس۔ جب پانی گرم ہو جائے کہ جبکی گرمی کا اثر بوتل میں پہنچ جائیگا تو کاک بند کر دیا جائے۔ اور بوتل نکال لیجئے۔ اسطرح بوتل میں عرق عرصہ دراز تک خراب نہوگا۔

اپنے جسم پر دوستوں کی عکسی تصویر بنالو

صدہا زندہ دل اور دوست مزاج اشخاص یہ خبر پڑھکر نہایت خوش

نے رہنے دو۔ صبح کے وقت بوتل کو ہلا کر دھو لو۔ پانی پھینکنے کے بعد کسی صاف کپڑے سے خشک کر لو۔

چوہے گھر میں نہ رہنے پائیں

ایک صاحب سینیٹری کمشنر مدراس نے فی الحال اپنے ایک لیکچر میں بیان کیا کہ چوہوں کے مارنے کی بہترین تدبیر جس کی میں نے آزمایش کی اور بعد تجربہ کے مفید پایا یہ ہے کہ تارکول میں گندھک ملا کر چوہوں کے سوراخ میں لگا چھوڑ دیجائے۔ میرے مکان میں چوہوں کے سوراخ جسقدر تھے۔ میں نے سب میں ایک ایک چمچہ تارکول جس میں گندھک ملی ہوئی تھی چھوڑ دیا۔ وہ چوہے اس کی بو سے بھاگ گئے۔ اور کئی مہینے تک کوئی چوہا نظر نہ آیا۔ طاعون کے زمانہ میں اس ترکیب سے آسانی سے تمام چوہوں سے نجات مل سکتی ہے۔

دری یا قالین سے چکنائی دور کرنا

مندرجہ ذیل ترکیب چکنائی دور کرنے کیلئے نہایت مفید ہے۔ چکنی جگہ کو باریک پسے ہوئے چاک سے اچھی طرح ڈھانپ دینا چاہیئے۔ اور اس کے اوپر ایک صاف بھورا کاغذ رکھکر گرم شدہ لوہا لگاؤ۔ چکنائی اور داغ سب دور ہو جائینگے۔

چھینٹ سے سیاہی کا دھبہ دور کرنا

داغ دھبے کی جگہ پر [illegible] نکال [illegible]

تیز سرکہ میں پڑا رہنے دو۔ لکھی ہوئی عبارت ابھر آئے گی اور صاف صاف پڑھی بھی جائے گی۔

موتی صاف کرنیکی ترکیب

سجی کھار۔ شورہ شنجرف اور چربی۔ کف دریا۔ ان سب کو ہم وزن چربی میں پکاؤ۔ جب کف آنے لگے۔ اس وقت مروارید کو اس میں پھراؤ اور صاف روئی میں لو۔ اگر صاف ہو گئے بہتر ورنہ بار دیگر پھراؤ۔ صاف ہو جائینگے۔

آئینہ صاف کرلو

صابون کو گرم پانی میں گھولکر اس سے آئینہ کو دھو لینا چاہیئے۔ بعد ازاں کھریا مٹی کو ململ کے کپڑے میں سے چھان کر اس پر ڈالنا چاہیئے۔ اور نرم ریشم کے کپڑے سے خوب ملکر صاف کر لینا چاہیئے۔

چوہوں کا دفعیہ

چوہے عموماً نصف شب کے وقت کاغذ کو کھڑکھڑا کر گھر والوں کو نہایت دق کرتے ہیں۔ اس لیئے ان کا دفعیہ بھی کاغذوں سے ہی کرنا چاہیئے۔ کاغذوں کو پانی میں بھگو رکھو۔ اور جب وہ نہایت نرم ہو جائیں تو انہیں اگر بلیک لیڈ میں بھگو لینا چاہیئے۔ ان سے چوہوں کے بلوں کو بند کر دینا چاہیئے۔ دوسرے روز کوئی چوہا گھر میں دکھائی نہ دے گا۔ سب بھاگ جائینگے۔

بوتلوں کے اندرونی داغ اور دھبے دور کرنا

بوتل میں تھوڑا سا پانی اور کچھ چائے کی پتیاں ڈالکر اسے رات بھر پڑا

پانی میں ڈال کر خوب جوش دے لیں اور باقیماندہ پانی کو چھان کر بقدر ضرورت کی چاشنی پکائیں۔ بعد ازاں مرتبان گلی میں رکھ چھوڑیں۔ یہ مربہ آنکھوں کو تقویت دیتا ہے۔ اور قبض تو کبھی پاس نہیں پھٹکتا۔ لڑکوں کا ذہن بڑھاتا ہے۔

گلاب کے پھولوں کا لذیذ حلوہ

تازہ خوشبودار گلاب کے پھول چن کر پنکھڑیاں الگ کر لو۔ خراب مرجھائی ہوئی پنکھڑیوں کو پھینک دو۔ اگر کوئی گلاب کا ٹکڑا یا کوئی اور چیز پنکھڑیوں پر ہو تو الگ پھینک دو۔ پھر ۲½ اونس پنکھڑیوں کو باریک پیس کر ان پر نفیس پسی ہوئی چینی چھڑک دو۔ اور ڈھانپ کر نصف گھنٹہ تک پڑا رہنے دو۔ پھر ایک سیر خالص دودھ کسی برتن میں ڈال کر نرم آگ پر رکھو۔ اور گلاب کی پتیاں ملا کر نصف گھنٹہ تک پکنے دو۔ جب دودھ کھولنے لگے تو اس کو صاف چینی کے برتن میں انڈیل کر پنکھڑیوں کو نچوڑ لو۔ اور دودھ کو پھر حسب سابق ½ پونڈ چینی کے ساتھ آگ پر رکھ دو۔ پھر ¼ پونڈ میدہ ½ پونڈ چاول کا میدہ لیکر علیحدہ تھوڑے سے دودھ میں لاؤ۔ اور تھوڑا سا نمک اور کرم دانہ اسمیں ایزاد کرو۔ اور ادھا کھولتا ہوا دودھ اس مرکب میں ڈال دو۔

بعد ازاں ان تمام چیزوں کو دودھ میں ملا کر چولھے پر پڑا رہنے دو حتیٰ کہ حلوہ گاڑھا اور صاف ہو جائے۔ لیکن بار بار ہلاتے رہو۔ ٹھنڈی کر کے استعمال کرنے سے اور بھی لطف دیتا ہے۔

انڈے پر لکھنے کا ایک سہل طریقہ

انڈے پر چربی سے کوئی عبارت لکھو اور چونے کے پانی میں تھوڑا سا لیموں کا رس ڈال کر اس میں انڈے کو خوب ابالو۔ یا انڈے کو چند گھنٹے

۔ جوڑنے کی ہیچ کی جاتی ہے جو کہ تجربے سے درست ثابت ہوتی ہے۔

ترکیب بنانے کی ۔ قلعی کا چونا بغیر بجھا ہوا۔ ایک سیر۔ راکھ ۱/۲ سیر۔ آب مقطر ایک سیر۔ ان تینوں چیزوں کو لیکر آگ پر خوب گرم کریں۔ اور جب تہائی حصہ باقی رہجائے اتار لیا جائے۔ اور اس میں سینگوں کے ٹکڑے ڈال دیئے جائیں۔ دو تین دن کے بعد جب وہ نرم ہو جائیں مرضی کے موافق سانچوں میں دبا کر بنا لیویں۔

ترکیب جوڑنے کی

ٹوٹے ہوئے برتن یا کھلونے کو اگر اس کے ریزے نہ ہو گئے ہوں تو ذیل کی ترکیب سے جوڑ لیں۔ انکے اوپر نیچے کے کناروں کو اچھی طرح ملا کر نیچے ایک گیلا کپڑا رکھو اور لوہے کا تار خوب لال کر کے اوپر لگا دینے سے جڑ جاتا ہے

ادرک کا مربہ

ادرک کو چھیلکر دہولیں اور سوئی وغیرہ گود لیں۔ اور خالص چونے کے پانی کے اندر قریباً پانچ روز تک بھیگا رکھیں۔ اور پھر صاف پانی سے دہوکر پانچ تولہ جامن کے پتہ کے ساتھ دو سیر پانی میں جوش دیں۔ اور جب خوب جوش کھا جائے تو نیچے اتار کر پانچ مرتبہ سرد پانی سے دہولیں اور ایک تار کی چاشنی میں ملا کر آہستہ آہستہ ہلاتے رہیں۔ یہانتک کہ وہ گاڑھا ہو جائے اور بعد ازاں گلاب جل ملا دیں مربہ تیار ہوگا۔

ادرک ایک سیر۔ گلاب جل ایک تولہ۔ پتھر یا چونہ پانچ تولہ۔ جامن کے پتے پانچ تولہ۔ چاشنی ایک سیر۔

ہڑڑ کا مربہ

ایسی سیاہی جس پر آگ اثر نہ کرسکے

گوپال گوند یا دال ۱۲ گرین۔ گرافٹ ۲ ڈرام۔ کیمس ۲ ڈرام۔ شکر ماند ۲ ڈرام۔ سلفٹ آف انڈیگو ۸ ڈرام سب کو پانی میں جوش دے لیں۔

لکھنے پڑھنے کے سامان کو آگ سے محفوظ رکھنا

بارہا تجربہ کیا گیا ہے۔ کہ ایسا کاغذ تیار کیا جا سکتا ہے جس پر آگ کچھ اثر نہیں کر سکتی ۔۵ سے ۔۷ جزو تک اسبسٹور ۔۲ سے ۵۰ جزو سن یا کپڑے کی کترن وغیرہ اور ½ ۲ نیصدی پھٹکری اور سہاگے سے ہر قسم کا کاغذ بنا کر دیکھا جا چکا ہے۔ اور وہ ہر حالت میں اچھا رہتا ہے۔ کبھی کبھی کاغذ کی سختی بڑھانے کے لیئے سیلیکیٹ آف سوڈا بھی شامل کر لیتے ہیں۔ اگر کاغذ کو زیادہ موٹا کرنا منظور ہو تو درمیان میں سادہ کاغذ رکھ کر ہر دو جا محفوظ الالتہاب کاغذ کے دو ورق مثل وصلی چسپان کر دینے چاہئیں۔

دیگر

سہاگہ ½ پونڈ۔ پھٹکری ½ پونڈ۔ سن یا کپڑے کی کترن وغیرہ ایک پونڈ یہ کاغذ بھی عام طریقہ سے بنایا جاتا ہے۔ اور کسی مزید عمل کی چنداں ضرورت نہیں۔

بھینس اور گائے کے سینگ کے کھلونے

یہ ایک آسان بات ہے کہ خواہ کیسا ہی برتن یا کھلونا بنانا ہو ان سینگوں سے بنا سکتے ہیں۔ مگر سانچوں کا ہونا ضروری ہے ذیل میں ایک ترکیب بنانے

دیگر

۱۰ پونڈ ہڈیوں کو جلا کر پیس لو اور ۵۰ پونڈ پانی میں جس میں ۲ پونڈ تیزآب گندھک ملا ہوا ڈالدو۔ اور ہلا کر دو روز تک رکھا دو۔ تو رنگا ہے گا ہے اسکو ہلا دیا ضروری ہے۔ اس کے بعد آب مقطر ۱۰ پونڈ اور ملا کر فلٹر کرلو۔ پھر ۵ پونڈ سلفیٹ آف میگنیشیا ۱۵ پونڈ پانی میں حل کرکے اس میں ملا دو اور کاسٹک امونیا اتنی ملاؤ کہ عرق میں اسکی بو بسا جائے۔ اور تلچھٹ تہ نشین ہو جائے۔ اس وقت باریک ململ میں چھان کر تلچھٹ کو گرم جگہ میں رکھکر خشک کرکے باریک پیس لیں اور بعد ازاں اس میں سے دو پونڈ لیکر ایک پونڈ ٹنگسٹیٹ آف سوڈا۔ اور ۲ پونڈ نشاستہ گندم اور بقدر ضرورت نیل ملاکر رکھو وقت ضرورت دو چند پانی میں حل کرکے کپڑے کو اچھی طرح سے اس میں تر کرکے خشک کرلو۔

سہاگہ۔ امونیم کلورائیڈ۔ سلیکیٹ آف سوڈا۔ اور امونیم فاسفیٹ۔ نوشادر۔ امونیم سلفیٹ سوڈیم ٹنگسٹیٹ۔ سلیکیٹ وغیرہ اشیاء کو جلنے سے محفوظ رکھتے ہیں۔

دیگر

امونیم فاسفیٹ ۸ پونڈ۔ امونیم کاربونیٹ ۲ پونڈ۔ بورک ایسڈ ۳ پونڈ سہاگہ ۲ پونڈ نشاستہ ۲ پونڈ۔ پانی ۱۰۰ پونڈ۔

سوڈیم ٹنگسٹیٹ ایک پونڈ۔ سہاگہ ۲ پونڈ۔ چاک ۱ پونڈ۔ ڈیکسٹرین ایک پونڈ جو صابون کے پانی میں حل کیا گیا ہو استعمال کریں۔

دیگر

امونیم فاسفیٹ ۵ پونڈ۔ پھٹکری ۵ پونڈ۔ پانی ۱۰۰ پونڈ۔

دیگر

اس مصالحہ کو گرم گرم لگاتے ہیں۔ اور اپنی ضرورت کے مطابق کم و بیش کر لیا کرتے ہیں۔ جس کپڑے یا لکڑی پر ملایا جائے وہ آگ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

سلفیٹ آف امونیا ۸ پونڈ۔ بورانک ایسڈ ۳ پونڈ۔ سہاگہ ۱ پونڈ پانی ۱۰۰ پونڈ

دیگر

سلفیٹ آف سوڈا ، سہاگہ۔ بورانک ایسڈ وغیرہ پانی میں حل کرکے استعمال کرتے ہیں۔

دیگر

فاسفورک ایسڈ بورانک ایسڈ امونیم سلفیٹ پانی میں حل کرکے کپڑے کو اس میں تر کر لیں واضح ہو کہ امونیا ایلم اور سلفیٹ آف سوڈا اس لئے استعمال کئے جاتے ہیں کہ ان کو ہونے کم قیمت ہے۔

دیگر

ایک ہزار پونڈ سریش میں ۵۰ پونڈ سہاگہ حل کریں۔ یا ایک ہزار پونڈ لئی میں ۱۵ پونڈ سہاگہ ڈال لیں اور کپڑے کو گرم گرم میں غوطہ دیں۔

دیگر

سلفیٹ آف پوٹاشیم اور پھٹکری ملے ہوئے رکب ہیں کہ شعلہ کو پیدا ہونے نہیں دیتے۔ دیگر چیزیں جل سکتی ہیں اور ان میں شعلہ نہیں پیدا ہوتا۔

دیگر

موم سفید ۶ اونس۔ روغن تارپین ایک پنٹ۔ نرم آنچ پہ گرمی دیکر مل کریں۔

کپڑے کو آگ سے محفوظ رکھنا

اس مرکب کپڑے کو اچھی طرح سے رنگ کر خشک کرو۔ اور استری کرو۔ یہ عمل ہر قسم کے کپڑوں پر کر سکتے ہیں۔ سلفیٹ آف امونیا ۸ پونڈ۔ کاربونیٹ آف امونیا ۲½ پونڈ۔ بوراسک ایسڈ ۳ پونڈ۔ سہاگہ ۱¾ پونڈ۔ نشاستہ ۲ پونڈ پانی ۱۰۰ پونڈ ان تمام چیزوں کو آگ پر پکائیں۔

دیگر

سہاگہ ۵ پونڈ۔ ہائیڈرو کلوریٹ آف امونیا نوشادر ۱۵ پونڈ۔ کمہار کی مٹی ۵ پونڈ۔ جیلاٹن ½ ۱ پونڈ۔ سریش ۵ پونڈ۔ پانی ۱۰۰ پونڈ۔ اور کسی قسم کے پتھر کا باریک سفوف بھی ملا دینا چاہیئے تاکہ مصالحہ گاڑھا اور تہ دار ہو جائے یہ مذکورہ مصالحہ تھیٹریکل کمپنی میں برتتے ہیں اور موٹے سوتی کپڑوں مکانات پردوں اور دروازوں اور چوکھٹوں وغیرہ پر برش سے لگا دیتے ہیں۔

دیگر

ذیل کے مرکب میں پھونس۔ دوسوتی۔ جہاز کے پال۔ ریلگاڑیوں کے پردے اور موٹی قسم کے اور باریک قسم کے ٹاٹ وغیرہ بھگونے چاہئیں اور خشک کر کے استعمال کریں۔ سہاگہ ۳ پونڈ۔ بوراسک ایسڈ ۲ پونڈ ہائیڈرو کلوریٹ آف امونیا ۵ پونڈ۔ پانی ۱۰۰ پونڈ۔

ترکیب دیگر

شیشے کو قدرے گرم کریں۔ اور عمدہ سفید موم اسپر پھیر دیں اور تصویر یا نقشے کو نم دے کر اس پر دبا دیں۔ جب اچھی طرح خشک ہو جائے تصویر یا نقشے کو علیحدہ کر لیں چمکدار ہو جائیں گی۔

سفید وارنش

سندرس ایک اونس مصطگی ۴۔ اونس۔ گم ایمنی ½ ۱۔ اونس۔ ریکٹی فائیڈ سپرٹ آف وائن ایک کوارٹ۔ نرم آنچ پر حل کر کے باریک کپڑے میں چھان لیں۔

دیگر

مصطگی ۲۔ اونس۔ کینیڈا بالسم ½ اونس۔ الکحل ایک کوارٹ۔ سندرس ۲۔ اونس۔

دیگر

عمدہ لاکھ ۲۔ اونس۔ کی فور ایک اونس۔ تیز الکحل ایک کوارٹ حل کر کے ۲۔ اونس مصطگی۔ ایک اونس وینس ٹرپن ٹائن ملا لیں اور اچھی طرح حل کر کے چھان لیں۔ نہایت عمدہ وارنش ہوگی اکثر کھلونوں پر اسکو استعمال کرتے ہیں۔

سفید وارنش لکڑی کیواسطے

موم سفید ۳ جزو۔ مٹی کا تیل ۳ جزو۔ گرم گرم لکڑی پر لگائیں اور سخت کپڑے سے پالش کریں۔

بلیک روکسائیڈ آف کاپر ۱۰ جزو۔ گندھک ۳/۴ ۲۲ جزو۔ کلوریٹ آف
پوٹاش ۲۴ جزو۔ نائٹریٹ آف پوٹاش ۳/۵ ۲۲۔ سلفیوریٹ آف انٹی منی ۳/۴
جزو۔ بلیک اوکسائیڈ انٹی منی ۳/۴ جزو

بگھی کیواسطے وارنش

مردہ سنگ ۱/۴ پونڈ۔ السی ٹیرٹ آف لیڈ ۱/۲ پونڈ۔ کیس ۱/۴ پونڈ۔ گوند افی
ٹمنی ۴ سیر۔ روغن السی ۳/۴ ۲ گیلن۔ تارپین کا تیل ۱/۲ ۵ گیلن۔ اس وارنش کو
تیار کرلو۔ موسم سرما میں ۴ گھنٹہ میں اور گرمی میں ۲ گھنٹہ میں خشک ہو جاتی ہے
بگھی کے علاوہ اسے دیواروں کے نقش کیئے ہوئے حصے میں بھی لگا سکتے ہیں
اور یہ زیادہ تر سیاہ رنگ کی گاڑیوں میں استعمال کرتے ہیں۔

مطبوعہ تصاویر کیلئے وارنش

عمدہ سفید رال ۲۔ اونس۔ کینیڈا بالسم ۲۔ اونس۔ ایک کوارٹ روغن
تارپین میں حل کرکے دو ہفتہ کے بعد استعمال میں لائیں۔

دیگر

ڈیمن مائن کو آگ پر اس قدر سکھاؤ کہ خستہ ہو کر سفوف کے موافق
ہو جائے۔ پھر اس کو روغن تارپین میں حل کرکے استعمال کر سکتے ہیں۔

دیگر

سندرس ۲۰ جزو۔ مصطگی عمدہ ۸ جزو۔ کافور ایک جزو۔ الکحل ۱۰۴
جزو۔ وارنش لگانے سے پہلے ایک یا دو پونے جلاٹین کے پھیر لینے ضروری ہیں

گندھک ۲۳ جزو۔ جست کا برادہ ۱۸ جزو۔ سنہدق کا بارود ½۱۲ جزو۔ شورہ ¼۴۲ جزو۔

دیگر

گندھک ۲۰ جزو۔ بلیک انٹی منی ۱۰ جزو۔ میل پوڈر ۶ جزو۔ کافور ۴ جزو

دیگر

گندھک ۴۲ جزو۔ شورہ ۵۷ جزو۔ کوئلہ ایک جزو۔

قرمزی روشنی

کوئلہ بید مجنون کے ¾۵ جزو۔ گندھک ½۲۲ جزو۔ کلوریٹ آف پوٹاسس ¼۴ جزو۔ نائٹریٹ آف اسٹرونشیا ½۶۷ جزو۔

ہلکا زردی مائل

خشک چاک مٹی ۲۰ جزو۔ گندھک ۳۵ جزو۔ کلوریٹ آف پوٹاش ۴۹ جزو بلیک اوکسائیڈ آف کاپر ۶ جزو۔

اودی روشنی

گندھک ۱۲ جزو۔ بلیک اوکسائیڈ آف کوپر ۱۲ جزو۔ کلوریٹ آف پوٹاش ۳۰ جزو۔

دیگر

دیگر

بندوق کا بارود ۵ جزو۔ گندھک ۲۰ جزو۔ خشک شدہ نائٹریٹ آف اسٹرونشیا ۷۲ جزو۔ پتھر کے کوئلہ کی راکھ ۲ جزو۔

دیگر

گندھک ایک جزو۔ سلفیورٹ آف انٹی منی ایک جزو۔ شورہ ½ جزو خشک شدہ نائٹریٹ آف اسٹرونشیا ۵ جزو۔

ارغوانی روشنی

گندھک ۱۰ جزو۔ میٹالک کوپر ۱۵ جزو۔ کلوریٹ آف پوٹاش ۳۰ جزو۔ کوئلہ ۵ جزو۔

سبز روشنی

کلوریٹ آف پوٹاش ۵ جزو۔ باریک کوئلہ ۳ جزو۔ گندھک ۱۳ جزو۔ نائٹریٹ آف برائیٹا ۷۷ جزو۔

دیگر

کلوریٹ آف پوٹاش ½۳ جزو۔ نائٹریٹ آف برائیٹا ½۶۱ جزو۔ کوئلہ ¾ جزو۔ سلفیورٹ آف ارسنک ¾۱ جزو۔ گندھک ½۱ جزو۔

سفید روشنی

بندوق کا بارود، ۳ جزو۔ گندھک ۱۱ جزو۔ کاجل ۵ جزو۔ ان سب کو الکحل میں لئی کیطرح کرلیں۔ اور ½ انچہ مکعبی شکل کے ٹکڑے کاٹ کر ان کی دم میں جھاڑو کی سینک لگادیں یا تار پہ دکریں۔ پھر جب تماشا دیکھنا چاہیں رات کو چراغ دکھادیں۔ اوّل بارود بھک سے اڑ جائیگا۔ اور پھر کچھ مادہ پگھلکر عجیب طرح کی چنگاریاں نمودار کریگا جس سے حاضرین ازبس محظوظ ہونگے۔

پیالیوں میں بھر کر روشن کرنیکا مصالحہ

نیلی روشنی

کلوریٹ آف پوٹاش ۵۰ جزو۔ شورہ ۵۰ جزو۔ امونیا سلفیٹ آف کاپر ۳۰ جزو۔ گندھک سلفیٹ آف پوٹاش ۳۰ جزو۔ یاد رہے کہ اس قسم کی روشنی سعیٹریکل کمپنیاں اپنے تماشہ گاہ میں کرتی ہیں۔ جو اس قدر تیز ہوتی ہے کہ بعض اوقات اس پر آنکھ نہیں ٹھہر سکتی۔

دیگر

سلفیٹ آف کاپر ۷ جزو۔ گندھک ۴۲ جزو۔ کلوریٹ آف پوٹاش ۶۹ جزو۔

دیگر

گندھک ۲ جزو۔ شورہ ۵ جزو۔ بیٹالک انٹی منی ایک جزو

سرخ روشنی

گندھک ۱۰ جزو۔ کوئلہ ½ ۱ جزو۔ سلفیٹ آف انٹی منی ½ ۳ جزو۔

دیگر

میل پوڈر ۱۲ جزو۔ لوہے چون ۵ جزو۔

چینی انار

کوئلہ ۳ جزو۔ لوہے چون ۷ جزو۔ گندھک ۱ جزو۔ میل پوڈر ۱۰ جزو۔

دیگر

گندھک ۴ جزو کوئلہ ۴ جزو۔ شورہ ۱۶ جزو۔ میل پوڈر ۱۶ جزو۔

چینی پارے کی بارش

کوئلہ ۱/۲ ۲۔ اونس۔ میل پوڈر ایک۔ پاؤنڈ۔

۱/۲ ۲۔ انچ لمبے خول ۱/۲ ۱۔ انچ قطر کی سلائی پر پیچ لچھا کی طرح تیار کرلیں۔ اور مصالحہ مذکور بھر کر پیالیاں فاصلے پر رسّی پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک باندھ دیں۔ اور حسب ضرورت آگ لگادیں۔

چکر کا مصالحہ

گندھک ۱/۲ ۱۔ اونس۔ شورہ ۱۳۔ اونس۔ میل پوڈر ۲۲۔ اونس

سانپ

گندھک ایک اونس۔ کوئلہ ۴۔ اونس۔ شورہ ۳۔ اونس۔ میل پوڈر ۱ اونس۔

عجیب قسم کا مصالحہ

ڈمر جہازی سگنل کہتے ہیں۔ گندھک ۱۲۔ اونس۔ کوئلہ ایک پسا ہوا شورہ ۴ پونڈ۔

چارٹیرز کوپر کا نسخہ

کلوریٹ پوٹاش اور نیلا تھوتھا ہم وزن لیکر علیحدہ علیحدہ تھوڑے سے پانی میں حل کرکے ہلکی آنچ پر پکائیں۔ جب گاڑھی سبزی مائل خشک ہو جائے اس میں تیز امونیا اتنا ملائیں کہ گہرا نیلا ہو جائے۔ اس وقت نرم آنچ پر خشک کرکے باریک پیس لیں۔

معمولی انار

نہایت باریک شیشہ کا چورا ۵ جزو۔ میل پوڈر ۱۶ جزو۔

دیگر

گندھک ۴ جزو۔ کوئلہ ۴ جزو۔ شورہ ۸ جزو۔ میل پوڈر ۱۶ جزو۔

دیگر

کوئلہ ایک جزو۔ میل پوڈر ۴ جزو۔

سفید رنگ چینی انار

گندھک ۳ جزو۔ لوہے چون ایک جزو۔ شورہ ۱۰ جزو۔ میل پوڈر ۱۶ جزو۔

دیگر

گندھک ۲ جزو۔ لوہے چون ۶ جزو۔ شورہ ۴ جزو۔ میل پوڈر ۱۰ جزو۔

خدنگا

یورپ کے آتش باز خدنگ کو بڑے اندازوں پر پیش کرتے ہیں یعنی ایک اونس سے لیکر دو پونڈ تک تیار کرتے ہیں۔ دو پونڈ والے مصالح والے سر ½ ۹ فٹ طویل لمبی دم یعنی لکڑی باندھتے ہیں جسکا اوپر کا سرا ایک انچ کا اور نیچے کا ½ ۱۔ انچ مربع کاٹتے ہیں۔ باقی حصہ کا دُوم ہوتا ہے۔ اور ایک پونڈ کے واسطے ¼ ۸۔ انچ لمبی دم یعنی لکڑی باندھتے ہیں جسکا بالائی حصہ ¾ انچ اور نیچے کا ¾ انچ ہوتا ہے ½ پونڈ کیواسطے ۔ ۶ فٹ کی اور ۴۔ اونس کے لیے ۵ فیٹ ۴۔ انچ کی۔

ایک اور آسان قاعدہ یہ ہے کہ تیار شدہ خدنگے میں ایک زیادہ لمبی لکڑی باندھکر اور ایک انچ جگہ چھوڑکر انگلی پر سہارا دیتے ہیں۔ اگر ترازو کی طرح برابر وزن ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر لکڑی کیطرف کا سرا جھکتا ہے یا کم ہو جائے۔ تو لکڑی بڑھانے گھٹانے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔

اکثر لوگ ان خدنگوں میں سُرخ اور سبز رنگ کے ستارے بھی بھرتے ہیں۔ جو دو پاؤ والے میں آدھی چھٹانک بھرنے چاہئیں۔ اور اس طرح پر مرکب کرلو۔ میل پوڈر ۲ حصہ باریک کوئلہ ایک حصہ۔

خدنگے کا مصالح

گندھک ۴۔ اونس۔ کوئلہ ۲۔ اونس۔ شورہ ۱۰۔ اونس۔

جہازی خدنگے کا مصالح

جہازرانوں کو جب کسی قسم کا خطرہ معلوم ہوتا ہے تو اسوقت جو خدنگے چلاتے ہیں

اسٹرونشیا ۱۰ جزو۔ ڈیکسٹرین ایک جزو۔ چارٹیرز کاپر ایک جزو۔

ارغوانی قلم

کیلول ۴۲ جزو۔ کاربونیٹ آف اسٹرونشیا ۴ جزو۔ چارٹیرز کاپر ۳ جزو۔ شکر سفید ۱۴ جزو۔ کلورائٹ آف پوٹاش ۲۶ جزو۔

نیلا قلم

کیلول ۵ جزو۔ مصری ۴ جزو۔ چارٹیرز کاپر ایک جزو۔ کلورایٹ آف پوٹاشس ۲۶ جزو۔

دیگر

کیلول ۴ جزو۔ مصری ۲۴ جزو۔ چارٹیرز کاپر ۱۲ جزو کلورایٹ آف پوٹاش ۲۳ جزو۔

گلابی قلم

گندھک ۲ جزو۔ اسٹرین ۳ جزو۔ اوگزلیٹ آف اسٹرونشیا ۴ جزو کلورایٹ آف پوٹاش ۴۲ جزو۔

بکائنی رنگ

صاف شدہ چاک مٹی ۴ جزو۔ گندھک ۵ جزو۔ کلورائٹ آف پوٹاشس ۱۲ جزو۔ کیلول ۲ جزو۔ سلفائڈ آف کوپر ۱۰ جزو۔

گندہک ۴ جزو- میل پوڈر ۸ جزو- شورہ ۱۶ جزو-

دیگر

گندہک ۲۴ جزو- ریگولس آف انٹی منی ۴۸ جزو- ریلگر ۲ جزو- لاکھ ایک جزو- شورہ ۹۶ جزو-

دیگر

گندہک ۴ جزو- سلفائڈ آف انٹی منی ۳ جزو- شورہ ۱۲ جزو

دیگر

گندہک ۱۸ جزو- شورہ ۲۵ جزو- ریگولس آف انٹی منی ۳ جزو- ریلگر ایک جزو- لاکھ ایک جزو-

دیگر

گندہک ایک جزو- میل پوڈر ۶ جزو- شورہ ۱۶ جزو-

سرخ قلم

باریک پسا ہوا کوئلہ ایک جزو- چارٹیبر نکوبر ایک جزو- کلورائٹ آف پوٹاش ۱۲ جزو- نائٹریٹ آف اسٹرونشیا ۱۲ جزو- کیلومل ۲ جزو- لاکھہ ۲ جزو-

دیگر

کیلومل ۸ جزو- لاکھہ ۳ جزو- کلورایٹ آف پوٹاش ۱۲ جزو- نائٹریٹ آف

سے تک پیوست کردو تاکہ ایک ہی جگہ ہی آگ دینے سے سب میں پھر جائے اور سب ایک بار جلنے لگیں۔ ان قلموں کو دو دو انچ کے فاصلے پر باندہ لو۔ یا جیسا مناسب سمجھو۔ کیونکہ ان کے لیے کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں ہے چیزوں سے طول و عرض کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور اسکی سطح پر سفید یا رنگین کاغذ جمانا پڑتا ہے۔ تاکہ خوبصورت معلوم ہوں۔ اور یہ تمہارا اختیار ہر کہ قلموں کو اس میں پرو کر ایک ہی قطار میں باندھو یا قطار دوہری کر لو۔

سبز قلم

اسٹرین ۳ جزو۔ مصری ۳ جزو۔ کلورائٹ آف برائیٹا ۴۲ جزو۔

دیگر

کیاوپل ۷ جزو۔ لاکھ جزو۔ کلوراییٹ آف رانا ۱۸ جزو۔

زرد قلم

اوکرلیٹ آف سوڈا ۱۲ جزو۔ لاکھ ۶ جزو۔ اسٹرین ۶ جزو۔ کلورائٹ آف پوٹاش ۸۰ جزو۔

دیگر

اوکرلیٹ آف سوڈا ۲۰ جزو۔ گندھک ۴ جزو۔ اسٹرین ۲ جزو۔ کلوریٹ آف پوٹاش ۶۲ جزو۔

سفید قلم

یہ قلم اگرچہ سفید کہلاتی ہے۔ مگر اس میں تھوڑا نیلا پن ظاہر ہوتا ہے۔

۱۸ جزو - کیلومل ۲۴ جزو -

دیگر

کلورایٹ آف پوٹاش ۴۰ جزو - کیلومل ۲۰ جزو - چارٹیرڈ کاپر ۲۰ جزو اسٹرائن ۳ جزو - ڈیکسٹرائٹ ۱۰ جزو -

دیگر

چارٹیرز کاپر ۱۳ جزو کیلومل ۱۲ جزو - لاکھ ۸ جزو - اسٹرائن ایک جزو کلورایٹ آف پوٹاش ۲۰ جزو -

سبز مہتاب

کلورایٹ آف پوٹاش ۲۲ جزو - کیلومل ۱۶ جزو - لاکھ ۴ جزو - باریک کوئلے ۴ جزو گندھک ۱/۲ ۴ جزو - نائٹریٹ آف برائٹڈ ۳۲ جزو -

آتشبازی

اب ہم اس آتشبازی کا ذکر کرتے ہیں جو بڑے بڑے راجے مہاراجے شادیوں میں چھوڑتے ہیں - یا کسی شہزادہ یا گورنر یا لفٹنٹ گورنر کی آمد کی خوشی میں ایک ٹٹی پر خوش رنگ حروف میں کسی قسم کا چہرہ یا مبارکباد یا کوئی عمدہ عبارت لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے اس عمل سے جسطرح طبیعت چاہے اور جس رنگ میں مطلوب ہو اردو - انگریزی یا ہندی یا شاستری میں یا ہندسوں میں غرض جس قسم کے بیل بوٹے یا عبارت بنانی چاہو بنا سکتے ہو -

پھولجھڑی کی مانند انکے خول بھی ۱۳ - انچہ لمبے بنا کر مصالحہ بھر لو - اور ایک ٹٹی پر جو باریک جبضری کی بنائی ہوتی ہے - ان قلموں کو یکساں فاصلے پر حروف کی شکل میں باندہ لو - اور ہر ایک میں برابر کا شتابہ ایک سرے سے دوسرے

ارکزلیٹ آف سوڈا ۱۶ جزو۔ لاکھ ۱۸ جزو۔ کلورائٹ آف پوٹاش ۲۴ جزو

ایضاً

گندھک ۶ جزو۔ اسٹرانَن ۹ جزو۔ اوکزلیٹ آف سوڈا ۱۰ جزو۔
کلورائٹ آف پوٹاسش ۷۶ جزو۔

سفید رنگ کا مہتاب

گندھک ۲ جزو۔ میلن پوڈر ۲ جزو۔ شورہ ۸ جزو۔

ایضاً

گندھک ایک جزو۔ سلفائڈ آف انٹی منی ایک جزو۔ شورہ ایک جزو۔

سُرخ مہتاب

کیلومل ۲۰ جزو۔ لاکھ ۱۲ جزو۔ چارفیرنگاپر ۴ جزو۔ بلیک پسے ہوئے
کوئلے ایک جزو۔ کلورائٹ آف پوٹاش ۴۴ جزو۔ نائٹریٹ اسٹرونشیا ۵۴
جزو۔

دیگر

نائٹریٹ آف اسٹرونشیا ۵۶ جزو۔ کیلومل ۱۵ جزو۔ کلورائٹ آف پوٹاش
۳۴ جزو۔ چارفیرزکوپر ۴ جزو۔ لاکھ ۱۸ جزو۔ ڈیکسٹرائن ۲۲ جزو۔

ارغوانی اور اودا مہتاب

بیشیلک یعنی لاکھ ۷ جزو۔ چارفیرڈ کاپر ۴۲ جزو۔ کلورائٹ آف پوٹاش

پھلجھڑیوں کے خول قطر میں ½ ۱- انچ سے ½ ۱-۱ انچ تک تیار کرتے ہیں۔ جو ورپ میں بجائے صابون اور تفنگوں کے کام لاتے ہیں جن میں یہ مصالح مرکب کرکے بھرتے ہیں۔ میل پوڈر ایک جزو۔ گندھک ۲ جزو۔ شورہ ۶ جزو۔

ایضاً

شیشے کا چورا ۵ ۲۸- اونس۔ پیتل کا برادہ ایک اونس۔ شورہ ½ ۳ پونڈ میل پوڈر ایک پونڈ۔ سرمہ ½ پونڈ۔

ایضاً

گندھک ۳ پونڈ۔ شورہ ۲ پونڈ۔ سرمہ ایک پونڈ۔

مہتاب

مہتاب کی روشنی نہایت شفاف مثل چاندنی کے ہونی چاہیئے۔ اور خوبی تب ہی ہے۔ کہ دھواں نہ ہو۔ اس کے خول حسب ضرورت تیار کرلیتے ہیں۔ پتلے اور موٹے یعنی لمبے چھوٹے جیسے درکار ہوں تیار کرائیں۔ پھر نیچے کے حصہ میں مٹی بھردو۔ تاکہ ہاتھ میں پکڑ کر بھی چلا سکو۔ ورنہ کسی لوہے کی میخ پر چڑھا کر چھوڑ دو۔ نہیں تو ہاتھ میں ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اور جب بارود کو بھرو تو اسکے پہلے نم دے لو پھر ٹھونک کر بھرو۔ بڑے مہتاب کا خول بہ نسبت چھوٹے کے بڑا تیار کرو۔ نہیں تو بارود کے بڑے بڑے ٹکڑے پھیل جاوینگے اور وہ بات نہیں رہیگی۔ جو بارود کے بڑے ٹکڑے بھرنے میں ہوتی ہے اب وہ نسخے بتائے جلتے ہیں جنکو کبھی کبھی ہوائیوں میں چلاتے ہیں۔

آفتابی رنگ

ایضاً

سیسہ پسا ہوا ۳ ڈرام۔ لکڑی کا برادہ ۱/۲ ۴۔ اونس۔ پیتل کا برادہ ایک اونس۔ گندھک ۴۔ اونس۔ میل پوڈر ۴۔ اونس۔ شورہ ایک پونڈ خولوں کو بھریں تو ان کے اوپر سے تہوڑی تہوڑی جگہ خالی رہنے دیں۔ اور وہاں بندوق کی بارود بھر دیں۔ ایسا کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ شتابہ کے ذریعہ سے جب آگ لگائی جاتی ہے تو آگ فوراً لگ جاتی ہے۔

روپہلی بارش

لوہے چون ۱/۲ ۳ اونس۔ شورہ ۴۔ اونس۔ گندھک ایک اونس۔ میل پوڈر ۲۔ اونس۔

ایضاً

کوئلہ ۴۔ اونس۔ گندھک ۴۔ اونس۔ شورہ ۱۲۔ اونس۔

ایضاً

سرمہ ۱۲۔ اونس۔ گندھک ۴۔ اونس۔ شورہ ایک پونڈ۔

ایضاً

گندھک ۴۔ اونس۔ شورہ ایک اونس۔ میل پوڈر ۲۔ اونس۔ سرمہ ۱۔ اونس سال پرنیلہ ۱/۲ ۱۔ اونس۔

پھلجھڑیاں

نارنجی بھورا رنگ تیار ہو جائے گا۔

گہرا سبز

ندہ اور نیل ملا کر استعمال کریں۔ یا نیل ورڈ ٹیر ملالیں۔

زرد رنگ

انگریزی پنک ایک جزو۔ ہڑتال ایک جزو۔ ڈچ پنک ایک جزو۔

انگریزی آتشبازی بنانے کی ترکیب

اول کاغذ کے خول پھولجڑی کیطرح تیار کرنے پڑتے ہیں۔ اور اس عمل کیلئے ¼ انچ موٹی پنسل کی سلائی جو طول میں ۸۔ انچ یا ۱۰۔ انچ لمبی ہو درکار ہوتی ہے۔ خول کا ایک سرا بند کر دیا جاتا ہے۔ اور ان میں ذیل کی مسالہ بھر کر کاٹ ڈالتے ہیں۔ اس کے بعد برابر کے دو ٹین کے ٹکڑوں میں سوراخ ہیں ان کے منہ آسانی سے رہ سکیں باندہ دو۔ اور اسی طرح باندہو شتابہ کے منہ پر سے گزرتا جائے۔ اور اس شتابہ ہی کو آگ کھائی جاتی ہے۔ شتابہ کے مختلف مصالحات لکھے جاتے ہیں:۔

سنہری مصالح

سیل پوڈر ۵ جزو۔ کوئلہ باریک شدہ ۳۵ جزو۔

ایضاً

کوئلہ باریک شدہ ۲ جزو۔ شورہ ایک جزو۔ سیل پوڈر ۳ جزو۔

سرخ

وینیشن ریڈ اور گیرو ۔ روز پنک ۔ گلابی ۔ لیک ۔ شنگرف

بھورا سیاہی مائل

وینیشن ریڈ اور پرشین بلو کے ملانے سے بنتا ہے ۔

ایضاً

اور یخ لیڈ ۔ وینیشن ریڈ اور قدرے کاجل ملا لینے سے تیار ہوتا ہے ۔

بھورا رنگ (گہرا)

وینیشن ریڈ اور سیندور کو روز پنک میں ملالو ۔

گہرے بھورا رنگ کی اور ترکیب

وینیشن ریڈ ایک جزو ۔ نارنجی ہڑتال ایک جزو ۔ اور جلا ہوا اوکر ایک جزو ۔

ایضاً

سرخ لینا استعمال کرنے سے یا اوکر کو آگ میں جلا کر استعمال کرنے سے ایک ہی مقصد حاصل ہوتا ہے ۔

نارنجی بھورا

سیندور ایک جزو ۔ وینیشن ریڈ ایک جزو آپس میں ملا لیں اعلےٰ درجہ کا

وہ رنگ جو زیادہ استعمال میں آتے ہیں

سُرخ (اعلےٰ درجہ کا سرخ رنگ)

روز پنک ۳ جزو۔ اور شنگرف ایک جزو۔ ایک قطرہ لیکر استعمال کرنے سے عمدہ اعلےٰ درجہ کا سرخ رنگ تیار ہوتا ہے۔

زرد رنگ

ہڑتال۔ انگریزی پنک۔ یلو اوکر۔ پیچ پنک جس قدر باریک پسیں گے ایسا ہی عمدہ رنگ تیار ہوگا۔

سیاہ رنگ

ہاتھی دانت سوختہ یا لسکے پڑھے کو جلائیں اور کاجل کر اس میں ملالیں۔

نارنجی

نارنجی۔ ہڑتال۔ سیندور

نیلا

پسد قیمین بو۔ درڈویہ نیل۔

اس میں تھرمامیٹر ۱۰۰ درجہ سے زیادہ گرمی نہیں ہونی چاہیئے۔ جب دستوں کو باہر نکالو تو یکے بعد دیگرے نکال کر فوراً سردی مت پہونچاؤ کیونکہ اسطرح ان کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہے۔

ہاتھی دانت کی چکنائی دور کرنے کا یہ آسان طریقہ ہے کہ اسکو سوڈے کے گاڑھے عرق میں غوطہ دے لو۔

دیگر

۵۰ جزو آب مقطر میں ۵ جزو شورہ کا تیزآب ملالو۔ اور ہاتھی دانت کی ساختہ چیز پر مل دو۔ بعدہ صاف پانی سے دہوکر سکھالو۔ بہت عمدہ صاف ہو جائے گی۔

سنگ مرمر کے ساتھ جست پیوست کرنا

جست کے جس رُخ پر سنگ مرمر چسپان کرنا مطلوب ہو۔ اسکو ریگمال سے رگڑ کر اور مصطگی کا گاڑھا وارنش پھیر کر ہلکی سی حرارت دیں اور کسی بڑے برتن میں پانی بھر کر چولھے پر جوش دیں اور اس پر ہموار سطح کا دوسرا برتن رکھ کر سنگ مرمر اس میں ڈبو دیں تاکہ پانی کی حرارت کے ذریعہ سے وہ بھی گرم ہوتا رہے دکھلی آنچ دینے سے اس کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے اس طرح پر جب پتھر اچھی طرح سے گرم ہو جائے تو جست کے ٹکڑے پر رکھکر دبا دیں۔ ایسا پیوست ہوگا کہ پتھر کے ٹوٹ جانے پر بھی ساتھ ہی پیوست رہے گا۔ اور ہرگز الگ نہ ہوگا صدہا مرتبہ کا آزمودہ ہے۔

ایضاً

ایک کوارٹ آلو چہ ایک پونڈ۔ بالائی نصف پنٹ شربت سادہ ملاکر بطریق بالا تیار کریں۔

ایضاً

ادرک کا مربہ ۳۔ اونس بالائی ایک کوارٹ شیرہ شکر ½ پنٹ ۲ عدد لیموں کا عرق ملا لکر جمالیں۔

ایضاً

ملائی ¾ جز و دودھ ¼ جز و عرق پھل خوشبو و شکر حسب خواہش و ذائقہ ملا کر بطریق بالا بناؤ۔

ایضاً

تازہ انگور ½ ا پنٹ۔ سفید سری ½ پنٹ۔ بالائی ایک کوارٹ عرق لیموں ۲ تولہ شکر بارہ اونس

ایضاً

مثل انگور تیار کرو۔

ایضاً

۴۔ اونس لکرامونیا ۱ ور ۲ کوارٹ پر اوک سا شلٹ ہائیڈروجن حل کرکے پھر کاردوں یا چاقوؤں کے دستوں وغیرہ کو جنہیں صاف کرنا مطلوب ہو دو تین دن

برف محفوظ رکھنا

برف کو چینی کے برتن میں رکھکر اوپر سے رومال ڈھک کر اس کو بہت سے پردوں سے چھپا دو۔ اسطرح چند پونڈ برف ہفتہ عشرہ تک رہ سکتی ہے۔

طریق دیگر

برف کو پرانے کمبل میں لپیٹ کر نمی دار زمین میں جہاں دھوپ نہ آتی ہو مدفون کر دو۔

ملائی کی برف

دودھ ملائی اور بورا قلفیوں میں بھر کر اور منہ بند کرکے اوسایک گھڑے میں اوپر نیچے ۲ سیر برف ایک سیر کھاری نمک اور پاؤسیر شورہ ڈال کر بیچ میں قلفیاں رکھدو۔

بادامی برف

ملائی ایک کوارٹ۔ میٹھے بادام ۸۔ اونس۔ کڑوے بادام ۲ اونس موسم کے پھلوں کا عرق ۲۔ اونس۔ شکر سفید ۱۲۔ اونس سب کو کوٹکر قفلی میں بھردو۔ اور حسب طریق بالا برف تیار کرلو۔

سیب کی برف

سیب چھیلکر اور کچل کر قدرے پانی میں جوش دیکر عرق نکال کر ایک پنٹ عرق آدھ پنٹ شربت اور ایک پنٹ لیموں کا عرق اور قدرے پانی ملاکر طریقہ بالا سے جمالیں۔

طریق دیگر

سپرٹ آف ایتھر اور کاربانک ایسڈ کو ملاکر کسی دھات کے برتن میں پانی کے رکھنے سے برف جم جائے گی۔

پانی ٹھنڈا کرنے کی ترکیب

شورہ ۵ حصہ۔ سلفیٹ سوڈا ۵ حصہ۔ نوشادر ۵ حصہ پانی ۶ حصہ یہ سب چیزیں ایک ساتھ ملاکر اس میں پانی کا گلاس رکھنے سے پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

طریق دیگر

کسی بڑی بوتل میں عمدہ ٹھنڈا پانی بھرکر اور چوتھائی بوتل خالی رکھکر اور اس میں بحساب فی سیر آدھی چھٹانک شورہ ڈالکر بوتل کا منہ مضبوط باندھ کر رسی سے کنوئیں میں لٹکادو ہلانے سے سرد پانی ہو جائے گا۔

قلفی بنانا

ٹین کی نلی میں دودھ لیموں کا رس اور چینی ڈالکر منہ بند کرکے ایک ہانڈی میں ڈالکر اوپر تھوڑی سی برف اور نمک ڈالکر کمبل میں ہانڈی کو لپیٹ کر رکھنے سے قلفی میں برف جم جائے گی۔

طریق دیگر

آسمانی برف کی ڈلیاں گھڑے میں ڈالکر اس پر نمک نوشادر اور شورہ کا سفوف چھڑک کر اس میں دودھ یا شربت کی بھری ہوئی قلفیاں رکھدو۔

تانبے سے چاندی کو علیحدہ کرنا

اکثر اوقات چاندی اور تانبا پیوست ہو جاتے ہیں یا کبھی ان سے کوئی مرکب شے تیار کرنی پڑتی ہے پھر اگر چاندی کو تانبے سے الگ کرنا مقصود ہو تو ایک حصہ تیزاب گندھک اور ایک حصہ تیزاب شورہ ملا کر مرکب چیز کو اس میں گرا دو اور ہلکی آنچ پر جوش دیتے جاؤ۔ جب وہ گداز ہو جائے اس میں تھوڑا سا پانی اور قدرے نمک لاہوری ڈال دو۔ کچھ عرصہ بعد چاندی تلے بیٹھ جائے گی۔ تیزاب کو اوپر سے نتھارتے جاؤ۔ اور تلے بیٹھی ہوئی چاندی کو سادہ پانی سے تین چار مرتبہ دھو کر خشک کر لو۔

روغن الائچی

کسی گلاس یا شیشے کے برتن میں اسپرٹ آف وائن ایک اونس ڈال کر ایک ڈرام روغن الائچی ملا دو۔ یہ جوہر صابون وغیرہ چیزوں میں خوشبو کیواسطے ڈالتے ہیں۔

روغن چنبیلی

میٹھے باداموں کی گریاں نیم کوب کر کے اور بمقابلہ ایک پونڈ مغز بادام چنبیلی کے پھول ایک چوتھائی پونڈ ملا کر کوٹ لو۔ پھر خرچی میں رکھکر اس تیل کو کاڑھ لو۔ بہت عمدہ خوشبودار تیل ہو گا۔ فضلہ جو بچ رہتا ہے وہ سرد ہونے کیلئے نہایت مفید ہے۔

روغن ادرک

چھان کر دس تولہ کوزہ کی مصری باریک پسی ہوئی اس میں ملا لو۔ اور خوب گھولو
جب ہر دو اشیاء باہم حل ہو جائیں۔ پھر کسی شیشے کے برتن میں بھر لو۔

طریق دیگر

جو آدھ سیر پانی ودیہ آئیس میں ملا کر ایک رات ٹکا دو۔ دوسرے دن آگ
پر رکھ کر اس قدر جوش دو کہ پانی آدھا باقی رہ جائے۔ پھر خوب چھان لو لعابدار
پانی نکلے گا۔ اس میں تولہ بھر سریش ملا کر نرم آنچ پر پکاتے جاؤ۔ جب حل ہو
جائے چھان لو پھر پانچ تولہ ببول کا گوند عمدہ قسم کا ملا کر پکاؤ۔ جب گوند گل جائے
چھان کر تین تولہ کوزہ کی مصری باریک پیس کر ملا لو۔ اس طرح بہت عمدہ لیسدار
گوند تیار ہو جاتا ہے۔

پرانے تلے یا گوٹے سے چاندی نکالنا

زری یا گوٹے کو کسی لوہے کے ظرف میں ڈال کر کوئلوں کے تاؤ سے جلا لیں
بعد راکھ کو باریک پیس کر پانی میں گھول دیں۔ پھر اس گھولے ہوئے پانی کو
کڑاہی کے کاٹھڑوں میں ملا کر راکھ نکالتے جاؤ اور منقط کرتے جاؤ۔ جبتک
تمام راکھ نہ نکل جائے۔ چاندی کے ریزے جو نیچے بیٹھے ہوئے ہونگے
ان کو سوہاگا کی مدد سے کٹھالی میں ڈال کر ڈلی بنا لو۔

طریق دیگر

نمک یا گندھک کے تیزاب میں پرانے گوٹے یا زری کی راکھ جلی ہوئی کو
گھولو۔ آدھ گھنٹے کے بعد اتنا ہی پانی ڈال کر تانبے کے ٹکڑے ڈال دو۔ تھوڑی
دیر بعد چاندی تانبے کے ساتھ پیوست ہو جائے گی۔ ذرا نکال کر ان سے چاندی
الگ کر لو۔

اور یہی دانہ دار تری کہلاتا ہے۔ لوہے کے ٹھپوں کو تیزی سے گرم کرکے گیلے گیلے
چمڑے پر رکھ کر ٹھوکنے سے نقش تیار ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی رنگ آمیزی سے
نقش تیار کرتے ہیں مثلاً موم کو پگھلا کر سرخ نری پر پھول بنا دیں۔ اور پھر چمڑے
کو سیس یا کتھ کا پوچارا دیدیا جائے تو باقی تمام سطح سیاہ ہو جاتی ہے۔ مگر
موم کے نیچے والی جگہ سرخ رہتی ہے۔ گویا چمڑے کی زمین سیاہ اور پھول بوٹے
سرخ ہو جاتے ہیں۔ اسیطرح سفید چمڑے پر سیاہ اور سیاہ پر سفید بوٹے
بن جاتے ہیں۔

تانبے اور پیتل کی چیزوں کو قلعی کرنا

چھ پونڈ کریم آف ٹارٹار۔ پانی چار گیلن۔ قلعی کے ریزے چھوٹے چھوٹے
آٹھ پونڈ سب کو باہم کرکے آگ پر جوش دے کر لئی سی بنا لو پھر اس میں قلعی کرنے
والی چیزوں کو ڈال دو۔ اور جوش دیتے جاؤ۔ تمام اسباب پر قلعی ہو جائے گی۔

تانبے اور لوہے کے برتنوں کو قلعی کرنا

جو اسباب قلعی کرنا منظور ہو پہلے کھٹی چھاچھ دلسی میں بھگو دو کہ میل
اتر جائے۔ پھر نوشادر کو پانی میں حل کرکے ان پر ملو۔ پھر قلعی کو آگ پر جوش
دے کر تھوڑی سی چربی ڈال دو تاکہ جوش دینے میں روان چلے۔ پھر ان چیزوں کو نوشادر
کے [illegible] قلعی میں ڈبو کر نکال لو۔ اور روئی کی گدی سے
تھوڑا اس گرم کر [illegible] صاف کر ڈالو قلعی ہو جائے گی۔
اگر قلعی میں چمک اور روانی کرنا چاہو۔ تو اسباب کو کھٹائی سے صاف
کرکے آگ پر گرم کر لو [illegible] سیسہ گھسا کر [illegible] قلعی [illegible]
ڈبو دو۔ [illegible] ہیں گے۔

دیگر

پھٹکری آدھ سیر۔ نیلا تھوتھا یا زنگار آدھ سیر۔ دونوں چیزوں کو ایک سو پچپن سیر پانی میں حل کریں۔ پھر اس پانی کو پیپے میں بھر کر جس لکڑی مطلوبہ کو بھی چاہیئے اس میں [illegible] رکھیں کہ وہ ڈوبی رہے۔ تین چار دن کے بعد لکڑی [illegible] نکال کر [illegible] کر لیں۔

نوٹ۔ [illegible] ہرگز نہ رکھیں کیونکہ [illegible] کے مصالحہ کا رنگ پتھر سے مل جاتا ہے۔ اور نیز [illegible] رہتی۔

پتھر پر نشان کرنا یا لکھنا

پتھر پر سرخ رنگ سے خط لگا کر اوپر سے چاک کے نشان دیدو۔ تاکہ خطوط صاف طور پر ظاہر ہو جائیں۔ مگر جس وقت لکھو اس بات کا دھیان رکھو کہ تمہاری انگلیاں پتھر کو نہ مس کریں۔ کیونکہ اکثر اوقات انگلیاں پتھر کے ساتھ چھو جانے سے چاک کا رنگ گھس جاتا ہے۔ یا اڑ جاتا ہے۔ بلکہ چاک یا رنگ کی ڈلی سے جو قلم کی طرح بنائی گئی ہو۔ یہ لکھنا ضروری ہے۔ اور جیسا دبا کر لکھو گے ویسا گہرا سایہ ہو گا۔ اور جہاں ہلکے ہاتھ سے لکھو گے ویسی روشنی ہو گی۔ رنگ آمیزی کے وقت سمندر ہو یا آسمان کا نظارہ دکھلانے کے لئے یکساں رنگ [illegible] کے واسطے بڑی مشق درکار ہوتی ہے۔

چمڑے پر نقاشی کرنا اور بیل بوٹے بنانا

کئی وزنی چمڑا پلیٹ پر [illegible] کے ساتھ کوٹنے سے [illegible]

لکڑی کا رنگ پختہ اور چمکیلا کرنے کا ایک عجیب عرق

گندھک اور شورہ کا مرکب انگریزی تیزاب یعنی ایکوافورٹس آدھ سیر میں اڑھائی تولہ قلمی باریک کتر کر ڈال دو۔ اور ۲ ماشہ نوشادر۔ پھر اس بوتل کو ایک جا لٹکا دو۔ تاکہ دونوں چیزیں تیزاب میں گداز ہو جائیں۔ اور بوتل کے اوپر سے کاک نکال کر دن میں دو تین دفعہ ہلا دیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ بند بوتل کے ہلانے سے تیزاب کے زور سے بوتل پھٹ جائے۔ جب سب چیزیں گداز ہو جائیں استعمال کرنا چاہیئے۔ نہایت عمدہ عرق تیار ہوگا۔ جس رنگ میں ملا کر لکڑی پر ملو گے ایسا پختہ اور چمکیلا ہوگا کہ موسم کا اثر بھی قبول نہیں کریگا۔ یا جو لکڑی پہلے رنگی ہوئی ہوگی اس پر لگاؤ گے تو اس میں بھی چمک اور پختگی پیدا کر دیگا۔

ایسی لکڑی تیار کرنی کہ اس پر آگ اثر نہ کر سکے

واٹر گلاس کے عرق کے پوچارے سے لکڑی آگ کا اثر نہ قبول کرنے والی ہو جاتی ہے۔ واٹر گلاس جسے سلیکیٹ آف سوڈا بھی کہتے ہیں۔ شہد کی مانند گاڑھی ہوتی ہے جو ہر ایک انگریزی دوا فروش سے مل سکتی ہے۔ طریق استعمال اس طرح ہے۔ ایک حصہ واٹر گلاس کو ۲ حصہ مقطر پانی میں حل کریں۔ پھر آگ پر قدرے گرم کر کے برش کے ساتھ لکڑی پر لگائیں۔ اور آٹھ پہر بعد دوسرا پوچارا دیدیں۔ ایسے ہی تین مرتبہ کریں۔ لکڑی فائر پروف ہو جائے گی جو آگ میں نہیں جلے گی۔

تنبیہہ:۔ برش کے استعمال کر چکنے کے بعد فوراً پانی سے صاف کر دینا چاہیئے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ برش سوکھ کر ناقابل استعمال ہو جائے۔

آسمانی رنگ

نیل کو گرم پانی میں حل کر کے چمڑے پر ملو۔ آدھ گھنٹہ کے بعد سرد پانی سے دھو کر خشک کر لو۔

طریق دیگر

تر پھلا ۳ حصہ مازو ۱ حصہ کسیس ۲ حصہ باہم حل کر کے چمڑے پر ملو۔ جب خشک ہو جائے صاف کر دو۔

کسیس اور کتھہ باہم ملا کر چمڑے پر لیپ کر کے خشک کر لو۔ اور اوپر سے تیل مل دو۔

نوٹ:۔ چمڑا اگر چکنا ہٹ کے باعث رنگ قبول نہ کرے تو کچھ عرصہ کے لئے پیشاب یا مازو کے جوشاندہ کے عرق میں تر کر کے خشک کر لو۔ یا گرم پانی میں کھریا مل کر کے چمڑے پر لگا دو۔ اور خشک ہونے پر برش سے صاف کر لو۔

لکڑی کو چکنا کر کے بلور کی طرح صاف کرنا

لکڑی کی کوئی چیز مثلاً چھڑی وغیرہ غرضیکہ جس کو طبیعت چاہے۔ بائیں ہاتھ میں پکڑ کر چند قطرے روغن کنجد کے اس پر گراؤ۔ اور دائیں ہاتھ میں کاگ لے کر اس چیز کو ایسے زور سے رگڑو کہ تیل خشک ہو جائے۔ پھر چند قطرے تیل کے اور گرا دو۔ پھر کاگ سے رگڑو۔ چند بار ایسا کرنے سے لکڑی بلور کی طرح صاف شفاف ہو جائے گی۔

چمڑا سرخ ہو جاتا ہے۔ ایک کھال کیواسطے سیر بھر تینگ اور ۵ سیر پانی کا عرق کافی ہے۔

ارغوانی رنگ

آدہ پاؤ سرخ رنگ کی پھٹکری کو ۵ سیر گرم پانی میں حل کریں۔ پھر کھال کو اس میں بھگو دیں ۴ گھنٹے کے بعد نکال کر تینگ کی لکڑی کو سرد پانی میں حل کریں اور اسمیں تر کر دیں۔ اور تین دن تک پڑی رہنے دیں۔ پھر نکال کر خشک کریں۔

سبز رنگ

پھٹکری ۵ تولہ۔ پانی ۲ سیر۔ ان دونوں چیزوں کو جوش دے لیں۔ پھر اسمیں حسب ضرورت سپ گرین ملا کر چمڑے کو تین دن تک ڈبو رکھیں۔ سپ گرین ایک انگریزی رنگ ہے جو کسی پودے کے عرق کو سکھا کر منجمد کیا جاتا ہے ہندوستان میں اس رنگ کی زنگار کام آتی ہے۔

زرد رنگ

ایلوا اور السی کا تیل باہم حل کر لو۔ اور چمڑے پر ملدو یا ویلڈ کے جوشاندے میں تر کر کے نچوڑ لو۔ ویلڈ ایک ولایتی درخت ہے۔ جسکی لکڑی کو پانی میں جوش دینے سے اور پھٹکری کے ساتھ رنگنے سے پختہ زرد رنگ ہو جاتا ہے۔ مگر ہندوستانی لوگ صرف ہلدی کے پانی میں تر کر کے نچوڑنے سے یا اس پر ملنے سے زرد رنگ کر لیتے ہیں۔

نارنجی رنگ

ٹیسو کے پھول پانی میں جوش دے کر چھان لو پھر اسمیں تھوڑا سا سرخ رنگ ملا کر

جب سرد ہو جائے سپید ٹنخ پر مل دیں۔ جب سوکھ جائے برش سے خوب رگڑیں نہایت عمدہ و صاف چمڑہ ہو جائے گا۔

چمڑہ رنگنے کا طریق

مذکورہ بالا عمل کرنے کے بعد چمڑے پر رنگ کرتے ہیں۔ چمڑے پر کاغذ یا کپڑے کی طرح رنگ نہیں بیٹھتا بلکہ اس کے طریق علیحدہ ہیں۔

نیلا رنگ

نیل کو گائے کے پیشاب میں متواتر چوبیس گھنٹے بھگو رکھیں پھر اسمیں چمڑہ تیس گھنٹہ تک تر رکھیں اور پھر نکالکر پھٹکری کے گرم پانی میں ایک گھنٹہ تک تر رکھ کر خشک کریں۔ چمڑہ نہایت عمدہ نیلا رنگ کا ہو جائے گا۔

طریق دیگر

سرخ شراب یعنی برانڈی میں نیل کو آگ کے ذریعہ سے حل کرو اس میں رنگنے سے بھی نیلا رنگ ہو جائے گا۔

طریق دیگر

جامن کا سرکہ ۵ سیر نیل عمدہ ایک سیر باہم مختلط کر کے چمڑا رنگو۔

سرخ رنگ

انگریز چمڑے کو دھو کر مازو کے جوشاندے میں دو گھنٹہ تر کر کے نچوڑ لیتے ہیں پھر اس عرق میں جو جھڑبیری کی جڑیں سیر بھر زنگار ۲ تولہ پھٹکری ۵ تولہ پانی ۵ سیر کے باہم جوش دینے سے تیار ہوتا ہے بھگو دیتے ہیں۔ پھر نکالکر ٹکٹنگ کی لکڑی کے عرق میں بھگو دیتے

کیکر کی گوند

کیکر کا گوند لعاب کی شکل میں بنا کر کاغذ جوڑنے کے کام میں آتا ہے ہمارے دیسی کاریگر گوند کا لعاب عام طور پر پانی میں گھول کر بنا لیتے ہیں۔ مگر با قاعدہ اور عمدہ لعاب بنانا نہیں جانتے۔ خالص گوند کا لعاب استعمال کرنے سے گوند خشک ہو جانے پر تڑخنے لگتا ہے۔ اور کاغذ کی سطح کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور جسطرح ہمارے ملک میں گوند کا لعاب بناتے ہیں وہ چند روز میں سڑ جاتا ہے اور اس میں بدبو ہو جاتی ہے۔ ہم اس کے لعاب بنانے کی ایک ایسی عمدہ ترکیب ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ کہ جو مدت تک نہیں سڑتا۔ اور نہائیت پائیداری کے ساتھ کاغذ کو گرفت کرتا ہے۔ برسات میں نمی نہیں لاتا۔ ترکیب یہ ہو کہ کیکر کا گوند اور کتیرا گوند ہموزن لیکر دونوں کو خوب باریک پیسو۔ پھر اس میں پانی کے بجائے سرکہ ملا کر آنچ پر گرم کرو۔ اور اس میں تھوڑا سا شہد بھی ملا دو۔ جب سب خوب گھل جائے اور لعاب ایک جان ہو جائے تب چھانکر سرد ہو جانے پر شیشی میں بھر کر رکھو اور شیشی کا منہ کارک سے بند کردو۔ یہ لعاب برسوں تک بھی خراب نہیں ہوتا۔ اور نہ اس سے بدبو پیدا ہوتی ہے۔ چیپ بھی ایسی زوردار ہوتی ہے کہ سریشس کو مات کرتی ہے۔

چمڑہ صاف کرنے کا طریق

فرنچ یلو یعنی ملک فرانس کی زرد مٹی آدہ سیر۔ روغن کنجدہ ۵ تولہ ان دونوں چیزوں کو ایسا گوندہو کہ تیل مٹی میں آمیز ہو جائے۔ پھر سوجی آدہ پاؤ اور کھڑیا آدہ سیر ملاکر ایسا کھرل کرو کہ سفوف ہو جائے۔ یہی تیار مصالحہ ہے۔

نوٹ:۔ دباغت کے بعد اور رنگنے سے پہلے ایک اور عمل کرنا ضروری ہے۔ یعنی چمڑہ کی سطح کی صفائی جسکا طریق اسطرح ہے۔ مصالحہ مذکورہ کو گرم پانی میں گھولکر

سے پونچھ ڈالو۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔

آموں کی حفاظت کرنے کی ترکیب

اگر مٹی کے تیل کے کنستر سے چوتھا حصہ تیل نکالکر اس میں اسی قدر شہد بھر دیں اور اسی میں آم ڈالکر کنستر کو بند کر دیں تو ۹ مہینہ تک آم نہیں بگڑینگے۔ اور جب چاہیں نکالکر دھو ڈالیں۔ اور بارہ گھنٹوں کے بعد بلا تکلف کھالیں۔

کتیرہ گوند

ہمارے ملک میں کتیرہ گوند کو دوائیوں میں خرچ کرتے ہیں گرمی رفع کرنے کے لئے اس کا لعاب پلایا جاتا ہے۔ مرض اسہال میں دست بند کرنے کیلئے بھی ایک عمدہ چیز ہے۔ چنانچہ کتیرہ گوند (ڈھلاہ کی گوند) کتھ اور چینی ہموزن لیکر خوب باریک سفوف کرکے ۲ ماشہ کی مقدار سے دن میں تین دفعہ پانی سے پھانک لینے سے اسہال اور پیچش کے دستوں کو بند کر دیتا ہے۔ اسوائے اس کے کتیرہ گوند سے ایک لئی بہت اچھی تیار ہوتی ہے جس سے کانچ اور چینی کے ٹوٹے ہوئے برتن بڑی مضبوطی کیساتھ جوڑے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ اسکا نسخہ حسب ذیل ہے:۔ مردہ سنگ ۲ حصہ۔ بجھا ہوا چونہ ۲ حصہ۔ کتیرہ گوند ایک حصہ تینوں چیزوں کو روغن السی کے ساتھ سل پر باریک پیکر لئی بنالو۔ اور اس سے ٹوٹے ہوئے برتنوں کو جوڑ دو۔

کلابتون اور لیس کا صاف کرنا

سپرٹ آف وائن میں ریٹھونکے چھلکا کا تھوڑا سا سفوف ملاکر لیس یا کلابتون پر ملو۔ اور تھوڑی دیر بعد برش سے جھاڑلو صاف ہو جائے گا۔

اور علے الصباح اس کا پانی نتھار کر پی لیں۔ گیارہ روز تک پیتے رہیں۔ غذا ہلکی زود ہضم اور سادہ استعمال کریں۔ انشاء اللہ بال سیاہ ہو جائینگے۔ سُرخ مرچ ترشی اور گرم چیزوں سے پرہیز لازم ہے اور دودھ اور گھی جس قدر ہضم ہو سکے استعمال کریں۔ اور سر میں ناریل کا تیل لگایا کریں۔

بال اُڑانے کا بیضرر پوڈر

پتھر کا چونہ تین حصہ اور ایک حصہ طبقی ہڑتال ملا کر خوب باریک خشک پیسکر اور پانی میں ملا کر بالوں کو لگا دو۔ اور بعدہ دھو ڈالو۔ سب بال گر جائینگے اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔

جرمن سلور کے تقیل کرنے کا پوڈر

پراکسائڈ آف آئرن ایک پونڈ لے کر اس کے دو حصے بنالیں یعنی آدہ آدہ پونڈ کے دو جدا جدا حصے کریں پھر ایک حصہ کو کسی ایسے چینی کے برتن میں ڈالدیں جس میں قریب ڈیڑھ سیر پانی کے سما سکے۔ اور اس کے بعد اوپر سے دہار باندھکر پانی پھینکتے جائیں۔ لیکن پیالہ کو کسی لکڑی یا اور چیز سے ہلانا ضرور ہے۔ اس عمل کو یہانتک کیئے جاؤ کہ برتن تمام کا تمام منہ تک پُر ہو جائے پھر تھوڑی دیر تک ٹھہرو۔ اور جب پانی کی حرکت بند ہو جائے تو آہستہ سے نتھار لو اور پھر اس صاف پانی کو دوسرے برتن میں رکھ کر دوبارہ مقطر کر لو لیکن جو شے دونوں دفعہ تہ نشین ہوتی ہے اس کو نکال کر سکھالو۔ اسی طرح دوسرے حصہ کو بھی پانی میں ملا کر سایہ میں خشک کر کے ڈبیہ میں رکھ لو۔ واحتیاط شرط ہے کہ کہیں اس میں غبار نہ پڑ جائے۔ جب کبھی جرمن سلور کی کسی چیز کو تقیل کرنا ہو تو اس سفوف کو لے کر اس میں تیل ملا کر خوب انگلیوں سے دبا دبا کر ملو۔ اور بعدہ کسی چکنے چمڑے یا فلالین کے ٹکڑے

ریشمی کپڑوں کے اگر داغ دور کرنے منظور ہوں تو چاک یا میگنشیا سے صاف کرو داغ دور ہو جائینگے۔

کپڑے پر نشان لگانے کی سیاہی

کاسٹک ایک مثقال۔ سال امونیک ۶ مثقال۔ گوند ۱/۲ مثقال خوب اچھی طرح سے حل کر لو۔ اور تدرے کا جل بھی رنگ کیواسطے ملا کر شیشی میں ڈاٹ مضبوط لگا کر رکھ دو۔ بوقت ضرورت جس کپڑے پر چاہو نشان لگالو۔

وارنش بنانیکی ترکیب

روغن السی کو جوش دے کر اس میں مردا سنگ ڈالیں اور کچھ عرصہ بعد کاجل ملا کر رکھیں۔ اس کو جس چمڑے کی چیز پر پھیرینگے سیاہ و چمکدار ہو جائے گی۔

بالوں کو بڑھانے اور خوشبودار کرنیکا نسخہ

موم سفید خالص ۴ سیر۔ تلی کا تیل نیم سیر۔ موتیا کے پھول ۴ سیر۔ صندل سرخ ایک تولہ۔ تلی کے تیل میں ان سب کو ملا لو پھر تیل کو چھان کر اس میں موم ملا کر معطر کر لو۔ یہ عجیب قسم کا خوشبودار تیل ہوگا۔ مرد اور عورت دونوں لگائیں۔ تو پٹھے اور رگوں میں تحریک ہونے لگے گی۔ اسکو بڑے بڑے امیر لگاتے ہیں۔ یہ تیل شنگرف کے تیل نکالنے کی مشین میں بہت صاف نکلتا ہے۔

بال سیاہ کرنیکی ترکیب

ہڑ۔ بہیڑہ۔ آملہ ایک ایک تولہ۔ پیپل گلو۔ ایک چھ ماشہ یہ ایک خوراک ہے ان سب دوائیوں کو سفوف کر کے شام کو ۱/۲ پاؤ پانی میں بھگو رکھیں

ڈاٹ بند کردو۔ انہیں پھر پانی میں رکھکر آگ پر جوش دو پانچ منٹ تک اُبلتا رہے تب نیچے سے آگ نکالکر پانی میں ٹھنڈا ہونے دو۔ پھر ڈاٹ لاکھ سے بند کرکے رکھ چھوڑ دے۔ دودھ خراب نہیں ہوگا۔

پانی ٹھنڈا کرنے کی ترکیب

کسی مسامدار ظروف میں پانی بھر کر اسے فلالین کے پارچہ میں اسطرح لپیٹو کہ اس کا کوئی حصہ کھلا نہ رہے۔ اور اس ظرف کو کھلی ہوئی جگہ میں جہاں اسے بخوبی ہوا لگے رکھدو۔ اور فلالین کو ہروقت تر رکھو۔ پانی بغیر برف کے برف کیطرح ٹھنڈا ہوگا۔

لیموں کو بہت دیر تک قرار رکھنے کی ترکیب

خوب پکے ہوئے عمدہ لیموں معہ ڈنٹھل کے شاخ کے توڑ کر اس میں ڈورا پرودیں اور کھونٹی پر معلق رکھیں۔ اور کسی چیز کے لگنے سے احتیاط رہے۔

دیسی سیاہی بنانیکی ترکیب

کاجل چلسی کے تیل کا ۳ ماشہ۔ دم الاخوین ایک تولہ۔ گوند ببول ۴ ماشہ نمک طعام ۲ ماشہ۔ لعاب گوند میں سب کو کھرل کرکے قرص بنالیں۔

فرش سے سیاہی کے داغ دور کرنا

اگر فرش پر سیاہی کے داغ ہوں تو ریت کو تیل میں بھگو کر اس سے صاف کرو جب سیاہی دور ہو جائے تو صاف پانی سے دھو ڈالو۔

ریشمی کپڑے کی سیاہی کے داغ دور کرنا

نرم ہو جائیگا۔ کہ شیشہ کے منہ میں چلا جائیگا۔ پھر اس میں پانی ملوا دے تو ایسا
سخت ہو جائیگا کہ جیسا پہلے تھا اور بوتل سے باہر نہ آسکے گا۔

گھڑا پھوٹے اور پانی نہ گرے

سیلوفی کی جڑ پانی میں پیس کر گھڑے میں گھول دے اور ایک گھڑی بعد
اس گھڑے کو توڑ دے پانی نہ بہے گا۔

بغیر آگ کے جوار بھوننا

تھوہر کے دودھ میں جوار بھگو کر سایہ میں خشک کر کے رکھ چھوڑے
جب تماشہ کرنا منظور ہو تو تھوڑی دھوپ میں رکھ دے جوار پھول کر دانہ
دار ہو جائے گی۔

بغیر چراغ کے روشنی ہو

ہڑتال اور سرکہ مقطر شیشہ میں بھر کر رکھے خوب روشنی ہو جائیگی۔

جھٹ پٹ تصویر دوسرے کاغذ پر نقل کرنا

تھوڑی سی پھٹکری اور صابون پانی میں گھول کر اس میں ایک بٹر ایا کاغذ
بھگو لے اور اسے تصویر پر رکھ کر بانات کا ٹکڑا بچھا کر زور سے دبا دے
تصویر فوراً چھپ جائے گی۔

چھ ماہ تک دودھ تازہ رکھنے کی ترکیب

پانی کو آگ پر چڑھا کر گرم ہونے دیں اسمیں دودھ کی بھری ہوئی بوتلیں
رکھ دیں اور نیچے آگ سے پانی آہستہ آہستہ گرم کر کے جب گرم ہو جائے تب

کہ جو شخص ترک تمباکو کا تجربہ کرنا چاہیں ان کیلئے نہایت مناسب بلکہ ضروری ہے کہ گوشت خوری کی عادت کم کریں۔ اور یہ عادت جس نسبت سے کم ہو گی اسی نسبت سے تماکو چھوڑنے میں سہولت ہو گی۔ ڈاکٹروں کی یہ رائے بھی ہے کہ اگر گوشت خوری سے کنارہ کشی کے ساتھ ہی وہ شخص ہر روز دو تین سیب کھالیا کرے تو یہ بہت مفید ثابت ہو گا۔

زنگار اس طرح چھوڑایا جا سکتا ہے

دو حصے کریم آف ٹارٹار (شراب کی میل) ایک حصہ اوکسالک ایسڈ (لیموں کا ست) لیکر ان دونوں کو ملا کر سفوف بنا لو۔ جس چیز سے دھبے دور کرنے ہوں اسے پانی میں بھگو لینے کے بعد تھوڑا سا سفوف داغوں پر لگا کر چند منٹ تک یوں ہی پڑا رہنے دو بعد میں پانی سے دھو ڈالو۔

ہوا سے آگ پیدا کرنا

اونٹ کی مینگنیں جلا کر شہد میں سکھا کر رکھ چھوڑے۔ جب آگ کی ضرورت ہو تو اُسے توڑ کر ہوا میں رکھ دے آگ پیدا ہو جائے گی۔

پانی سے آگ پیدا کرنیکی ترکیب

طوطیا گندھک اور نوشادر دونوں کی پوٹلی بنا کر پانی میں ڈالدے آگ پیدا ہو جائے گی۔

شیشہ میں انڈے اتارنیکی ترکیب

مُرغی کے انڈے کو تین دن تک انگوری سرکہ میں تر رکھے چوتھے دن بعدہ

موٹی قلم سے لکھکر سوئی سے اس عبارت کو چھید ڈالو۔ تب اس کاغذ کو سنہری سطح پر رکھکر کھریا یا سفیدہ کا نشان سنہری سطح پر لگ جاے پھر کاغذ بڑی احتیاط سے سیدھا اٹھاؤ تاکہ نشان ٹھیک ہے پس اس عبارت کو قائم رکھکر باقی سطح پر سے اگر ورق کھرچ ڈالوگے تو لکھا ہوا سنہری نظر آئے گا اور اگر عبارت کھرچ کر اس جگہ کوئی رنگ بھر دوگے تو زمین پر سنہری لکھا ہوا رنگین دکھائی دیگا۔

کانچ اور دہات کو جوڑنے کا مصالحہ

رالی ۳ حصہ۔ کاسٹک سوڈا ایک حصہ پانی ۵ حصہ۔ ان تینوں اشیاء کو خوب ابالو۔ یہ ایک قسم کے صابون کی طرح مصالحہ بن جائیگا۔ اب ان سب کی نصف مقدار کے برابر پچکا ہوا۔ جست ملاؤ اور خوب رگڑو۔ اس مصالحہ کو لیمپ کے منہ کے چاروں طرف لگا کر پیتل کے پرزے کو خوب جماؤ اور دہوپ میں رکھ کر خشک کرو۔ برسوں تک علیحدہ نہیں ہوگا

تمباکو چھوڑنے کی ترکیب

جو لوگ تمباکو نوشی کی بری عادت میں مبتلا ہیں وہ اس کے برے نتائج سے کسطرح محفوظ رہ سکتے ہیں۔ لائق ڈاکٹروں نے چند ایسی تجویزیں پیش کی ہیں کہ جنکے عملدرآمد سے تمباکو نوش کو یقین دلایا گیا ہے کہ وہ تمباکو پینے پر بھی تمباکو کے برے نتائج سے محفوظ رہ سکیگا۔ لیکن سب سے عمدہ ذریعہ یہ بتایا گیا ہے اور وہ ایک ہی ذریعہ ہے کہ تمباکو پینا چھوڑ دیا جائے۔ اس بیان کے متعلق مزید سوالات یہ پوچھے گئے ہیں کہ جو لوگ تمباکو پینے کو بغیر ایک دن بھی گزارہ نہیں کر سکتے وہ کیا کرینگے۔ لائق ڈاکٹر اس کے جواب میں یہ رائے ظاہر کرتے ہیں۔

آگ سے کپڑا نہ جلے

برانڈی شراب میں کافور گھسکر ملا دے کپڑے کو اس میں سات مرتبہ بھگو
کر رکھدے پھر اس کپڑے کو زمین پر بچھا کر لکڑیاں چن دے گھی سے ہون کرے
لکڑیاں جل جائیں گی۔ کپڑا نہیں جلیگا۔

گھر سے چوہے دور کرنیکی ترکیب

ایک موش کو پکڑ کر تیل میں بھگو کر چھوڑ دے۔ اُسے دیکھکر سب کے سب
چوہے فوراً بھاگ جائیں گے۔

چراغ پر پتنگ نہ آنیکی ترکیب

ایک ٹکڑا پیاز کا ایک چراغ میں ڈالدے تو پتنگ نہ آئے

آئینہ پر سونا چڑہانے کی ترکیب

جس آئینہ پر سونا چڑھانا ہو اسکو میز پر جسکی سطح یکساں ہو بچھاؤ۔ اور کسی
برش سے ان دونوں لعابوں میں سے کوئی سا ایک اسکی سطح پر کاغذ کے برابر موٹا
پھیر دو۔ تب سونے کا ورق اس لعاب پر رکھکر چسپاں کرو۔ جب ورق چپک
جائے۔ تب آئینہ کو ایک کونے کے بل کھڑا کردو تاکہ زاید لعاب نکل جائے
۲۴ گھنٹہ میں ورق بالکل خشک ہو جائیگا۔ اگر تمام سطح سنہری رہنے دینی ہو
تو اس کے اوپر چوکھٹ جڑدو۔ اور اگر کچھ عبارت لکھنی ہو تو کسی کاغذ پہ

چھلنی سے پانی نہ گرے

گھیکوار کے لعاب میں چھلنی بھگو کر سایہ میں خشک کرے سات مرتبہ اسی طرح کرے پانی چھلنی میں ہرگز نہ گرے گا۔

پانی پر آگ

کافور کی بتی بنا کر چراغ میں رکھ کر پانی بھر دے بخوبی جلا کریگا۔

گھر میں سانپ نہ رہیں

جس گھر میں سانپ یا اس کی مادہ رہتی ہو وہاں مور کا پر یا پیاز رکھے۔

آگ سے ہاتھ نہ جلے

پارہ اور گھیکوار کے پتے کا عرق ہاتھوں میں خوب مل کر سکھائے پھر آگ کو اٹھا لے ہاتھ نہ جلے گا۔

ترکیب دیگر

نوشادر اور کافور کو پانی میں پیس کر ہاتھوں میں مل لے اور ہاتھوں کو خوب سکھائے پھر آگ کو اٹھائے ہاتھ نہ جلے گا۔

آگ نہ جلے

بید کی جڑ اور گھوڑے کا سم برابر پیس کر چولھے یا بھٹی میں ڈالے آگ نہ جلے گی دھواں اٹھیگا۔

شیشہ میں آگ نظر آوے

عمدہ شراب کے شیشہ میں تھوڑی سی گندھک ڈالکر اندھیرے میں رکھ دیں تو سارے شیشہ میں آگ ہی آگ دکھائی دے گی۔

فرش نہ جلے

کافور اور ہلدی کی پان کی رس میں گولیاں بنا سے اور فرش پر رکھ کر آگ رکھے فرش نہیں جلے گا۔

گھر سے مکھیاں دور کرنیکی ترکیب

عقرقرحا گندھک بیخ نرگس پانی میں بھیگ دیو اروں پر چھڑکنے سے مطلب حاصل ہو۔

لیموں سے خون نکلے

کلس کے خون میں چھری تر کرکے خشک کرکے اور پھر اس چھری سے لیموں کاٹے عرق سرخ رنگ نکلیگا۔

مچھلی پیدا ہونے کی ترکیب

بیری کی لاکھ اور مچھلی کے انڈے دو تولے دونوں کو پیسکر چولھے کی مٹی میں سان کر تھالی میں پانی بھر کر اس میں چھوڑ دے۔ پھر دو گھڑی بعد دیکھے بہت سی مچھلیاں ہونگی۔

کیونکہ خواہ موجودہ وقت کے لیئے ہاتھ کو ٹھنڈک پہونچنے کیلئے آرام معلوم ہو
مگر آخر کار ہاتھ پہ آبلے پڑجاتے ہیں۔ ہمارا اپنا مجرب علاج یہ ہے کہ فوراً ہاتھ
کو سوکھے آٹے میں دبا دینا چاہیئے۔ چند منٹ کے بعد باہر نکالکر دیکھوگے تو
نہ ہی کسی قسم کا درد ہوگا۔ اور نہ ہی چھالے ہونگے۔ اس میں ایک لطف یہ بھی ہو
کہ چولہے کے پاس آنا تمہیں بآسانی مل سکیگا۔

پانی سرد کرنے کی ترکیب

گرمی کے موسم میں جبکہ گرم ہوا چلتی ہو ایک پیتل یا مٹی کے لوٹے کو
پانی سے نصف یا بالکل بھر کر اوپر اچھا کپڑا باندھ دو اور اس کی گردن پر رسی
باندھکر اٹھا کر کسی درخت کی شاخ پر لٹکا دو اگر ہوا گرم یا سرد چل رہی ہو فوراً
پانی ٹھنڈا ہوجائے گا۔ اور لوٹا کو الٹا کرکے لٹکانے سے ہرگز پانی نہیں گریگا۔
مگر لٹکانے اور اتارنے کے وقت پھرتی درکار ہے۔

اون دھونے کا مصالحہ

سوکھا سوڈا ۲۵ حصے پسا ہوا صابن ۱۰ حصے نوشادر ۲ حصے سب کو
آمیز کریں اور استعمال میں لائیں۔

آم کا درخت لگانا

آم کی گٹھلی کو تھوڑے سے دودھ میں ابال کر سایہ میں خشک کرکے جب
اچھی مٹی میں گاڑ دیں۔ پھر پانی کا چھینٹا دے کر کپڑے سے ڈھانکنے سے
دو گھڑی کے بعد درخت نکل آئے گا۔

کو پانی سے حل کرو اور اس میں کاغذ ڈبو دو۔ جب کاغذ خشک ہو جائیگا تو آگ کے شعلے کا اس پر مطلق اثر نہ ہوگا۔

بے خوابی کا علاج

اس مرض کے متعلق میڈیکل رجسٹرار لکھتا ہے کہ بیمار کے سامنے رات کے وقت اگر پانی کے حوض کی سطح پر ایک خالی بوتل چھوڑ دی جائے تو جوں جوں بوتل ڈوبنی شروع ہوگی ہوا کے نکلنے کی غٹ غٹ کی آواز دل اور دماغ کو پسندیدہ معلوم ہوگی جس سے ممکن ہے کہ بیمار کو سونے میں مدد ملے۔ تھوڑے عرصہ کا ذکر ہے کہ بے خوابی کے ایک مریض نے اپنا آپ علاج اس طرح کیا کہ وہ بہت دیر تک زمین کیطرف ٹکٹکی لگائے رکھتا جس سے دماغ پر کچھ ایسا اثر ہوتا کہ وہ نیند لانے میں ضرور کامیاب ہوتا۔ ایک اور شخص چند مقررہ لمحوں کے بعد ایک خاص لفظ بولتا تھا اور زیادہ وقت نہ گذرتا کہ وہ بالکل سو جاتا منہ اور نتھنوں کی راہ سے لمبے لمبے سانس لینا بھی اکثر اوقات مفید پایا گیا ہے۔ یہ بھی ضرور ہے کہ نیند لانے کیلئے سونے سے آدھ گھنٹہ پیشتر دماغ سے کسی قسم کی محنت نہ لی جائے اور اس مطلب کیلئے اگر دودھ کا ایک پیالہ نوش جان کیا جائے تو بہت خوب ہو۔

جب ہاتھ جل جائے

جب ہاتھ جلجائے یا چولہے کی آگ سے تمہارے جسم کے کسی اور عضو کو نقصان پہنچے تو مت گھبراؤ اور حوصلہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ایسے موقعہ پر عموماً سارے ہی لوگ جلدی سے اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ لیکن یہ عمدہ علاج نہیں۔

پرانی دستاویزیں جنکے حروف اڑ گئے ہوں پڑھنا

ایک بوتل میں فروسائڈ پوٹاسیم نصف اونس گھولکر سفنج سے دستاویز کی لکھی ہوئی سطح پر پھیرو خشک ہوتے ہی تمام حروف سیاہ چمکدار ہو جائینگے اور بآسانی پڑھے جاسکیں گے۔

شیشہ چینی لکڑی کی ٹوٹی چیزیں جوڑنیکا مصالحہ

تھوڑے سے پنیر میں تھوڑا سا پانی ملاکر جوش دو جب تک کل پانی نہ اڑ جائے اس طرح تین دفعہ کرو اور پھر اس میں اتنا بجھا ہوا چونہ ملاؤ کہ شل لیٹی کے ہو جائے اور اس سے چیزیں جوڑ لو۔

چینی کے برتن صاف کرنیکا طریقہ

چینی کے برتن جب بہت غلیظ ہو جائیں تو خوب صاف ہونے میں گرم پانی میں تھوڑا صابون ملاؤ۔ اور چینی کے برتن کو اس سے دھو ڈ۔

کپڑوں کی کیڑوں سے حفاظت

اگر پوستین یا اونی کپڑے میں گل بنفشہ یا قرمان کی پتیاں رکھی جائیں تو مہینوں تک کپڑا کیڑوں سے محفوظ رہے گا۔

کاغذ آگ سے محفوظ رہے

کاغذ کو آگ سے محفوظ رکھنا نہایت آسان کام ہے بہت سی پھٹکری

ان سب اجزا کو خوب کھرل کرے کہ لگدی سی بن جائے۔ پھر اس لگدی کو ایک کپڑے میں رکھکر نچوڑے خالص پارہ علیحدہ ہو جائیگا۔ پس اس سے جو کچھ نقش ونگار کرنا ہو ملمع والی شے پر بنا کر آگ پر خوب سخت آنچ دے سونا رہجائیگا اور سب چیزیں کافور ہو جائیں گی۔ یہ نہائت آسان ترکیب ہے۔

نئی ترکیب عطر گلاب

چینی کے پیالوں میں تازہ پانی بھر کر گلاب کی وہ کلیاں جو کھلنے والی ہوں توڑ کر پیالوں میں ڈالو۔ اور انکے گلاب کے درختوں کے نیچے رات بھر چھوڑ دو۔ صبحکو دھوپ نکلنے سے پہلے روئی کے پھائے سے وہ روغن جو پانی پر تیرتا نظر آئے اٹھاتے جاؤ۔ اور عطر کی شیشی میں نچوڑتے جاؤ۔ یہ عطر کل عطروں سے بیش قیمت ہوتا ہے۔

ترکیب بسکٹ

عمدہ میدہ ایک سیر۔ مکھن ۳ چھٹانک۔ بائی کاربونیٹ آف سوڈا ۱۲ ڈرام مصری کا شیرہ حسب ضرورت۔

اول میدہ اور سوڈا کو آپس میں ملا دیں پھر انکو مکھن سے ملیں جب قریب سب مکھن خرچ ہو چکے اس میں اتنا شہد ملا دیں کہ جس سے اس میدہ کی موٹی سیمیاں بنجاویں پھر اسکو ۲۴ گھنٹہ تک کپڑے سے ڈھانپ کر رکھ چھوڑیں۔ اس کے بعد بدستور ٹکیاں بنا کر تنور میں پکا دیں۔

لکھے ہوئے کو پختہ کرنا

لکھنے سے پہلے کاغذ کو گیلک ایسڈ میں تھوڑا پانی ملا کر دھو دینا چاہئے۔ بعد سکھانے کے اگر اس پر لکھا جائے تو اسکا مٹانا آدمی کی طاقت سے باہر ہے۔

میلا بٹن صاف کرنے کی ترکیب

بٹن کا میلا پن سوڈا سلٹ سے بالکل دور ہو جاتا ہے۔

سنگ مر مر صاف کرنے کی ترکیب

سنگ مر مر تیزاب نمک اور عام مٹی سے صاف کیا جا سکتا ہے۔

فلالین کو صاف کرنے کی ترکیب

فلالین کو گرم پانی میں جو صابن آمیز ہونے کی وجہ سے کف دار ہو دھو کر گرم پانی میں جس میں کسیقدر صابون کپڑے کے نرم کرنے کیلئے پڑا ہوا ہو کھنگال ڈالنا چاہیئے۔

چاندی کے زیور صاف کرنے کی ترکیب

اگر چاندی کے زیور کو استعمال کے بعد ہر مرتبہ ہرن کے چمڑے کے ٹکڑے سے جو نقرئی زیور ہونے کیلئے صابون سے بھرا ہوا ہو دھویا جائے تو زیور میلے نہیں ہوتے۔

تیزاب کے داغ دور کرنے کی ترکیب

اگر تیزاب کپڑے پر گر پڑا ہو تو ایمونیا کے ذریعہ سے اسکا اثر زائل کیا جا سکتا ہے اگر کپڑا بہت نہ جل گیا ہو تو کلورا فارم کپڑے کو اپنی اصلی رنگت پر لے آئیگا۔

سونا ملمع کرنے کی سہل ترکیب

ورق طلائی ۱۰ ماشہ سونا گا ۲ ماشہ - سیسہ خام ۴ ماشہ - سیماب ایک تولہ -

تار میں باندھکر میزاب میں ڈبوکر فوراً باہر نکال لو دو پھر سلسلہ وار پانی میں ڈبوؤ
در اگر ان چیزوں کو کوئی روغن لگا ہوا ہے تو سوڈا اور پٹاس کے پانی کے ساتھ صاف
کر لو۔

ہاتھی دانت کے چاقو کے دستونکو صاف کرنیکی ترکیب

جن چاقوؤں کے دستے ہاتھی دانت کے ہوں انکو پانی میں بھیگنے نہیں دینا
چاہیے۔ کیونکہ اس طرح دستہ کا رنگ خراب ہو جاتا ہے لیکن باوجود ان تمام
احتیاطوں کے کثرت استعمال سے آخرکار ہاتھی دانت کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے اسکو
اپنی ابتدائی عمدہ حالت پر لانے کیلئے کھریا مٹی اور سپرٹ آف وائین کا گارا بنا کر
ان دستوں پر ملنا چاہیئے جس سے وہ پھر اپنی اصلی صورت پر آجائیں گے۔ اسی طرح
ہاتھی دانت کے چھوروں کو صاف کیا جا سکتا ہے جو اہل ہنود عورتیں پہنتی ہیں اور قیمتی ہوتے ہیں

بجلی سے بچنے کے متعلق ہدایات

طوفان برق و باد کے دوران میں بجلی سے محفوظ رہنے کے لیئے درختوں گھاس
کے ڈھیروں اور بلند چیزوں سے بچنا چاہیئے۔ سیسے کے فوارے بَرق کش
آلات آہنی سے حتی الامکان دور ہو۔ گھر کی کھلی کھڑکیوں اور دروازوں کے پاس
بھی نہیں کھڑا ہونا چاہیئے۔ کمرہ کا وسط سب سے محفوظ مکان ہے۔

دھبے دور کرنے کی ترکیب

دھبے مفصلہ ذیل ترکیب سے دور کیئے جا سکتے ہیں۔ ایک چہارم بوتل پانی لیکر
چمچہ بھر گرم کلورائیڈ آف لائم ڈالکر اسے اچھی طرح ہلاؤ۔ اور اس میں اس چیز
کو جس سے داغ دور کرنے ہوں اس وقت تک غوطے دو جب تک کہ دھبے دور
ہو جائیں پھر سے صاف پانی میں اچھی طرح دھو لینا چاہیئے۔

ناقابل محو سیاہی کے دھبے سیانائیڈ آف پوٹاسیم کے مرکب سے رفع ہو سکتے ہیں۔ لیکن دوائی مذکور کو احتیاط سے استعمال کرنا چاہیے کیونکہ اس کا ایک قطرہ بھی زہر قاتل ہے۔

آہنی سیاہی کے دھبے دور کرنیکی ترکیب

آہنی سیاہی کے دھبے اوکسالک ایسڈ سے دور ہو جاتے ہیں۔ اگر کپڑے کو ترشش دودھ میں رات بھر بھگو یا رہنے دیا جائے تو اسکا بھی ایسا ہی اثر ہو گا۔

انیلائن سیاہی کے داغوں پر اوکسالک ایسڈ موثر نہیں ہوتا اس لیے ایسٹک ایسڈ میں بھگو کر رفع کرنے چاہئیں۔ داغوں کے غائب ہوتے ہی کپڑے کو اچھی طرح کھنگال لیا جائے۔

میووں کے داغ دور کرنا

میووں کے داغ جبکہ تازہ ہوں۔ سوتی اور کتانی کپڑوں سے کھولتے ہوئے گرم پانی میں دھونے سے جاتے رہتے ہیں۔ جب داغ پائدار معلوم ہوں تو کسی قدر اوکسالک ایسڈ استعمال کرنا مناسب ہو گا۔ ہاتھوں سے میووں کا رنگ دور کرنے کیلئے ہاتھوں کو صاف پانی میں دھو کر آہستگی سے کپڑے سے پونچھ ڈالو اور پھر جبکہ ہاتھ بھی کسیقدر گیلے ہوں تو دیا سلائی کی ایک تیلی جلاؤ۔ اور اس پر ہاتھ رکھو۔ جلتی ہوئی تیلی کی گندھک کے بخارات ان دھبوں کو دور کر دینگے۔

پیتل پر گلٹ کرنے کی ترکیب

کسی مٹی یا پتھر کے برتن میں ایک حصہ گندھک کا تیزاب اور دو حصہ شورہ کا تیزاب رکھو اور پاس ہی تین چار برتنوں میں صاف پانی رکھو۔ پھر زیور پیتل کی کھر

اول دو۔ پس چند منٹ میں چاندی نیچے بیٹھ جائے گی اسوقت تیزآب کو نتار دو اور چاندی کو پانی سے دھو کر خشک کر لو۔

آلو کا نشاستہ صاف کرنا

کلورائیڈ آف لائم کو پانی میں حل کرکے نشاستہ آلو داخل کرو اور خوب حرکت دو۔ پھر گندھک کا تیزآب ملاؤ۔ جب حسب مرضی رنگ پلٹ جائے تو دھو کر خشک کر لو۔

زنگ کے دھبے دور کرنے کی ترکیب

زنگ کے دھبے کپڑوں سے بنزآئن یا کلورا فارم کے ذریعہ سے دور کیے جا سکتے ہیں۔ آئینہ دار کھڑکی سے زنگ کے داغوں کے مٹانے کیلئے انہیوں کو بائی کاربونیٹ آف سوڈا کے مرکب سے جو گرم پانی میں حل کیا ہوا ہو دھونا چاہیے اور پھر خشک کپڑا پانچ دس منٹ ملنا چاہیئے۔

خون کے داغ مٹانیکی ترکیب

خون کے داغ اگر تازہ ہوں تو سرد پانی میں دھونے سے رفع ہو جاتے ہیں بہت دنوں کے داغوں کا دور کرنا مشکل ہے۔ تاہم آئیوڈائیڈ آف پوٹاسیم کو اس کے وزن سے چارگنا پانی میں حل کرکے انکو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

گھاس کے داغ دور کرنے کی ترکیب

گھاس کے سبز داغ کلورا فارم یا الکحل سے دور کیئے جا سکتے ہیں۔

ناقابل سیاہی کے دھبے دور کرنیکی ترکیب

کانسی بنانا

ایک حصہ رانگ اور تین حصہ تانبا ملانے سے کانسی تیار ہوتی ہے۔

ناریل کا خوشبودار تیل

نصف سیر عمدہ روغن ناریل لیکر اس میں نارنگی کے چھلکے ایک تولہ ڈال دیں اور اوپر سے کپڑا باندھکر چار روز دھوپ میں رکھیں تب اس کی بدبو رفع ہو جائے گی اس کے بعد اس میں آئیل آف روزبری اور آئیل آف پیگیٹ ۲۰ بوند عطر حنا ۴۰ بوند تیل میں رتنگ کی لکڑی ڈال کر پہلے دھوپ میں رکھکر سرخ کریں۔ رتن جوت سے بھی سرخی آجاتی ہے۔ پھر مذکورہ بالا خوشبودار چیزیں ڈالدینی چاہیئیں۔

نقلی سونا بنانے کی ترکیب

جست نصف چھٹانک تانبا سوا دو چھٹانک دونوں کو گال لیویں تو نقلی سونا بن جائیگا۔

سونیکے زیور کا ٹانکا الگ کرنیکی ترکیب

کسی چینی کے برتن میں جسکے اندر چینی اور باہر روغن ہو نمک کا تیزاب اور زیور ڈالدو۔ اور اس کو نرم آگ پر رکھو تھوڑی ہی دیر میں ٹانکا الگ ہوجائے گا اور زیور کو فوراً نکالکر سرد پانی سے دھو ڈالو۔ باقی خالص سونے کا زیور رہجائیگا۔

چاندی کو تانبہ سے الگ کرنیکی ترکیب

تیزاب گندھک اور تیزاب شورہ مساوی ملاکر اس چیز کو اس میں ڈالدو اور برتن کو نرم آنچ پر ابال دو جب وہ چیز گلجائے تو تھوڑا سا نمک ملادیں گی

فربہ اور جسیم کس طرح دُبلے ہو سکتے ہیں

ایک محقق ضیعت اور لاغر شخص کے موٹے ہونے سے کسی فربہ و جسیم شخص کا دُبلا ہونا آسان ہے۔ اگر موٹے تازے آدمی مندرجہ ذیل ہدایات پر کاربند ہوں تو ان کی فربہی بہت جلد کم ہو جائے گی۔ ناشتہ میں انہیں گوشت یا مچھلی پانچ ہونس سے زیادہ نہیں کھانی چاہیئے۔ چار بغیر دودھ یا میٹھے کے استعمال کریں ساتھ ہی چائے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ دوپہر کا کھانا مچھلی (بشرطیکہ سالن کی قسم سے نہ ہو) دُبلے بکرے کا گوشت اور کسی قسم کی ترکاری استعمال کرنی مناسب ہے جن کو مے نوشی کی عادت ہو وہ صرف کلارٹ وچیری سے سرور حاصل کریں دودھ سے بنائے ہوئے سموسوں اور پڈنگ (مٹھائی) سے پختہ میووں اور مربوں کا کھانا زیادہ ناموزوں ہے۔ دوپہر کی چائے بھی بغیر شکر اور دودھ کے ہلکی روٹی یا بسکٹ کیساتھ پینی چاہیئے۔ چائے کیساتھ کلیجہ اور مکھن کا استعمال درست نہ ہوگا۔ سونے سے پہلے نہایت سادہ کھانا یعنی خشک روٹی پانی کے ساتھ استعمال کرنی چاہیئے یہ تو غذا کے متعلق احتیاطیں ہیں۔ مندرجہ ذیل دیگر ہدایتوں سے بھی قطع نظر نہیں کرنا چاہیئے۔ کسی موٹی تازی عورت یا مرد کا سست وبیکار پڑا رہنا سخت مضر ہے علی الصبح اٹھنا جلد جلد چلنا بائیسکل پر سوار ہونا اور خانگی کاروبار میں مصروفیت اُسے چست وچالاک رکھے گی۔ صبح و شام دس منٹ تک زنانہ ورزش کرتے رہنے سے اس کی موٹی کمر کا گھیر بہت کم ہو جائے گا۔

نظر نہ آنے والی سیاہی

عرق لیموں اور پھٹکری کو ملا کر لکھنے سے لفظ نظر نہیں آتے۔ لیکن کاغذ کو پانی میں تر کرنے سے حروف روشن ہو جاتے ہیں۔

ہوئی جگہ کو موم سے صاف کرکے اس پر فلورک ایسڈ جو ایک قسم کا تیزاب ہوتا ہے
اور زہر کی بوتلوں میں بند ہوتا ہے لگا دو اور اسکو حرکت دیتے رہو۔ یہ احتیاط
رہے کہ شیشے کو کھولتے وقت اسے سونگھنا یا اس کے پاس منہ لیجانا آنکھوں
کو مضر ہے۔

بوتل کا ڈاٹ کھولنے کی تدبیر

اگر بوتل کا ڈاٹ دکارک ایسا سخت لگا ہوا ہو کہ پیچ سے بھی نکالنے
میں مشکل پیش آئے تو بوتل کی گردن پر گرم پانی لگاؤ جس سے وہ تدرے پھیلیگی
اور ڈاٹ اپنی اصلی حالت میں رہیگا۔ اس لئے وہ ڈھیلا ہو جائیگا۔ اگر بوتل میں
خوشبو وغیرہ ہو تو بوتل کی گردن مع ڈاٹ کے سرکہ میں ڈالو اور پھر اسکو گرم
پانی کے برتن میں رکھدو اس سے ڈاٹ بآسانی نکل آئیگا۔

آگ سے لکڑی اور کپڑا نہ جلے

جس لکڑی کو تین چار مرتبہ سلیکیٹ آف سوڈا کی گاڑھی محلول میں بھگو
کر خشک کیا جائے۔ وہ آگ سے نہیں جل سکتی۔ نمک اور پھٹکری کے گاڑھے
محلول سے کپڑے کو مرکب کرنے سے بھی آگ نہیں جلتی۔ مگر کپڑے بوسیدہ
ہو جاتے ہیں۔ اس لئے سوہاگا اور نوشادر کا فاسفیٹ اور سیلفنٹ اس
مطلب کیلئے اچھے ہیں۔

ہاتھوں سے داغ دور کرنے کی ترکیب

ایک لیموں کا ٹکڑا ایک ہاتھوں پر مل دو یا ایسے پانی میں ہاتھ دھو
جس میں ذرا سا تیزاب گندھک ملا یا گیا ہو۔

ہیں۔ اور پھر دوبارہ ہر ایک طرح کی چکنائی چونے کے پانی میں پکا کر صاف کرتے ہیں۔ اور کمبل کے ٹکڑوں سے پونچھ کر خشک کر لیتے ہیں۔ جب اس طرح ٹھیاں صاف ہو جاتی ہیں۔ تب انکے جسم کے لوہے کی کھرچن سے کھرچ ڈالتے ہیں۔ اور پھر کانچ لگے ہوئے کاغذ سے رگڑتے ہیں۔ بعد ازاں ریگمال کرتے ہیں۔ اور اخیر میں کھڑیا مٹی پانی میں گھولکر اوپر سے سخت بالوں والا برش پھیرتے ہیں۔ تب مچھلی کی ہڈیوں کا تیل چپڑ دیتے ہیں۔

گنج کے واسطے مرہم

گندھک ایک اونس۔ چربی ایک اونس۔ نوشادر دو ڈرام سب کو ملا کر دو تین دفعہ دن میں لگا دیں۔ گنج دور کرنے کی مجرب مرہم ہے۔

سونے کو چاندی یا تانبہ سے الگ کرنا

اس چیز کو کہ جس میں سے سونا الگ کرنا ہو نمک کے تیزاب میں ڈالدو کچھ عرصہ کے بعد تانبا چاندی گل جائے گی۔ مگر سونا قائم رہیگا۔ اسکو فی الفور الگ کرلو۔

آلات شیشہ پر بیل بوٹہ بنانیکی ترکیب

جس کانچ کی چیز پر پھول بیل پتے تصویر یا کچھ لکھنا منظور ہو تو پہلے اسے ریشم کے کپڑے سے خوب رگڑ ڈالو اور پھر اسے کوئلہ کی آگ پر گرم کرو جو وقت وہ اتنا گرم ہو جائے کہ اسپر ہاتھ نہ رکھ سکیں تب بہت عمدہ سفید یا ندہ موم کا ٹکڑا لیکر گرم کانچ کی چیز پر اس طرح پھیرو کہ موم سب طرف پگھلکر پھیل کر جم جائے۔ دو چار منٹ کے بعد جب بالکل اچھی طرح اسپر جم جائے اور ٹھنڈا ہو جائے اسوقت بیل بوٹا اور جو عبارت چاہو ناخن گیرے سے کھود لو۔ اور اس کھدی

کاٹھ پیوند کرنے کا مصالحہ

شہد کی طرح اسٹرانگ ایسی ٹک ایسڈ اور رانی میں گلاس کو پتلا کریں اس سے کاٹھ جوڑیں پھر علیحدہ نہیں ہوگا۔

جرمن سلور یعنی جرمن کی چاندی

تین جزو برابر برابر نکل۔ جست اور تانبہ ملانے سے جرمن سلور تیار کیا جاتا ہے۔

گنجے سر پر بال پیدا کرنے والا تیل

میٹھا تیل آدھ سیر۔ تیل بادام آدھ سیر۔ اور کی گنیم ایک تولہ۔ تیل ترری ساٹھ بوند۔ انگلش لیونڈر تیل چالیس بوند ان سب کو ملاکر سر پر لگادیں۔ گنج دور ہو جائیگا۔

سنگ مرمر کی نقل

چونہ بجھا ہوا ایسی ہوئی چاک مٹی۔ سنگ مرمر کا چورہ باریک پسا ہوا پانی میں پینا چاہئے، دیواروں پر لگا کر گھونٹ دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کی نظر میں سنگ مرمر کا دہوکا ہو پلاسٹر آف پیرس کو بھی ملاکر اسی کام میں لاتے مگر بوجہ سامد ہونے کے اکیلا نہیں لگاتے۔ اسواسطے سریش کو پانی میں پکا کر ملا لیتے ہیں۔ اور اگر کوئی رنگ بنانا ہو اس رنگ کو سریش میں ملکر پکانا چاہیئے۔

ہڈی کا صاف کرنا

اول موٹی اور گول ہڈی کو پانی میں ابال کر گوشت اور چربی اس سے صاف کرتے

سیاہ کاغذ جو ڈاکخانہ میں نقل کیواسطے استعمال کیا جاتا ہے۔

تھوڑا سا پانی بلیک لیٹر میں ملا کر اور سادہ کپڑا اس پانی میں تر کر کے اس گیلے کپڑے کو پھیر کر سوکھائے۔ سیاہ کاغذ بنجائیگا۔ اگر اس سیاہ کاغذ کے نیچے سفید کاغذ پر پنسل سے لکھا جائے تو دو تین تہ کاغذ تک لکھا جاسکتا ہے۔

دودھ کا سفوف

ایک چھٹانک پانی میں سوڈا کارب نصف ڈرام ملائیں۔ پھر کھانڈ آٹھ چھٹانک دودھ تازہ چار چھٹانک ان سب چیزوں کو آگ پر پکائیں۔ پھر آگ سے اتار کر کسی گول چوڑے برتن میں ڈالکر دھوپ کی گرمی میں خشک کریں۔ دودھ کا سفوف تیار ہو جائیگا۔ یہ چھوٹے بچوں کی صحت و توانائی کیلئے بہت ہی اچھا ہے۔ اور اس کے کھانے سے بچے عمدہ صحت میں اور موٹے ہو جاتے ہیں۔

انڈوں کا مالیدہ

دو بطخ کے انڈوں کی زردی نصف سیر میدہ میں خوب ملائیں اور ملجانے کے بعد پانی اور آٹا ڈالکر روٹی بنائیں اور اپلوں پر سینک لیں پھر روغن زرد ۱/۲ چھٹانک بورہ کھانڈ ڈیڑھ چھٹانک اور شہد نصف پاؤ ڈال کر مل لیویں۔ مالیدہ بن جائے گا۔

انگریزی سیاہی کے داغ اڑانا

انگریزی سیاہی کے داغ ٹارٹرک ایسڈ سے اڑجاتے ہیں۔

گلابی عرق

۳۰ اونس کلون سپرٹ میں گلاب ایک ڈرام ملالو۔

لیموں کا شربت

چھلکا کاغذی لیموں ½ ۲ تولہ لیموں کا رس ۵ چھٹانک کھانڈ صاف ۵ چھٹانک پہلے اس کے ساتھ چھلکونکو آگ سے اُبالے۔ بعد ازاں کھانڈ ملا کر پکانے سے شربت بن جائے گا۔

گلاب کا شربت

پنکھڑی گلاب ایک پاؤ۔ مصفا کھانڈ ½ ۳ سیر۔ پنکھڑی ½ ۲ سیر پانی کے ساتھ خوب ابال دیں۔ پھر اس پانی کو چھان کر کھانڈ کیساتھ چاشنی تیار کر لیں۔ شربت بن جائے گا

ست گلاب

پانچ چھٹانک کیٹی فائڈ سپرٹ میں نصف تولہ عطر گلابی ملا کر اور بوتل کے اندر بھر کر رکھنے سے بھی ست گلاب یعنی ایسنس آف روز بنجاتا ہے۔

ولایتی بارود بنانا

کوئلہ ساڑھے سات حصہ۔ گندھک پانچ حصہ۔ شورہ ½ ۳ حصہ ان سب کے ملانے سے بارود تیار ہو جاتا ہے۔

آرس اوٹ سوا چھٹانک۔ عرق لیموں ۵ بوند۔ آئیل لیونڈر ۱۲ قطرہ ان سب کو ملاکر چھان لو۔ منھ پر ملنے کا اعلےٰ درجہ کا پوڈر بنجائے گا۔

نقلی موم بنانے کی ترکیب

۲ تولہ چربی بس، ۲ تولہ دیسی رال اور ۲ تولہ ہلدی ملاکر خوب طرح ملائیں۔ اس سے موم نقلی بن جائے گی۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ موم صرف کھلونے بنانے کے کام آتی ہے۔ زیادہ کارآمد نہیں ہوسکتی۔

صابون برائے حجامت

سفید صابون ۴۔ اونس عمدہ شہد کا صابون ۲ ۲۔ اونس۔ روغن زیتون ایک اونس۔ پانی ایکرو پیچھے۔ کاربونیٹ آف سوڈا ایک ڈرام خوب ملاکر قدرے پروف اسپرٹ اور خوشبو حسب پسند ملالو۔

دیگر

سخت صابون کے باریک ورق ۲۔ اونس۔ نرم صابون ۶۔ اونس قدرے پانی ملاکر حرارت پر یکجان کرلو۔ اور سرد ہونے پر روغن لونگ ایک ڈرام۔ ٹنکچر آف عنبر ۲۰ قطرے ملالو۔

دستی لکھے ہوئے حرفوں کو اڑانا

سوہاگہ۔ سوڈا۔ نوشادر۔ ان تینوں کو مساوی ملاکر خوب باریک پیسکر حرفوں پر مل دو۔ حروف جلدی ہی اڑ جائینگے۔

چندن کا عرق

۲۔ اونس کلون اسپرٹ میں روغن چندان ۲ ڈرام ملالو۔

دوا، چھ جزو ۔

سفید وارنش بنانا

عمدہ کوپال ½ ۔ اونس۔ کافور ایک اونس۔ تیز الکحل ایک کوارٹ حل کرکے
۲۔ اونس مصطگی ایک اونس۔ وینس ٹرپن ٹائین ملاؤ۔ اور حل کرکے چھان لو
یہ نہایت سفید وارنش ہوگی۔ اس کو ملک پالش بھی کر سکتے ہیں۔ اکثر کھلونوں
پر لگائی جاتی ہے۔ اور جاپان) اور ممالک یورپ میں بکثرت استعمال
میں لائی جاتی ہے۔

جوتے سکھانے کی ترکیب

بھیگے ہوئے جوتے میں جئی جو گھوڑوں کے کھلانے کے کام آتی ہے
ڈال دینے سے تھوڑی دیر میں جوتا سوکھ جاتا ہے۔ جوتا سوکھ جانے کے بعد
جئی نکال لیں کیونکہ یہ حسب سابق دوسری دفعہ بھی عمدگی سے استعمال ہو سکتی ہے۔

چکنائی کے داغ مٹانا

تھوڑا سا نمک شراب تیز میں آمیزش کرکے لگائیں داغ دور ہو جاتے ہیں

گھوڑے کے بالوں کو نیلا رنگنا

پھٹکری دو جزو۔ ٹارٹر (انگریزی دوا) ایک جزو میں اول رنگ کرکے
بعد ازاں نیل کے رت میں غوطے دیتے رہو پھر صاف پانی سے دھو کر خشک
کر لو۔

منہ پر ملنے کا پوڈر

آیلی گلو لین، قطرہ۔ آیل برگیٹ ۵ بوند۔ پاؤڈر سٹارچ آدھ سیر

ہو جائے گا۔

پیتل اور تانبے پر قلعی کرنا

پہلے برتن کو ریت سے خوب صاف کر لو۔ بعد ازاں آگ پر چڑھا کر گرم کرو جس وقت برتن خوب گرم ہو جائے تو قدرے نوشادر ڈال کر اوپر قلعی کا ٹکڑا رکھیں۔ جب قلعی پانی کی طرح پتلی اور رقیق ہو جائے تو بذریعہ روئی کے تمام برتن پر پھیر دو۔ بس برتن پر قلعی ہو گئی۔

کانسی یا پیتل کا داغ دور کرنا

داغ پر لیکر ایمونیا (انگریزی دوائی) ملنے سے دور ہو جاتا ہے۔

ہتھیاروں کے دستے پیوند کرنا

اینٹ کے برادہ کے ساتھ دس حصہ بیروزہ اور ایک حصہ موم ملا کر گال لو۔ دستہ جڑ جائیگا۔

سفید وارنش لکڑی کیواسطے

سفید موم ۲ اونس تیل تارپین ایک پنٹ ہلکی حرارت پر حل کرو۔

دیگر

موم سفید تین جزو تیل کا ۴ جزو گرم گرم لکڑی پر لگاؤ اور سخت کپڑے سے پالش کرو۔

کالے چمڑے کیواسطے وارنش

لاکھ ۱۲ جزو۔ سفید تارپین تائن (انگریزی دوا) پانچ جزو۔ سندرس ۳ جزو کوحسل ایک جزو۔ سپرٹ آف واین (انگریزی دوا) ۴۸ جزو۔ الکوحل یا انگریزیک

بندوق کی گولی بنانا

رانگ ایک حصہ سیسہ دو حصہ اور تھوڑے سے ہڑتال آمیز کرنے سے گولی بن جاتی ہے۔

سونے اور چاندی کے زیور صفا کرنیکی ترکیب

پھٹکری اور نمک مساوی پیسکر میلے زیور پر چڑھاؤ۔ اور آگ میں رکھکر خوب سرخ کرلو۔ بعدازاں صاف پانی میں ڈالدو۔ اور پانی سے نکالکر کپڑے میں کپڑ کنٹ خوب صاف کرکے دھو ڈالو اور آگ پر رکھکر خشک کرلو خوب صاف ہوجائیگا۔

لوہے کا رنگ تانبے کا سا کرنا

طوطیا تھوڑے سے پانی میں ملاکر کسی کانچ کے برتن میں ڈالکر گرم کرلو پھر آگ سے اتارکر اس میں لوہے کی کوئی چیز ڈالدو۔ اسکا تانبے جیسا رنگ ہوجائیگا

لوہے پر لکھنا

مساوی الوزن مسی۔ پیلی پھٹکری۔ نوسادر۔ طوطیا تین گھنٹہ تک کاغذی لیموں کے رس میں بھگو رکھیں۔ پھر لوہے کی چیز پر موم لگا کر لوہے کے قلم سے لکھکر مذکورہ بالا اشیاء کا عرق ڈالکر دھوپ میں نصف گھنٹہ رکھ چھوڑیں لوہے حرف کھد جائیں گے۔

کپڑے کے داغ مٹانا

داغوں پر صابن لگاکر دو پر کھڑیا مٹی لگادیں۔ اور کھڑیا سے ملکر گھاس پر ڈالکر خشک کرلیں اسی طرح ایکدو دفعہ ملنے سے کپڑا بالکل صاف اور بے عیب

بس لگا کر فروخت کرتے ہیں۔ چاہئے کہ انڈوں کو پسے ہوئے نمک کی تہ میں چھپا کر جب تک چاہو رکھ چھوڑو۔ بگڑنے نہیں۔ اسیطرح ہر ایک میوہ تازہ کو موم لگا کر اور اس میں غوطہ لگا کر جب تک چاہو رکھ چھوڑو۔ ضرورت کے وقت اسکا موم علیحدہ کر لیا جائے۔ اور استعمال کریں۔ ہندوستان میں بجائے موم کے شہد کو استعمال میں لاتے ہیں۔

سر کے گنج کا علاج

سر کا گنج مٹی کے تیل کے استعمال سے دور ہو جاتا ہے۔

آگ سے محفوظ رہنے کی ترکیب

بار ہا اس قسم کی افسوسناک موتیں آتشزدگی سے سنی جاتی ہیں کہ فلاں عورت کے باریک کپڑے کو چراغ سے آگ لگ گئی یا اس کے پاجامے کو چولہے سے آگ لگ گئی اور جبکہ وہ بیچاری کرتے یا پاجامہ کو اتار کر پھینکنے میں مصروف رہی کہ آگ نے اس کے نازک بدن کو جھلس دیا۔ آگ کی صورت عورتوں کا ہی ایسا حال نہیں ہوتا بلکہ مردوں کی ہوش بھی ۔۔ کی جاتی ہے اور گھبراہٹ کے مارے انہیں بھی کرتے دھرتے نہیں بن پڑتا۔ تاہم مناسب ہے کہ اوسان خطا نہ ہونے دیں اور جب کپڑوں کو آگ لگ جائے تو فوراً زمین پر لیٹ کر اپنے اوپر کئی چکر کھاویں آگ فوراً بجھ جاوے گی۔ ایکدوسری ترکیب یہ ہے کہ کوئی بہت بھاری کپڑا مثلاً لحاف یا موٹے کمبل کو فوراً اوڑھ لیں۔ آگ سکے اندر دم بند ہو کر بجھ جاویگی۔ ہر چند کہ ظاہرا یہ ایک معمولی ترکیب نظر آتی ہے لیکن بہت مفید ہے اور ممکن ہے کہ اس پر عمل کرنے سے کئی بے گناہ مردوں اور عورتوں کی جانیں بچ جائیں۔

سردی کو اندر جانے سے روکے گا۔

سفید کپڑے سے سیاہ داغ مٹانے کی ترکیب

اس کی سہل ترکیب یہ ہے کہ موم بتی کے ٹکڑے کو داغ پر خوب رگڑ کر پانی سے نرم کرکے ابلتے ہوئے پانی میں دو تین دن بھگو دیں تو داغ بالکل دور ہو جائے گا۔

آتشزدگی سے حفاظت کرنے کی ترکیب

اگر نمک لاہوری یا چونہ کسی اور رنگ میں ملاکر سب مکان کی دیواروں اور چھت کی کڑیوں وغیرہ کو پوت دیا جائے۔ تو مکان میں آگ لگنے کا خوف نہ رہیگا۔ اسیطرح آدھی بوتل کلپ میں جس میں بقدر ضرورت پانی ملا دیا گیا ہے۔ ایک چھوٹا سا چمچہ سہاگہ پیس کر ملا یا جاوے۔ اور حسب دستور کپڑے پر کلپ کیا جائے تو کپڑا آگ سے محفوظ رہیگا بچوں کے کپڑوں کیلئے یہ تجویز اچھی ہے۔ اگر چھپر ڈالنے سے پیشتر اس کے پھوس کو چونے کے پانی میں خوب لت پت کرلیا جاوے تو وہ چھپر آگ سے نہیں جلیگا۔ اور مضبوط بھی ہو جاویگا۔

مچھلی کو تازہ رکھنے کی ترکیب

سہاگہ پیس کر مچھلی پر چھڑک کر سرد خشک جگہ میں رکھنے سے کئی روز تک مچھلی تازہ رہ سکتی ہے۔

مرغی کا انڈا اور میوہ محفوظ رکھنے کی ترکیب

اکثر اوقات مسافرت میں یہ ترکیب بہت کارآمد ثابت ہوئی ہے اور ولایت کے سوداگر بھی اس ترکیب سے گرمیوں میں انڈوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور چار دن

ڈال دو۔ تب خالص زیتون کا تیل خوب گرم کر کے اس شیشی میں قریب ⅟۲ حصہ ڈال دو اور خوب ڈاٹ لگا دو۔ تب بوتل کی تمام خالی جگہ روشن ہو جائے گی اور روشنی خاصی دے گی۔ جوں ہی روشنی کم ہو جائے تو پھر کاک اتار کر تازہ ہوا داخل کرنے سے اس کی طاقت بڑھ سکتی ہے۔ نہایت سرد موسم میں تیل کو منجمد ہو جانے سے روکنے کیلئے بوتل کو کبھی گرم کر لینا چاہیئے۔ ایک ہی ایسی بوتل تمام موسم سرا میں کافی ہوگی یہ عمدہ مگر پرانی طرز کی ترکیب جیب میں لے جا سکتے ہیں اور پیرس کے چوکیدار تمام میگزینوں میں کہ جہاں بھک سے اڑ جانیوالی چیزیں ہوتی ہیں اس کو لیے پھرتے ہیں۔

لیمپ کی تیز روشنی کرنیکی ترکیب

اگر بتی کو تیز سرکہ میں بھگو کر خشک کر لیا جائے تو لیمپ میں استعمال کرنے سے خوب تیز اور صاف ہوگی۔ اور عرق نعناع میں تر کرکے استعمال کرنے سے بھی اسی قسم کا فائدہ حاصل ہوگا۔

کاغذ کی بدولت جاڑے سے بچنے کی ترکیب

فرض کرو کہ سخت سردی کا موسم ہے۔ یعنی دسمبر اور جنوری کا زمانہ ہے اور مسافر بیچارے کے پاس رات بسر کرنے کیلئے صرف دو چادریں ہیں۔ وہ کیا بندوبست کرے کہ ان چادروں سے مقدر سردی سے محفوظ رہ سکے کہ جسقدر پانچ سات چادروں کو تہ بند اوڑھنے سے رہ سکتا ہے۔ ایک دانشمند شخص صلاح دیتا ہے کہ اگر اس مسافر کو کاغذ کے چار یا پانچ تختے ملجاویں۔ اور وہ انکی تہ کر دونوں چادروں کے درمیان بچھا دیوے۔ ایسے طور پر کہ یہ دونوں چادریں دہرہ اور دستہ کا کام دیں تو اس کاغذ کی بدولت وہ بہت کچھ سردی سے محفوظ رہ سکے گا۔ کیونکہ کاغذ جس کے بدن کی گرمی کو باہر جانے سے اور باہر کی

بلا چراغ کے روشنی کرنا

ایک شیشے میں تھوڑے لونگ کے عطر میں فاسفورس رکھو اور شیشے کے منہ کو خوب بند کر دو۔ اور اس شیشے کو اندھیرے گھر میں لیجا کر کھولدو نہائت عمدہ روشنی ہوگی۔

چمڑے کی حفاظت

ولائت کا رسالہ کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ لکھتا ہے کہ اگر ارنڈی کے تیل میں چربی یا کوئی اور تیل ملا کر چمڑے کو درست کرنے کیلئے مل دیں تو چمڑا نہائت عمدہ تیار ہو جائیگا۔ اور علاوہ ازیں جو چمڑا اس ترکیب سے تیار ہوگا۔ وہ چوہوں اور دیگر سوراخوں میں رہنے والے جانوروں کی دست بردسی بچا رہیگا۔

سرکہ انگوری بنانے کی ترکیب

پانی مقطر ۳۰ شار نمک ۱۰ تولہ کشمش سرخ ۵ شار تینتل کی چھال ۵ تولہ۔ پھٹکری ۲ تولہ۔ قند ۱/۲ سیر۔ میوہ سرخ کشمش کو جو پانی سے دھو کر صاف کرکے پانی میں جوش دیکر رکھا ہوا ملا دو۔ اور ہر روز ایکدفعہ یا دو دفعہ اس کو ہلا دیا کرو۔ بعد ایک ہفتہ کے دیگر مصالحہ شامل کرکے منہ بند کر کے عرصہ چالیس یوم تک دھوپ میں یا کسی گرم جگہ میں رکھو۔ جب وہ تہ نشیں ہو جاے تب چھان کر بوتل میں بھر دو۔

اندھیرے میں روشنی کرنیکی نہائت عجیب ترکیب

بچراغ اور دیا سلائی کے سوا روشنی حاصل کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک مستطیل صاف شفاف شیشی لو اور اس میں ایک ٹکڑا فاسفورس کا

کاغذ سے تیار ہو سکتے ہیں۔ پرانے اخبارات بشرطیکہ پھٹ نہ گئے ہوں۔ خوب کارآمد ہیں۔ دریش جھینیٹ یا کوتی اور پیڑ ا لیکر اس کو حسب ضرورت قطع کر دساور اس کی دوتہیں کر لو۔ اور اس کے اندر تین کاغذ ملا کر رکھدو۔ کندیوں گردن اور پیچھے کی طرف اچھی طرح کا غذوہ ہالوٹانکے ذرا فاصلے پر لگاؤ تاکہ کاغذ قطع نہ ہو جائے اور بٹن وغیرہ لگا کر کپڑا پہن لو۔ سردی سے بخوبی محفوظ رہو گے۔ چونکہ جاڑوں میں پسینہ نہیں آتا اس لئے کاغذ کے گل جانے کا اندیشہ نہیں ہے۔

دیمک کا دفعیہ

اسباب خانہ داری کو دیمک سے بچانا مدنظر ہو تو کچھ لوبان ان چیزوں پر چھڑک دینا چاہیئے۔ جس سے دیمک دور کرنی مطلوب ہو۔ اس سے چیزوں کے رنگ میں کسی قسم کا فرق نہیں ہوگا۔ اور اس کی تیز بو بھی ایکدو گھنٹوں میں بخارات بنکر اڑ جائے گی۔ مگر اس عرصہ میں وہ دیمکوں کا بھی خاتمہ کر جائے گی۔ اسکے بعد تارپین۔ سرکہ۔ اور میٹھا تیل باہم مساوی الوزن ملا کر اس کو فرنیچر اثاث البیت کے چوبی حصوں پر غلالین سے بخوبی مل دینا چاہیئے۔

قرص کافوری

تین ڈرام دیل مچھلی کے سرکا تیل اور چار اونس روغن بادام باہم آمیز کر کے بعد ایک اونس روغن بادام اور تین اونس سفوف کافور ڈالکر ملانا چاہیئے۔ جب تمام چیزیں مل جائیں تو اس مرکب کو کسی ٹین یا چینی کے برتن میں ڈالدینا چاہیئے یہاں تک کہ سرد ہو کر قرص بن جائے۔

جب سردی کی شدت سے ہاتھ پاؤں پھوٹ جاتے ہیں تو اس وقت اس قرص کافوری کو ہاتھوں پر ملنے سے فائدہ ہوگا

تختے یا میز پر رکھکر سیاہ ریشمی کپڑے کے ٹکڑے کو سوہاگہ آمیز گرم پانی میں بھگو کر
اس پر ملو۔ سوہاگہ ایک چمچہ بھر اور گرم پانی نصف پنٹ ہونا چاہیئے۔ بعد پردہ اٹھالیکر
وہ ہنوز گیلا ہی ہو۔ ریشمی یا کوئی اور قسم کا سیاہ کپڑا رکھکر استری پھیرنی
چاہیئے۔

طوطوں کو پڑھانے کی ترکیب

اگر کسی صاحب کو طوطے کے پڑھانیکا شوق ہو تو اس غرض کیلئے سب سے
عمدہ وقت شام کا ہے۔ طوطے کے پنجرے کو کپڑے سے ڈھانپ کر ایک تاریک
کمرے میں رکھدینا چاہیئے اور معلم جن الفاظ کو سکھلانا چاہتا ہے انہیں آہستگی
اور صفائی سے بار بار دہرائے اہل انگلستان کے خیال میں طوطا کو بولنا سکھلانے
سے پہلے انکی زبان پر کسیقدر عمل جراحی کیا جانا مناسب ہے۔ اسطرح وہ آسانی
سے بولنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ روٹی کے بھیگے ہوئے ٹکڑے ابلے
ہوئے آلو سیقدر نرم نرم میوے مثلاً کیلے اور ناسپاتیاں طوطوں کیلئے عمدہ ہے

ٹریسنگ کاغذ بنانے کی ترکیب

یہ کاغذ نقشہ نویسوں کیلئے کام آتا ہے۔ ایک اونس روغن بلسان کو
روح تارپین کی ایک پنٹ کے ½ حصہ میں دھیمی آگ پر گرم کرنا چاہیئے۔ پھر اسکو
برش کے ذریعہ سے باریک کاغذ کے ایک رخ پر پھیلانا چاہیئے۔ یہ ورق عمدہ
نذا خشک ہو جائیگا۔ سوکھ جانے پر دیگر کاغذ وغیرہ اس سے چھپنے کو تیار ہو
سکیں گے

کاغذ کے انگرکھے

اس قسم کے انگرکھے موسم سرما میں بڑے گرم رہتے ہیں حسبِ ضرورت کے

باندھ دیا جائے کہ نمک اور داغ تھیلے میں آ جائیں۔ پھر اس پوٹلی کو گرم پانی میں اس وقت تک بھگوئے رکھیں کہ تمام رنگ نکل کر نکل جائے نمک کے گھلنے کے ساتھ ہی داغ غائب ہو جائیگا۔ اس کے بعد صاف شدہ کپڑے کو نہایت سرد پانی میں کھنگال دینا چاہیئے۔

شیشوں پر لکھنے کی سیاہی بنانے کی ترکیب

معمولی قلم سے بلوری شیشے کی بوتلوں اور مرتبانوں وغیرہ پر لکھنے کیلئے سیاہی بنانے کی ترکیب معلوم ہونے سے انتظام خانہ داری میں بہت کچھ سہولت بہم پہنچ سکتی ہے۔ اگر الماری کی بوتلوں اور مرتبانوں پر ان اشیاء کا نام لکھا ہوا ہو۔ جن سے وہ بھرے ہوئے ہیں۔ تو ایک ناواقف شخص بھی معلوم کر سکتا ہے کہ فلاں بوتل یا مرتبان میں کیا ہے۔ شیشے پر معمولی قلم سے لکھنے کی سیاہی بنانے کا یہ طریقہ ہے۔

بیچڑا لاکھ دس حصے وینس کا تارپین اور معمولی تارپین پانچ پانچ حصے لاکھ مذکورہ اور دونوں تارپینوں کو ایک مٹی کے پختہ مرتبان میں رکھکر اوپر سے بند کر دو اور ایک کڑاہی میں جو پانی سے بہت نہ بھری ہو۔ مرتبان کو رکھکر پانی کو خوب جوش دو۔ یہانتک کہ لاکھ اور تارپین باہم بخوبی مل جائیں۔ اور پھر اس میں چراغ کا پھول (دھوئیں کا جل) مناسب مقدار سے اچھی طرح ملائیں بخوبی حل ہونے پر سیاہی تیار ہو جائے گی جس سے معمولی قلم سے شیشے کی بوتلوں اور مرتبانوں پر لکھ سکتے ہیں جو پھر محو نہیں ہو سکتا۔

سیاہ فیتہ کو اجلا کرنا

سیاہ لیس یا فیتہ کو پہلے گرد و غبار سے اچھی طرح صاف کر لو پھر اسے

اگر عینک کی ضرورت نہ ہو تو عینک یا جو عینک خراب ہو اس سے پڑھنا ایک عام عیب ہے۔ اس سے آنکھوں پر ایک بلا ضرورت زور پڑتا ہے جس سے موتیا بند دھند وغیرہ امراض چشم کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہے۔
جن لوگوں نے اپنی آنکھوں کو ناجائز طور پر استعمال کیا ہے پیری میں انکو اسکا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ اسوقت یہ لازم ہے کہ بعض مفید دوائیاں لگائیں اور جتنی نظر باقی ہو محفوظ رکھنے میں ساعی رہیں۔
گر خوش قسمتی سے زمانہ حال کے ڈاکٹروں نے ٹوٹکو یا موتیا بند پر ایک نمایاں فتح حاصل کی ہے اور قسم کے مریضوں کے یہ نصیب کہاں۔ پھر موتیا بند کے پکانے کیواسطے ایک عرصہ تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور جب تک انسان نابینا نہ ہو جائے اسکا علاج نہیں کیا جاتا۔

خراب نب کو درست کرنیکی ترکیب

جب انگریزی قلم کا نب خراب ہو جائے تو اسکو گیس یا کسی اور روشنی کے شعلہ پر ۱/۴ منٹ تک رکھو۔ اور پھر پانی میں ڈبو دو اس طرح یہ دستور لکھنے لگیگا۔ اگر کوئی نیا نب بہت سخت معلوم ہو تو اس پر بھی عمل کرنے سے گرمی کے باعث نرم ہو جاتا ہے۔

سیاہی کے دھبوں کو دور کرنیکی ترکیب

اگر کسی لیس یا دیگر نفیس کپڑے پر سیاہی کا تازہ دھبہ پڑ جائے تو انگور کی رس یا ٹماٹو پینے ولایتی بیگن یا پیاز کا عرق ملا کر اس تازہ دھبہ میں جذب کر کے کھلے سرد پانی میں دھو ڈالنا چاہیے۔ اس طرح سیاہی کا تازہ دھبہ غائب ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی پرانا دھبہ دور کرنا منظور ہو تو اس طریقہ سے زائل ہو سکتا ہے کہ ترشہ ساگ نے نمک کا ایک بیلا اسی کے گرد اس طرح دھاگہ

میں باہم ملا کر آگ پر گرم کرنا چاہیئے۔ اور پگھل جانے پر اسے تلوے کے کناروں کی درخت پر اچھی طرح ملنا چاہیئے۔

آنکھوں کی حفاظت

ڈاکٹر ایف سی ہفر کا قول ہے کہ جب آنکھ میں کسی قسم کا مرض لاحق ہو جائے یا اس پر کسی وجہ سے زیادہ زور ڈالا گیا ہو تو اس کے علاج میں آرام دماغ جسم چشم کا بڑا خیال رکھنا چاہیئے۔ آندھی اور گرد و غبار کا بھی مضر اثر پڑتا ہے۔ اس واسطے آنکھوں کو ان سے بچانا لازم ہے۔

امراض چشم میں عادات کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ اسواسطے عادات کو باقاعدہ کرنا بھی بطور حفظ ماتقدم کے ایک عمدہ علاج ہے۔ کثرت جماع آنکھوں کے حق میں زہر ہلاہل کا اثر رکھتا ہے۔ اور اس سے نکمے ہو نے کا بھی بڑا اندیشہ ہے۔ تمباکو اور شراب نوشی سے مختلف امراض چشم لاحق ہو جاتی ہیں۔ آنکھوں کو نہ دھونے اور صاف نہ رکھنے میں بھی کئی طرح کی قباحتیں ہیں۔ مرض چشم کے علاج ٹھنڈا اور گرم پانی دونوں استعمال کئے جاتے ہیں۔ جسطرح کا پانی مریض کو بھلا معلوم ہو وہی استعمال کرو۔ غذا میں بھی احتیاط لازم ہے۔ بدہضمی سے بھی آنکھوں پر مضر اثر پڑتا ہے۔

بعض لوگ آنکھوں کو بری طرح استعمال کرتے ہیں۔ سب سے مضر کم روشنی میں مطالعہ کرنا ہے۔ اس سے آنکھوں کے اعصاب پر بڑا زور پڑتا ہے۔ مدہم روشنی سے دور بیٹھکر پڑھنے کا بھی یہی حال ہے۔ جھک کر یا لیٹ کر پڑھنا بھی ممنوع ہے اس طرح آنکھوں میں خون منجمد ہو جاتا ہے اور اعصاب چشم سے خلاف فطرت کام لیا جاتا ہے چلتی گاڑی میں پڑھنا ایک اور بھاری عیب ہے۔ اس سے نظر ایک جگہ نہیں جم سکتی۔ اور حروف کی تصاویر بذریعہ آنکھ کے جو دماغ پر پڑتی ہیں۔ وہ متغیر ہوتی رہتی ہیں۔

اور چمنی میں اور چیزوں کی نسبت قوت جاذبہ بہت زیادہ موجود ہے نہ ہی کمرہ کی کھڑکیاں بند کرنی چاہئیں بجلی ہمیشہ آندھی اور بارش کے بعد گرتی ہے۔ پس اگر ضرورت ہو تو صرف وہی کھڑکیاں بند کرو جنکی راہ سے بارش آتی ہو۔ دیواروں اور چمنی کے متصل بیٹھنے کی بجائے مین کمرہ کے وسط میں بیٹھنا چاہیئے چونکہ بجلی سے محفوظ رہنے کا سب سے عمدہ طریق ہے۔ ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے کہ جس شخص پر بجلی گرے۔ وہ دفعتہً ہی نہیں مر جاتا۔ صرف نیم مردہ ہو جاتا ہے۔ پس اس کی زندگی سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے اور کسی تجربہ کار ڈاکٹر کو مدد کیلئے فوراً بلانا چاہئے۔

پوستینوں کو صاف کرنے کی ترکیب

سمور لومڑی یا کسی اور جانور کی سفید پوستین کو اسطرح صاف کرنا چاہیئے کہ اسے میز پر پھیلا دیں۔ اور آٹے کا چھان جسے پہلے گرم پانی سے مرطوب کیا جائے۔ اس سے پوستین کو اسوقت تک ملیں کہ پوستین خشک ہو جائے بعدہ خشک چھان کو پوستین پر ملیں۔ آسانی کیلئے بھیگے ہوئے چھان کو فلالین کے ٹکڑے سے اور خشک چھان کو ململ سے ملنا چاہیئے۔ بہت زور سے ملنا مضر ہوگا کیونکہ اس طرح بالوں کو صدمہ پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ سیاہ پوستینوں کو بھی آٹے کے چھان سے اسطرح گرد و غبار سے صاف کیا جاسکتا ہے کہ نئے چھان کی کچھ مقدار کو کسی برتن میں آگ پر خوب گرم کرکے ہاتھ سے پوستین پر ملا جائے اسیطرح چند بار کرنے سے پوستین بخوبی صاف ہو جاتی ہے۔

جوتے کے تلوے کی پانی سے حفاظت کرنیکی تدبیر

گوشت کی چربی اور شہد کی مکھیوں کے چھتے کے موم ساوی مقدار

عجیب تجربہ

ایک عجیب بات تجربہ سے معلوم ہوئی ہے کہ تمام فولادی اوزاروں کو اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ وہ دیر تک چلیں اور عمدہ کام دیں تو چاہیئے کہ کچھ روز کے استعمال کے بعد تھوڑا تھوڑا وقفہ دو اور انکو آرام دے یہی حال فولادی قلم کا ہے جب کوئی نب برا لکھنے لگتا ہے تو اسکو بیکار سمجھ کر پھینکنا نہ چاہیئے۔ کیونکہ ابھی اسکی عمر پوری نہیں ہوئی ہے۔ اُسے تھوڑے سے آرام کی ضرورت ہے ایک دو روز اس سے لکھنا چھوڑ دو اور پھر ۵ اسکینڈ کے لیئے دہکتی آگ میں رکھدو۔ وہ پھر از سر نو نئے قلم کیطرح لکھنے لگیگا۔ جب لوہے کے قلم استعمال میں نہ آتے ہوں اس وقت انہیں پانی میں رکھنا یا بجائے کسی اور شے کے آلو سے نب پونچھتے رہنا اسے زنگ وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

بجلی کی خاصیت

چونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ بجلی ہمیشہ نوکدار اور اونچی چیزوں پر گرتی ہے اس لیئے جب بادل چھا رہے ہوں یا مینہ برس رہا ہو۔ اور بجلی کڑاک رہی ہو تو میدان میں درختوں کے سایہ میں کھڑے ہونا مفید نہیں بلکہ بہت خطرناک کام ہے۔ ہر قسم کی آہنی اور فولادی تاریں اسی وجہ سے نہایت مہلک سمجھنی چاہئیں کہ انہیں قوت جاذبہ بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کسی کھلے میدان میں تم اگر سیدھے کھڑے ہو تو یہ حالت بھی کم خطرناک نہیں۔ کیونکہ بجلی نوکدار اور اونچی چیزوں پر گرنیکا بہت میلان ہے۔ بس بچاؤ اور سلامتی کا صرف ایک ہی طریق ہے کہ تم زمین پر چت لیٹ جاؤ۔ اور اسبات کی پرواہ نہ کرو کہ بارش کے پانی سے بھیگ جاؤ گے۔ جب تم کمرے کے اندر بیٹھے ہو تو بجلی سے بچنے کا مناسب طریق یہ نہیں کہ تم خوف سے دیوار یا چمنی کیطرف ہو جاؤ۔ کیونکہ دیوار و

جلا کرنے کا تیل

لکڑی کی شے پر معمولی تیل لگا کر کسی موٹے کپڑے کے رگڑنے سے جلا آجاتی ہے

جلا کرنے کا سفوف

گھڑیا مٹی کوئلہ اور چونہ سب برابر وزن ملا کر سفوف کر لو یہ سفوف نرم اشیاء کے لیئے ہے۔

طریق دیگر

چینی کے ٹکڑے باریک کر کے کرنڈ پتھر اور کوئلوں کی راکھ ملا لو۔ یہہ سخت اشیا کو صاف کرتا ہے۔

طریق دیگر

تارپین کے تیل میں صرف غوطہ دیکر پونچھ ڈالنے سے لوہا بہت جلد عمدہ صاف ہو جاتا ہے۔

دودھ پیدا کرنا

ارنڈ کے پتوں کو اوبال کر اس کے شیر گرم پانی سے گرم شدہ پتونکے ذریعہ دودھ کے برتن کو قریباً آدہ گھنٹہ تک مل ملکر دہونے دو۔ بعدہ دودھ اوبلے ہوئے چند گرم پتوں کو رکھکر باندھ دیتے سے پہلی دفعہ کی زچہ کو بھی دودھ جلد اور با فراط اتر آتا ہے۔ اگر ایک دفعہ ایسا کرنا کافی نہ ہو تو چند بار کئی کئی گھنٹوں کے بعد دن میں دو یا تین بار ایسا کرنا چاہیئے۔

اور اس پانی کیساتھ داغوں کو ملکر دہو ڈالو اور لباس میں چربی نہ پڑنے دو۔

بوتل سے کارک نکالنے کی ترکیب

گرم پانی میں بھگوئے ہوئے کپڑے کے ذریعے سے اگر بوتل کی گردن میں
گرمی پہونچائی جائے تو کارک آسانی سے نکل آئیگا۔

سنہری چوکھٹ کو صفا کرنا

سُنہری چوکہٹ کو اگر زنگ لگ گیا ہو تو سپرٹ آف واین سے صاف کرو

سوتی کپڑے سے لوہے کے داغ دور کرنیکی ترکیب

دہبے والے مقام کو تر کر کے اس پر ذرا سا لیموں کا ست لگاؤ۔ جس وقت وہ
سوکھ جائے تو اُسے پھر تر کر دو۔ اسیطرح تر کرتے جاؤ۔ جب داغ دور ہو جائیں
تو فوراً گرم پانی سے دہو ڈالو۔ ورنہ دیر تک نمک سے ست کپڑے کو گلا دیگا۔

اُون پر سے سیاہی کے داغ دور کرنا

انڈے کی زردی میں چند قطرے تیزاب گندہک کے ملا کر داغ والی جگہ پر ملو
پھر گرم پانی سے دہو ڈالو۔

سنکھیا کا تیل

امراض خونی خاصکر آتشک۔ جذام۔ خنازیر۔ تپ نوبتی۔ پرسوتی تپ
اٹھرا۔ گنٹھیا کو از حد مفید ہے۔ خوراک تر اور نفیس چاہیئے۔ روغن نکلتے وقت
اس کے دہوئیں سے بچو۔ خوراک ایک بوند ہمراہ مکھن یا شہد کے ہے
اوپر سے دودہ پلاؤ اور گھی بکثرت کھاؤ۔

اسی طرح انڈے کی سفیدی میں پھٹکری سفید ملا کر یہی عمل کرنے سے لوہا نرم ہو جاتا ہے۔

لوہے کو سخت کرنیکا طریق

لوہے کو گرم کرکے لاکھ میں گھسنے جاؤ۔ جب سرد ہو کر گھسنے سے رہجائے تب بس کرو۔ نہایت سخت ہو جائیگا۔

مختلف بجھاؤ

لوہے کو تل کے تیل سے چپڑ کر کوئلوں کی حرارت میں رکھو۔ جب ذرا پیلا ہو جائے سرد کر لو۔ یہ اسٹیل ہے۔ تھوڑی دیر اور رہنے سے نیلگوں ہو جائیگا جو گھڑی کی کمانی کی خنجر۔ چاقو۔ وغیرہ کے لیئے کام آتا ہے۔ اور بہت سرخ کریں تو لچکدار ہو جائے گا۔ اگر سُرخ کرکے کھارے پانی میں بجھادیں تو فولاد کیطرح سخت ہو جائے گا۔

شیشے کو صاف کرنے کا طریقہ

پہلے شیشے کو خوب دھو ڈالو اور پھر آہستہ آہستہ سرد پانی میں ڈبو دو۔ پھر نکالکر ایک کپڑے سے پونچھ ڈالو۔ پھر اسکو خشک کرکے ایک اور کپڑے سے پانی پونچھ ڈالو۔ پھر اسکو خشک کرکے ایک اور کپڑے سے صاف کرو۔ کاٹے ہوئے شیشے کو صاف کرنا ہو تو سفیدی میں تر کیئے ہوئے پنبہ سے اس کو خوب ملو پھر اس پر برش پھیر دو۔

کپڑے سے کیچڑ کے داغ دور کرنیکا طریقہ

پانی میں تھوڑا کاربونیٹ آف سوڈا حل کرکے داغ دار سبب پر ...

ہو گی۔

انگوٹھی طلسمانی بنانے کی ترکیب

سنگ مقناطیس ایک جزو۔ چپڑا لاکھ ایک جزو۔ کاجل بقدر ضرورت اول سنگ مقناطیس کو خوب باریک پیس لیں۔ اسکے بعد چپڑا لاکھ باریک پیسکر آگ پر گرم کرو۔ لیکن برتن لوہے کا نہ ہو۔ اس میں سنگ مقناطیس ملا دو۔ جب خوب آمیز ہو جائے تو کاجل ملا دو اور انگوٹھی کے نگینہ میں بھر دو۔ اور نگینہ کی سطح برابر کرنے کے لئے کسی چکنی چیز مثل آئینہ وغیرہ پر دباؤ۔ انگوٹھی تیار ہو گی۔ وقت استعمال تیل لگا کر استعمال میں لاؤ۔ (صوفی اینا پرشاد۔ اڈیٹر جامع العلوم)

نقلی ملمع بنانے کی ترکیب

جوائن۔ نوشادر۔ اور گندہک ہر ایک ایک تولہ لیکر اول گندہک کو پیسکر ڈیڑھ پاؤ پانی میں جوش دیں۔ اور جوائن و نوشادر اس میں ڈال دیں۔ جب نصف پانی باقی رہے۔ چھان کر محفوظ رکھیں۔ اگر اسکو ظرف آہنی میں گرم کرکے پیتل کے زیور کو اس میں غوطہ دیں تو وہ زیور برنگ طلائی ہو جائیگا۔ جسکو ملمع خام کہتے ہیں۔

چاقو تیز کرنے کا مصالحہ

کرنڈ پتھر اور چینی کے ٹکڑے باریک میدا سا کرکے ملالو۔ چمڑے کی گدی پر لگا کر چھری یا چاقو رگڑنے سے تیز ہو جاتا ہے۔

سخت لوہے کو نرم کرنیکا طریق

گھڑ لسے کے سم تیل میں گرم کرکے بجھانے سے لوہا نہائت درجہ نرم ہو جاتا ہے

طلسمی انگوٹھی بنانیکی ترکیب

اوّل کوئی چمکدار شے مثلاً بٹن۔ کوئی سونے چاندی کا سکہ یا گچھا اور عامل
اپنے ہاتھ میں اسطرح سے لو کہ انگوٹھا اور اوّل انگلی اسکو پکڑنے میں استعمال میں آئیں
کسی چمکدار شے کو پکڑ کر کسی ذکی الحس بچہ کی آنکھوں کے ایسے مقام پر سامنے کریں جہاں
تخمیناً دونوں آنکھیں ایک کز پر دیکھیں اور یہ فاصلہ تقریباً گیارہ انچ ہو یعنی ناک
کی نوک کی سیدھ میں پانچ چھ انچ فاصلے پر بچہ کو ہدایت کردیجائے کہ وہ نظر جما کر
اس کیطرف دیکھتا رہے۔ اور خود دکھانیوالا اس بچہ کیطرف غور سے دیکھتا رہے۔ جب ذرا
پپوٹوں پر بھاری پن معلوم کرے فوراً آہستہ سے حاکمانہ لہجہ سے کہے کہ تمکو نیند آئی دیکھو
وہ نیند آتی تمہاری آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ اچھا آنکھیں بند ہوگئیں ایسا کہتے کہتے ہی
معمول کی آنکھیں بند ہو جائینگی۔ اور اگر دیر ہوگئی تو بھی بارہ میں پانچ موقعہ پر معمول مگناٹائزڈ
ہو جائیگا۔ اور عامل کے ذہنی اور زبانی احکام مانیگا۔ مثلاً اگر معمول سے کہوگے۔ کہ اپنا
ہاتھ زمین پر رکھدو۔ جب وہ رکھدے تو حکم دو کہ تم نہیں اٹھا سکتے وہ ہرگز نہ اٹھا
سکیگا۔ پس اگر ایسی حالت میں اس کے ہاتھوں میں کوئی چیز دوگے تو جو خیال کروگے
معمول وہی دیکھیگا۔ اور خیال کریگا۔

دوم۔ ایک کاغذ کی پانچ چار تہ بطور تعویذ کردو اسکے بیچ میں موٹی سوئی
سے ایک سوراخ کردو۔ اور جسطرح طلسماتی انگوٹھی دکھائی جاتی ہے۔ اسیطرح معمول
کے ہاتھ میں یہ کاغذ دو اور حکم کرو کہ اس سوراخ میں غور سے دیکھو اور وہ تمام باتیں
کرتے جاؤ جو انگوٹھی کے دکھاتے وقت کرتے ہو کہ دیکھو سقہ آیا۔ بادشاہ آیا وغیرہ
اس طرح بھی بارہ میں سات معمولوں پر ویسا ہی اثر ہوگا۔

سوم۔ بچے کے انگوٹھے کے ناخن پر سیاہی کا نقطہ بنا دو اور اسکے اندر خود بچہ
کی اپنی صورت نظر آوے۔ دیکھنے کی ہدایت کرو۔ اور وہی کلمات کہتے جاؤ اور خوش
ہوتے جاؤ کہ اس کو وہی چیزیں جو تم زبان سے کہتے ہو نظر آتی جائیں۔ ضرور کامیابی